

سلسلہ فقہ الحدیث

طہارت کے جدید و قدیم مسائل

کتاب الطہارۃ

فقہ حنفیہ یا مالک النجاشیہ فی فروع الحدیث

مصنف: دکتور حفصہ الرشید عمری مدنی وفقیہ

جلد چہارم Volume 4/5

رفعِ حدیث

جلد چہارم
Volume 4/5

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟

اسکے بواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب اس جلدوں کی اس ضخیم کتاب کو کمرہ الہی کے ساتھ پڑھا جائے، ان شاء اللہ، اگلا وقتوں کے ساتھ مکمل رہائیں بھی لگائیں، اللہ تعالیٰ ہر سال کے فنی اوقالی منع کر کے اور ہمیں توجہ کرنا سزاوارت اور ترجیح دینے کے لئے ہمارے ہدیہ اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے حسن ہو سکا، ﴿وَمَا تَشَاءُ إِلَّا مَا عِنْدَ﴾ اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر آنکھ اسلام بننا کے پرائیکٹس پر بھی کام چارٹی ہے اور اس کے علاوہ تحریک کے پرائیکٹس اور لکھ کے پرائیکٹس پر بھی کام چارٹی ہے لہذا ایک ایک پرائیکٹس کے لئے بھی وقت کو تحسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر کے لئے میں معذرت خواہ ہوں ان معذرت سے جو کتاب اللہ کے سفر سے غریب

کتاب اللہ کے سفر سے غریب

COPYRIGHT © 2025
All Rights Reserved

سلسلة فقه الحديث

كتاب الطهارة

فقه الطهارة بالنسبة للجسدية وفي فقه الحديث

مصنف: دكتور حفظه الله الشيخ عمر بن عبد الله بن محمد

تقريب
شيخنا العلامة الشيخ عمر بن عبد الله بن محمد

رفع حديث

Volume 4/5 جلد چهارم

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah

Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A

Founder & Director of AskIslamPedia.com

Chairman; Ocean the ABM School, Hyderabad, TS, INDIA

+91 92906 21633 (WhatsApp only)

www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadanicom



الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

الطُّهُورُ أَشْرَفُ الْأَعْيُنِ

سلسلۃ فقہ الحدیث کتاب الطہارۃ رفعِ حدث جلد چہارم

فہرست

مقدمہ

- 3 ذریعہ نظر کتاب کی خصوصیات
- 4 ازالہ نجاست اور رفعِ حدث کے موضوعات کا جامع احاطہ
- 4 مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت
- 5 اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے کمال کیوں گئے؟
- 5 اس کتاب کا اعلیٰ تعارف مندرجہ ذیل ہے
- 5 طہارت عبادت کی صحت اور قبولیت کا اولین ذریعہ
- 5 متدرج روایات، تحقیق اور استخراج
- 6 مصادر اور مراجع
- 6 مضامین کی گہرائی اور زبان کی سادگی کا استخراج
- 6 نظر ثانی
- 6 بہرہ تفکر

نواقض الوضوء

- 9 وضوہ کو توڑنے والے اور فاسد کرنے والے امور

وضوہ کو توڑنے والی چیزیں

- 19 نواقض کا فقہی معنی

19 نواقض وضو کا اصطلاحی معنی

20 نواقض وضو کا مختصر خاکہ

نواقض وضو کا تفصیلی بیان

23 نواقض وضو (1)

23 حدیث اکبر (جماع یا خروج منی، جہالت، حیض و نفاس)

23 نواقض وضو (2)

23 ہڈی اور دوی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

23 ہڈی اور دوی کا مقبوم

24 ❖ امام نووی رحمہ اللہ کا قول

24 ❖ الشیخ ابن قیمین رحمہ اللہ کا قول

ہڈی اور دوی کے احکام

27 لازم کے لیے وضو فرض ہے

27 پہلی دلیل: (حدیث علی رضی اللہ عنہ)

28 ❖ اس حدیث کا ایک اور نام کتب

28 ❖ دوسری دلیل: (حدیث سل بن خلیفہ رضی اللہ عنہ)

29 ❖ تیسری دلیل: (مہملہ اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ)

30 ❖ شیخ الہانی رحمہ اللہ کا قول

32 ❖ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا قول

نواقض وضو (1) پیشاب و پاخانہ کرنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے

33 پہلی دلیل: (سورۃ المائدہ: 6)

33 دوسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

33..... تیسری دلیل: (حدیث عنوان **میں**)

34..... چوتھی دلیل: (اجماع است)

34..... ❖ امام ابن المنذر **رحمہ اللہ** کا قول

35..... ❖ امام ابن عسیر **رحمہ اللہ** کا قول

نواقض وضو (2) پیشاب کے قطرے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
36..... پہلی دلیل: (حدیث عبد اللہ بن زید **رحمہ اللہ**)

37..... دوسری دلیل: (حدیث عائشہ **رضی اللہ عنہا**)

38..... ❖ پیشاب کے قطرے اور احتیاجی تدبیر

نواقض وضو (3) ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

39..... پہلی دلیل: (سورۃ النملہ 43)

39..... دوسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ **رضی اللہ عنہ**)

39..... تیسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ **رضی اللہ عنہ**)

40..... ❖ امام ابن رشد **رحمہ اللہ** کا قول

40..... ❖ الشیخ صدیق حسن خان قزوینی **رحمہ اللہ** کا قول

41..... ہوا خارج ہونے میں شک اور تحقیق کی حالت اور اس کا حکم

41..... پہلی دلیل: (حدیث عبد اللہ بن زید **رحمہ اللہ**)

42..... دوسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ **رضی اللہ عنہ**)

42..... تیسری دلیل: (حدیث ابن عباس **رضی اللہ عنہما**)

43..... چوتھی دلیل: (حدیث ابو سعید **رضی اللہ عنہ**)

43..... ❖ دوران نماز اگر بے وضو ہو جائے تو نماز سے نکلنے کا طریقہ؟

44..... حدیث عائشہ **رضی اللہ عنہا**

- 44 ہوا خارج ہونے کا مرض اور اس کا حکم
- 44 ❖ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 45 ❖ شیخ ابن شمیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 45 بدبودار ہوا خارج ہونے کا مرض اور اس کا حکم؟
- 45 (حدیث عمر رضی اللہ عنہ)
- نواقض وضو (4) گہری نیند سے اٹھنے کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے:
- 47 کتاب اللہ سے دلیل: (سورہ النہالہ: 6)
- 47 ❖ زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 48 ❖ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 48 حدیث علی رضی اللہ عنہ
- 49 ملائے کرام کے اقوال
- 49 قول اول پہلا موقف
- 49 ❖ ہر حالت میں نیند وضو کو ناقض کر دیتی ہے
- 49 پہلی دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
- 50 ❖ امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 51 ❖ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 52 دوسری دلیل: (حدیث صفوان رضی اللہ عنہ)
- 52 تیسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
- 53 ❖ ایک ضعیف حدیث اور اس کی تحقیق
- 54 ❖ شیخ الہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
- 54 ❖ دوسری ضعیف حدیث

- ۶۶ پر تھی: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
- ۶۶ * دہائی نماز سونے والے کا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں؟
- 56 * امام نووی رحمہ اللہ کا قول
- ۶6 * شیخ صفی ابن رحیم سید ہدین رحمہ اللہ کا قول
- 57 * قول ثانی: دوسرا موقف
- 57 * جو یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی نیند وضو کا قضا نہیں کرتی؟
- 57 * (حدیث انس رضی اللہ عنہ)
- 57 * امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول
- 58 * امام نووی رحمہ اللہ کا قول
- 59 * بحالت نیند وضو کا نہ ٹوٹنا ایسا ہے کہ نہ کافی صعب ہے
- 59 * (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)
- 60 * قس ثالث: بیٹھے بیٹھے سو جائے اور اٹھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا
- 60 * امام نووی رحمہ اللہ کا قول
- 62 * قس رابع: چوتھا موقف
- 62 * اصل یہ یاد ہے کہ ہماری ہمد سے وضو ٹوٹتا ہے چاہے لیٹ کر یا بیٹھ کر
- 62 * شیخ مہدی رحمہ اللہ کا قول
- 65 * کیا وضو (ایک طرح کی بیسکمار) سونے سے وضو ٹوٹتا ہے؟
- 65 * (اش ابویہ رضی اللہ عنہ)
- 66 * خلاصہ کلام
- * نوافل وضو (۶) شرط رکاوٹ و گڑباج نہ رکھے تو وضو ٹوٹتا ہے:
- 69 * امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول

- 70 ترجمہ کیا گیا تھا کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
- 70 ❖ قول اس.....
- 70 پہلی دلیل: (حدیث بروایت بخاری)
- 70 ❖ امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول
- 71 دوسری دلیل: (مصعب رحمہ اللہ کا قول)
- 72 ❖ مرد اور عورت اس قسم میں دونوں برابر ہیں
- 72 تیسری دلیل: (حدیث عبداللہ بن عمرو رحمہ اللہ)
- 74 ❖ ترجمہ کیا گیا تھا کہ درمیان کوئی چیز نہ ہو تو نپا وضو کرنا ضروری ہے
- 74 چوتھی دلیل: (حدیث ابو یوسف رحمہ اللہ)
- 75 پانچویں دلیل: (حدیث ربیعہ رحمہ اللہ)
- 76 چھٹی دلیل: (حدیث ام حبیبہ رحمہ اللہ)
- 77 ساتویں دلیل: (ابن عمر رحمہ اللہ کا قول)
- 77 آٹھویں دلیل: (دوسرا قول)
- 77 نویں دلیل: (تیسرا قول)
- 78 چھٹے باب کے آخر میں کی ترجمہ کیا گیا اور اس کا ترجمہ
- 78 ❖ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ کا قول
- 79 ❖ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول
- 79 ❖ شیخ ابن ہارم رحمہ اللہ کا قول
- 80 ❖ شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول
- 81 ❖ شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ کا قول
- 81 ❖ (اللجنة الدائمة) کا فتویٰ
- 82 ترجمہ کیا گیا تھا کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا

- 82 قول ثانی
- 82 علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول
- 83 علامہ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول
- 83 شریکاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں فوت
- 83 یحییٰ دہلوی: (حدیث طلق لیسوا)
- 84 لام الغلیب تہریزی رحمہ اللہ کا قول
- 85 لام محذوفی رحمہ اللہ کا قول
- 85 مدخل القاری رحمہ اللہ کا قول
- 87 لام الغلیب تہریزی رحمہ اللہ کا قول۔
- 88 علامہ طبری رحمہ اللہ کا قول۔
- 88 لام محمد بن اسماعیل امیر صنعانی رحمہ اللہ کا قول
- 90 دوسری دلیل: (حدیث ابو امامہ رحمہ اللہ)۔
- 91 قول ثالث
- 91 شیخ بہنی رحمہ اللہ کا قول
- 93 مدخل
- نواقص وضو (۶) شریکاء سے شرمگاہ مل جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے
- 94 (حدیث ابو ہریرہ رحمہ اللہ)
- نواقص وضو (۷) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
- 95 پہلا موقف
- 95 یحییٰ دہلوی: (حدیث جامعہ رحمہ اللہ)
- 96 دوسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رحمہ اللہ)

96. * لام ترقی ہوئے کا قول
97. * لام نووی ہوئے کا قول
98. * لام انن جیہ ہوئے کا قول
99. * لام نووی ہوئے کا قول
100. * لام شوکانی ہوئے کا قول

ناقض وضو (۸) گ پر پٹی و فی چیز آہنا

101. پہلا موقف
101. ٹکلی دسل: (صحت جاری دیکھو)
101. * لام محمدی ہوئے کا قول
102. آپ پر پٹے والی چیزیں اندام ہارے میں وارد تاح و مستحق اندام
103. * لام انن جیہ ہوئے کا قول
104. * لام انن جیہ ہوئے کا قول
105. * لام انن جیہ ہوئے کا قول
108. * شیخ بن ہر ہوئے کا قول
108. * شیخ بن شمیم ہوئے کا قول
112. علامہ کلام

ناقض وضو (9) پاگل پن یا بے ہوشی یا شراب کی وجہ سے عقل کا زائل ہونا

المقصود الرابع من لا یفقد وضوءہ اذ یتعمد الخمر من غیرہ

115. جو ناقض میں نہیں شمار ہوتا
- 1.6. وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ہوتا
116. کیا حوس نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

- 116 قول میں یہ دو وقف
- 1۰6 خون نکلنے سے وضو نہیں وقت
- 1۰6 پہلی دلیل ﴿أَوْ جَاءَ خَدْشٌ﴾ وُشْكُم مِّنَ الْعَابِدِ
- 118 دوسری دلیل: (حدیث جاریہ)
- 120 ❖ ہمارے لیے ہے: تاہم یہ
- 120 تیسری دلیل: بکر مجسٹہ کا قول
- 120 چوتھی دلیل: ابو جری مجسٹہ کا قول
- 121 قول جنی: دوسرا وقف
- 121 ❖ خون نکلنے پر وضو لازم ہے
- 121 پہلی دلیل: ﴿يُؤْتِيهِ فِي كُلِّ قَوْمٍ مَّالًا﴾
- 124 دوسری دلیل: ﴿يَسِّرْ لِي الْفُطْرَةَ وَتَقْطُرْ لِي﴾
- 125 ❖ شیخ البانی مجسٹہ کا قول
- 126 ❖ علامہ مرنیانی مجسٹہ کا قول
- 127 ❖ امام ابو حنیفہ مجسٹہ کا قول
- 127 قول ثالث
- 127 مائے کرام کے اقوال
- 127 ❖ شیخ ابن ہر مجسٹہ کا قول
- 128 خلاصہ کلام
- 131 ❖ شیخ ابن شہین مجسٹہ کا قول
- 133 ❖ شیخ ابن ہر مجسٹہ کا قول
- 134 کیا خوں کے اخراج سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

134 ❖ الخیر الدائمہ کا فتویٰ

وضو سے متعلق دیگر مسائل

(۱) نیوے در تفسیر سے وضو کونساں جاتا ہے؟

137 پہلی دلیل: (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)

138 دوسری دلیل: (حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ)

138 ❖ علامہ ترمذی رحمہ اللہ کا قول

139 تیسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

140 چوتھی دلیل: (حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

140 پانچویں دلیل: (حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ)

141 ❖ علامہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا قول

141 ❖ پانچویں دلیل: علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا قول

142 ❖ (يُعَادُّ نَوْصُوهُ مِنْ مَسْجِدٍ) کی تفسیر

143 ❖ علامہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا قول

143 ❖ تفسیر چھوٹے پردہ صوفی ایک اور حدیث اور اس کی تحقیق

144 ❖ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کا قول

144 ❖ شیخ ابن ہارم رحمہ اللہ کا قول

145 ❖ شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول

(۲) قے کرنے کے بعد وضو کرنے کا مسدود

147 ❖ شیخ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا قول

148 خلاصہ کلام

(۶) یا عورت (بیوی) او چھوٹے یا بڑے بیٹے سے وضو نہ کرتا ہے؟

- 149 قول اول: پہلا موقف
- 149 عورت کو ہاتھ لگانے یا بوسے سے وضو نہیں کرتا
- 149 پہلی دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- 150 دوسری دلیل: (حدیث یوسف بن زید)
- 150 تیسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- 150 ✖ جان کا بوسہ لینے سے وضو نہیں کرتا
- 152 قول ثانی: دوسرا موقف
- 152 (عورت [بیوی] کو ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے سے وضو نہ کرتا ہے)
- 152 پہلی دلیل: ﴿وَلَا تَقْبَلُونَ إِلَيْكُمْ﴾
- 152 ✖ ﴿وَلَا تَقْبَلُونَ إِلَيْكُمْ﴾ کی تفسیر
- 153 ✖ ﴿وَلَا تَقْبَلُونَ إِلَيْكُمْ﴾ کا معنی اور مفہوم
- 153 ✖ لام قرطبی جیسے کافروں
- 154 ✖ لام انس کثیر جیسے کافروں
- 156 دوسری دلیل: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)
- 157 تیسری دلیل: (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
- 157 ✖ طائے کرام کے اقوال
- 157 عورت کو چھوٹے سے وضو نہ کرتا ہے یا نہیں؟
- 157 ✖ لام انس ابن مالک جیسے کافروں
- 159 ✖ لام نووی جیسے کافروں
- 160 ✖ لام بیہقی جیسے کافروں

- 161 * امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول
- 162 * صدیق حسن خان شوکی رحمہ اللہ کا قول
- 162 قوس ثالث اور رابع کے علاوہ شہر تصنیفات
- 162 * شیخ ابن ہار رحمہ اللہ کا قول
- 163 * شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول
- 164 * شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول
- 165 خلاصہ کلام
- 166 راجع

(4) جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو

- 167 حدیث سے دلیل: (حدیث ابو یوسف رحمہ اللہ)
- 167 * امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول
- 168 * امام بخاری رحمہ اللہ کا قول
- 169 * شیخ ابن ہار رحمہ اللہ کا قول
- 170 * شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول
- 171 خلاصہ کلام

(۶) یہاں قہر لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

- 172 پہلا موقف: قہر لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
- 172 دیکھیں دلیل: (حدیث ابو یوسف رحمہ اللہ)
- 173 دوسری دلیل: (حدیث ابن عمر رحمہ اللہ)
- 174 * امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول
- 175 تیسری دلیل: (حدیث عمران رحمہ اللہ)

- 177 چوتھی: یس: (حسن بصری رحمہ اللہ کا قول)
- 178 ✽ فتح البانی رحمہ اللہ کا قول
- 179 دوسرا موقف: قہرہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا
- 179 ✽ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول
- 179 ✽ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول
- 180 قہرہ کا کرہ ہونے کی وجہ سے وضو نہ پانا ہونے کے سبب سے معاف کر کے قوال
- 180 ✽ امام زہری رحمہ اللہ کا قول
- 180 ✽ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول
- 181 ✽ امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا قول
- 182 ✽ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کا قول
- 182 ✽ امام ہودری رحمہ اللہ کا قول
- 183 ✽ امام نووی رحمہ اللہ کا قول
- 185 ✽ امام ابن حبیہ رحمہ اللہ کا قول
- 185 ✽ علامہ رخصی رحمہ اللہ کا قول
- 185 ✽ علامہ مرینی رحمہ اللہ کا قول
- 187 خلاصہ کلام

وہ امور جن پر وضو کا حکم ہے

- 189 (1) جن کاموں کے لئے وضو واجب ہے
- 190 (2) وہ کام جن کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

فصل احسن وچیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے (تفصیلی معلومات)

- 193 وہ چیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے
- 193 ا. ہ. نماز کے لئے نہ، وضو
- 193 پہلا موقف
- 193 * ہمارے لئے وضو کرنا فرض ہے
- 193 ہکی دلیل: (سورۃ المائدہ: 6)
- 194 دوسری دلیل: (حدیث انس رضی اللہ عنہ)
- 194 تیسری دلیل: (حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما)
- 195 * اس مسئلے میں ہمارے پاس دو ایک ضعیف حدیث
- 196 * امام ترمذی بیہودہ کا قول
- 196 * امام بیہقی بیہودہ کا قول
- 197 دوسرا موقف
- 197 ہمارے لئے وضو کرنا فرض نہیں مستحب ہے
- 197 (حدیث ابو یوسف رضی اللہ عنہ)
- 198 * امام ترمذی بیہودہ کا قول
- 198 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وضو کے ساتھ ہی نماز میں داخل ہوئے تھے
- 198 ہکی دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- 199 دوسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- 200 تیسری دلیل: (حدیث ابو یوسف رضی اللہ عنہ)
- 201 چوتھی دلیل: (حدیث جابر رضی اللہ عنہ)

201 ہر نماز کے لئے نئے، نئے حلقے بنائے گئے اور اس کے اقوال

ۛ مہمناویں مجھسے بہت کماتیں

202

203 ❀ نام بخوی چمنستان کا قول ❀

۲۰۴

204 **اسم اللہ تعالیٰ کا قول**

206 ❀ لہامِ لہنتی حجرِ مسقونی بوسیدۂ کواں

208 خلاصہ کلام

2۔ دوبارہ جماع کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

209

✻ لہذا انہی حقائق کو مدنظر رکھ کر

211 * لہذا ہم مجاہدین کا قول

212 ❀ اہم جہازوں کی فہرست کا قوس

* نام این قریب مینویسند کا قور 212

213 فصل فی بیان ❀214 *Journal of Interpersonal Violence* 26(12)

214 غلام مصطفیٰ کلام

۳۔ مہمان کے جو سامنے سے پہنچے، فورا کرنا مستحب ہے

215 (کلی حدیث، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

215 دوسری حدیث: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)

4۔ جینی کا بغیر وضو سونا

حدیث صحیحہ دینی 216

- ۲۰۷ جہنم کے کچھ معنوں بعد غسل جنابت کرنا
- ۲۱۸ جس گھر میں جنتی ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے؟
- ۲۲۰ علامہ کرام کے اقوال
- ۲۲۰ ✽ سید ابوالحسن محمد بن اسماعیل بخاری کا قول ۔
- ۲۲۰ ✽ امام طحاوی بخاری کا قول
- ۲۲۱ ✽ ابن ماجہ بخاری کا قول
- ۲۲۱ ✽ امام ابن جہان بخاری کا قول ۔
- ۲۲۲ ✽ امام حاکم بخاری کا قول
- ۲۲۲ علامہ کرام

۵۔ حالت جنابت میں نہانے پہنچے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

۶۔ وضو کے بعد مس فہم ہوتا ہے اور یہ بھی کافی ہے

- ۲۲۴ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
- ۲۲۵ ✽ امام ابو داؤد سجستانی بخاری کا قول
- ۲۲۶ ✽ امام حاکم بخاری کا قول
- ۲۲۷ ✽ امام طحاوی بخاری کا قول
- ۲۲۹ علامہ کرام

۶۔ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

- ۲۲۹ پہلی حدیث: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- ۲۳۰ دوسری حدیث: (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)
- ۲۳۱ علامہ کرام کے اقوال
- ۲۳۱ ✽ امام شافعی بخاری کا قول

- 232 ✖ داخل القاری بیسویہ کا قول
- 232 ✖ شیخ ابن باز بیسویہ کا قول
- 233 ✖ شیخ ابن عثیمین بیسویہ کا قول
- 234 حدیث کلام

R- ۷۰ نے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

- 235 کئی حدیث: (حدیث براہین عرب بیسویہ)
- 236 دوسری حدیث: (حدیث معاذ بیسویہ)
- 237 تیسری حدیث: (حدیث ابومرہ بیسویہ)
- 238 تیسری حدیث: (حدیث ابن عمر بیسویہ)
- 238 چوتھی حدیث: (حدیث عمر بن عبد العاص بیسویہ)

4- ساتھ سے پہلے وضو نہ کیا جائے تو مرد و عورت

- 239 (حدیث ابن عباس بیسویہ)
- 240 ✖ اس مسئلے کی چند روایات
- 241 کئی روایت: (حدیث ابومرہ بیسویہ)
- 241 ✖ امام ترمذی بیسویہ کا قول
- 242 دوسری روایت: (حدیث ابن عمر بیسویہ)
- 243 علمائے کرام کے اقوال
- 244 ✖ امام قرطبی بیسویہ کا قول
- 244 ✖ قاضی عیاض بیسویہ کا قول
- 245 ✖ امام ابن حجر عسقلانی بیسویہ کا قول
- 246 ✖ شیخ ابن باز بیسویہ کا قول

۱۰۔ تلاوت قرآن کے لئے وضو واجب مستحب ہے اور کب واجب یہ جانتا

ضروری ہے

247 قول اول۔ موقف نمبر 1

248 چکی دیکھ، (حدیث صحیح)

248 * شیخ شعیب ارزاویؒ کی تحقیق

250 دوسری دلیل، (ایک صحابی کی روایت)

251 تیسری دلیل، (اشعبد الرحمن بن زیدؒ کی روایت)

252 چوتھی دلیل، (ابو سعید بن جبیرؒ کی روایت)

253 پانچویں دلیل، (ابو سعید بن جبیرؒ کی روایت)

253 قول ثانی۔ موقف نمبر 2

254 چکی دیکھ (سورۃ الواقعہ: 79)

254 * لاسہالکؒ کی روایت

254 دوسری دلیل، (اشعبد الرحمن بن زیدؒ کی روایت)

255 * مسند ابی یونسؒ کی روایت

256 * شیخ صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی روایت

257 * تیسری دلیل، (حدیث مرسلہ کی روایت)

257 * لاسہالکؒ کی روایت

258 موقف نمبر (3)

258 چکی اور حاضر کو قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت نہیں ہے

258 * شعیب بن علیؒ کی روایت

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما 259

259 امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول

260 امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول

260 قرآن مجید کو بغیر، موصیوں یا تلاوت کرے کہ بارے میں اس کے اقوال

260 امام مالک رحمہ اللہ کا قول

261 امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول

262 امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول

262 امام بخاری رحمہ اللہ کا قول

۱۱۔ حاضر اور جہنم کے لئے تلاوت قرآن کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ

تہ ہیں

264 حوالہ کلام

264 1۔ پہلا مسئلہ، حوالہ کا قرآن مجید کی تلاوت کرتا

265 2۔ حوالہ کا مصنف قرآن کو چھو

265 اوس، کتاب اللہ کی دلیل

265 دوم، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل

266 سوم، آثار مسکاتہ صحیحہ کی دلیل

267 3۔ حوالہ کا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا

267 سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل

272 شیخین ہارمیسٹو کا قول

273 جس میں ایک فن میں قرآن مجید ہواں کو بغیر، ضعیف تھا کہ

275 الشیخ عبد الرحمن بن ناصر ابن کثیر کا قول

276

✽ الشيخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

17۔ بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و اذکار، اور بغیر وضو سلام کرنے

اور سلام کا جواب دینے کا حکم

276

پہلی دلیل: (حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

277

دوسری دلیل: (حدیث)

277

تیسری دلیل: (اش)

278

چوتھی دلیل: کرام کے اقوال

278

کیا بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت صحیح ہے؟

278

✽ شیخ ابوبکر عیسیٰ کا قول

288

خلاصہ کلام

18۔ حفظ کرنے والے بچوں کا بغیر وضو قرآن و تہجد کا حکم

301

✽ الشيخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

14۔ جب بھی وضو کرنا مستحب ہے

302

حدیث شریفہ رحمۃ اللہ علیہ

303

✽ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

304

✽ شیخ ابن عیسیٰ کا قول

305

خلاصہ کلام

15۔ طواف کعبہ کے لئے وضو

305

(قول ابراہیم) کعبہ کے طواف کے لئے وضو کو مستحب ہے والے علماء کی دلیل

306

(قول ثانی) کعبہ کے طواف کے لئے وضو کو فرض ہے والے علماء کی دلیل

- 307 پہلی دلیل: (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)
- 307 دوسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)
- 307 تیسری دلیل: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)
- 308 تیار اور طواف کے احکامات مختلف ہیں
- 308 طواف کے لئے وضو کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال
- 308 ❖ امام نووی رحمہ اللہ کا قول
- 309 ❖ علامہ رحمہ اللہ کا قول
- 309 ❖ شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول
- 310 ❖ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول
- 312 ❖ شیخ ابن ہار رحمہ اللہ کا قول
- 313 خلاصہ کلام

مشق مسائل (بعض قدیم و جدید مسائل وضوء)

- 116 رخی حدیث وضوء
- 116 غسل و حیض سے متعلق عبادت کے مسائل
- 116 (مسئلہ 1) وضوء سے قارن ہونے کے بعد آسمان کی جانب
- 116 (مسئلہ 2) واجب اعمال و اعمال میں نیت کرنا واجب ہے۔
- 116 (مسئلہ 3) نیت و ذکر بھی وضو میں بالکل معاف ہے۔
- 116 (مسئلہ 4) اہل مہمہ انسان کے بھوسے جلعہ کو حجر قوی
- 317 (مسئلہ 6) وضوء اور غسل کے دوران پانی کے استعمال میں اس بات
- معتنویٰ تیرہ اس کا استعمال اعتناء وضوء پر اور اس کا علم
- 319 (مسئلہ 6) "رأى كل ما يجمع وصول الماء الي البشرة"

- 319 (مسئلہ 7) کاخن کو کسی ایسے رنگ سے رنگیں جس کا رنگ مرہ ہو
- 319 (مسئلہ 8) کو صو دا اور قس میں احوئے جانے والے اعضاء تک پہنچ
- 319 (مسئلہ 9) صو کے وقت مصنوعی دانت کو نکالنا واجب
- 320 (مسئلہ 10) اگر عجمی پر دانتوں کے چھو کے پھر قیام کرنا قیام مع الفراق ہے
- 320 (مسئلہ 11) پاد کو بھی اصل پاؤں کے علاوہ مصنوعی راند پاؤں کا چھو نہ
- 321 (مسئلہ 12) اگر کسی کے سر پہ ہاں کی تہ ہوں اور وہ پاؤں کی تشو نہ
- 321 (مسئلہ 13) عورتوں کی پٹوں پر جمال وغیرہ عورتوں کی غرض
- 321 (مسئلہ 14) اگر عورت اپنے ہاں کا جھڑا گھون پر رکھے ہوئے

سواک کے مسائل

- 323 (مسئلہ 15) کس چیز کے زریعہ سواک کیا جاتا ہے؟
- 328 (مسئلہ 16) اگر اہل بیہوشی نے اٹھتے ہیں کہا کہ اسواک کا دوسرا ہے جس

مسح کے احکامات و مسائل

- 328 (مسئلہ 17) لب بوط جو لٹکا ہوا ہے خشکی نہ تھپے ہند
- 329 (مسئلہ 18) پائے کے موروں پر بھی مسح کیا جائے
- 330 (مسئلہ 19) عقیقہ اور مسافر کے لئے مسح کرنے کی حقیقت مدت
- 330 (مسئلہ 20) مسح ختم نہیں ہوتا موزے لگانے سے جیسے ہاں یا خن
- 330 (مسئلہ 21) تمام کے مسائل میں شہر اور غیر شامل نہیں
- 330 (مسئلہ 22) اگر غیر چٹائی جانے والی ہونی اور چلا ستر پر مسح کیا جائے
- 331 (مسئلہ 23) اعضاء و ضمیمہ پہ چلا ستر ہو یا نہ کریں
- 333 (مسئلہ 24) اگر کسی کا ہاتھ یا کوئی عضو یا جانے والا عضو ٹوٹ جائے
- 334 (مسئلہ 25) مصنوعی چیز یا تکبیر، عضو یا قس کی ضرورت نہیں

334 (مسئلہ 26) تاک میں اپنی زیب و زینت کی غرض سے سوراخ کسے کے ہارے میں

33۶ (مسئلہ 27) وضو کے فرائض سے متعلق چند مسائل

337 مضمون



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

إِنِ اخَذْنَا لِنَفْسِهِمْ عُقُوبَةً وَاسْتَعِينَهُ، وَاسْتَعْفُوهُ، وَاسْتَعْفُوهُ بِأَنَّهُ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِهِ، وَاسْتَعْتَبَ أَعْمَالَهُ، مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، أَمَّا بَعْدُ:

عبارت (پاکیزگی) کی ہیئت اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اور نماز (صلوٰۃ) کے قبول ہونے کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ "لَا تَقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْرٍ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ"))

"سیدنا محمد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کوئی بھی نماز بھی پائی (نہ) کے اور کوئی بھی صدقہ چروٹی کے ہاں سے قبول نہیں کرتا۔"

(توضیح الحدیث: ۱۔ صحیح مسلم الطہارۃ 2 (224)، سنن الترمذی، الطہارۃ 1 (1)، (تحفۃ الاشراف: 7457)، وقد حرج: مستدرک (2: 39، 51، 57، 73، ۸۷) صحیح)۔

فقہ اسلامی میں طہارت کے باب میں اہل ائمہ مجتہدین اور فقہ محدث کے مسائل انتہائی ہیئت کے حامل ہیں کیونکہ یہ عبادات کی صحت اور قبولیت سے جڑے ہوئے ہیں، ایک مسلمان کے جسم، لباس اور جگہ پر کسی بھی قسم کی نجاست (ناپاکی) اور عذر (نجاست یا ناپاکی کی حالت) آگیا جاتا مسلمان کی طہارت (پاکیزگی) میں خلل پیدا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نماز، روزہ، اور دیگر عبادات حرام ہو سکتے ہیں اسلام میں طہارت کی بڑی ہیئت ہے اور یہ بنیادی شرط ہے نماز کی ادائیگی کے لئے قرآن مجید میں

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الثَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُسْتَظْهِرِينَ﴾

(سورۃ البقرہ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 222)

"اللہ قرب کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

اور ایک حدیث میں سے یہ تاہم ایک الاشعری نے جو بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

((الْعَلْفُورُ شَقَرُ الْإِيمَانِ))

"پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، وضو کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 223 [534])

لفظی اعتبار سے بہاست کا معنی گندگی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے (نحوس النیس) یعنی کہ چیز ناپاک ہو گئی گندی ہو گئی، ازاں بہاست سے مراد ناپاکی یا بہاست کو دور کرنا ہے یعنی کسی بھی جگہ پر جسم پر جو بھی ناپاکی لگی ہو گئی ہو جیسا کہ پیشاب یا مائیدہ یا دیگر ناپاک چیزیں لگی ہوں ہوں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے تاکہ ایک مسلمان مہدوات میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے پینچھتر قرن اور حدیث میں مہدوات کو بڑی ہیبت دینی لگی ہے، اس لیے ارادہ نہایت ایک بنیادی عمل ہے جو مہدوات سے قبل کی حالت ہے۔

ربیعِ محدث سے مراد وہ عمل ہے جس سے انسان کے جسم سے ملکی ناپاکی یا بہاست دور ہو جائے اور وہ مہدوات کے قابل بن سکے۔

حدث وہ حالت ہوتی ہے جو شرعی اعتبار سے رکاوٹ ہو نماز جیسی مہدوات ادا کرنے کے لئے، جیسے پیشاب یا پختہ کرنا، پیشاب یا عذاس کا اتنا دیر و حدتِ اصغر کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہو جائے تاکہ وہ نماز جیسی مہدوات کے لیے تیار ہو سکے اور حدثِ اکبر کی وجہ سے غسل کرنا ضروری ہو جائے تاکہ وہ نماز جیسی مہدوات کے لیے تیار ہو سکے، وضو، غسل اور اس سے شرعی عذر کی بنیاد پر خارج ہونے کی وجہ سے اس کا بدلہ بتایا گیا ہے تیمم اور تیمم وہ طریقے ہیں جس کے ذریعہ ربیعِ محدث کی جگہ پر آجکل سے

المذاهب الأربعة" کتاب میں اقوال ائمہ کی نسبت میں چونکہ کی سے بہرہ ور خیر متحد ہے حوالوں میں، لہذا میں نے اصل مصادر سے، اقوال کی نسبت نقل کر کے ان اقتباسات کے ترجمہ کئے ہیں جس کے لئے کئی جگہ جگہ سے اور کثرت محنت لگی اور مشینی ترجمہ سے اطمینان حاصل نہیں ہو تا نظر رکھنا

نقشبند ص ۴۔

۵) امام محمد بن حنفیہ کے کتب کا نام احمد، فقہ حنفی کی نسبت سے لے، امام ابوحنیفہ کی شریعت، امام ابن عبد البر کی کتب، مسند الفریجی، امام شافعی کی کتب اور امام احمد بن حنبل کی کتب کے اقوال و میرہ جو پانچویں صدی سے پہلے کے کتب ہیں ان کے حوالوں کا اہتمام شامل ہے۔

۶) جدید و قدیم مسائل و فتاویٰ کے لئے کتب علماء کے فقہی مقالات کا اندراج۔

زوالہ بحیثیت اور رفع حدیث کے موضوعات کا جامع احاطہ

زیر نظر کتاب میں رائج بحیثیت اور رفع حدیث کے تمام ضروری مسائل کا جامع احاطہ کیا گیا ہے مثلاً، وصو، غسل، تیمم، حیض و نکاح اور استنساہ کی حالت میں طہارت اور تہائی کی مختلف اقسام اور اس بابت پائے جانے والے مختلف فقہی آراء اور اس کی وضاحت شامل کی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اس سے متعلق مختلف فیہ مسائل سمجھے اور اجماع جانے میں آسانی ہو۔

مختلف فقہی آراء کی اہمیت اور افادیت:

زیر نظر کتاب میں فقہانہ کرام کی کتب کے درمیان پائے جانے والے مختلف، اقوال کو بھی نقل کیا گیا ہے جیسے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام داؤد کاہری کی کتب کی آراء کا موازنہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین مختلف مکاتب فکر کو سمجھ سکیں اور ان کے سبب اختلاف کو جاننے (إذا عرفت السبب بظلم العصب) اور ترجیح بالادلة کا حرج نہ پڑے، اس بارے میں قرن، حدیث، احمد اور قیاس کی روشنی میں مختلف آراء پیش کی گئی ہیں۔

اس کتاب کو تیار کرے کے لئے کاساں کیوں لگے؟

اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب ۵۰ جلدوں کی اس مختصر کتاب کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔
شاہ اللہ کنی، وہ دونوں کے ساتھ مکمل راجس بھی لگ گئیں الحمد للہ چار سالہ کے لٹری آؤٹس شیڈ کر کے
اردو میں ترجمہ کرنا مقارنہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا
یہ بالی وقت طلب کام ہے، اللہ علی کامل کر یہ اسکی قیمن سے ممکن ہو گا۔ اِن شَآءَ اللہ تَعَالٰی آمین۔

اس کتاب کا اجمالی تعارف مندرجہ ذیل سے

مصر حاضر میں طہارت کے مسائل:

یہ کتاب مصر حاضر کے حالات میں طہارت کے مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہے جیسے جدید طبی مسائل،
طبی طریقہ کار، انسانی جسم کی صفائی سے متعلق مسائل، جزائر نجاست اور ریح حدث میں امیرت
رکھتے ہیں۔

طہارت عبادت کی صحت اور قبولیت کا اولین اور پیر

اور از نجاست اور ریح حدث کے قیود جدید مسائل اور حوالے:

کتاب میں قیود جدید مسائل اور ان کے حل کے لیے فتویٰ بھی شامل کیے گئے ہیں۔

متحد روایات، تحقیق اور ترجیح:

ہر ایک مسئلہ میں متحد روایات پیش کی گئی ہیں، نئے روایات میں پائے جانے والے صحیح اور ضعیف کی
نشاندہی بھی کر دی گئی ہے، احادیث پر خصوصیت کے ساتھ محدث العصر، شیخ محمد ناصر الدین
الہادی سیوطی کی تحفیم لکائی گئی ہے اور دیگر ملائے کرام کی تحقیقات بھی نقل کی گئی ہیں اور حسب
مروت روایات کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ حدیث سے متعلق ملائے کرام کی تحقیقات کو سمجھنے
میں آسانی ہو۔

صاحب اور شیخ عبد الوہاب رحمہ اللہ (جراہم اللہ خیرا)، تمام حضرات کاشمیر کی گہر نیوں سے
شکر گزار ہوں اور اللہ بکندہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ بکندہ تعالیٰ ہم سب کی اس چھٹی سی کوشش
کو قبول فرمائے۔ میرے لیے اور تمام حاضرین کے لیے آخرت کا توشہ بنائے آمین۔

حمد لله رب العالمین، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله سيد محمد
وعلى آله وأصحابه أجمعين

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر عمری مدنی وفقد اللہ

تاریخ: 26 / مارچ / 2025ء

مطابق: 25 / رمضان / 1446ھ





پیشاب کی رو سے عورت کی شرمگاہ کی وضاحت

- (۱) پیشاب۔
- (۲) پاجان کا ٹکڑا۔
- (۳) ہوا خارج ہو۔
- (۴) نڈی۔
- (۵) دوش۔
- (۶) دونوں شرمگاہ سے کوئی بھی چیز کا ٹکڑا جیسے پول ورن (پیشاب و پاجان) کیڑے
نکڑا یا دوسرے کاٹھن سے نکلا نہ ہو۔
- (۷) عورت کی شرمگاہ کی رطوبت سے وضو کے ۱۰ رم کی دلیل نہیں [فیہ بن نہیں مینے]۔

عورت کی شرمگاہ کی رطوبت و ترکی و لاصتہ ناس کی بنا پر طہ ہے اس سے وضو میں کوئی عیب نہیں کہ اس سے وضو ہو اور
چھین نکلتا ہے نیز کہتا ہے۔

(۱) شرمگاہ کی رطوبت و ترکی و لاصتہ ناس کی بنا پر طہ ہے اس سے وضو میں کوئی عیب نہیں کہ اس سے وضو ہو اور
چھین نکلتا ہے نیز کہتا ہے۔ (۲) ۱۵۷۰۔

دوسرے

دوسرے کتاب اللہ کی رو سے

پیشاب کے لیے طہ لازم ہے نہ وضو

وَمَا جَعَلَ خَلْقَهُمْ فِي الْبَيْتِ مِنْ حَرَجٍ [الطہ: ۲۸]

"اور اس نے ان کے لیے کوئی عیب نہیں کیا کہ اس نے ان کو اپنے گھر میں پیدا کیا"

بیت ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے

عورت کی شرمگاہ کی ترکی و لاصتہ ناس کی بنا پر طہ ہے اس سے وضو میں کوئی عیب نہیں کہ اس سے وضو ہو اور
چھین نکلتا ہے نیز کہتا ہے۔ (۲) ۱۵۷۰۔

دوسرے کتاب اللہ کی رو سے

((عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا نَجَسَ إِلَّا الْفُتُورُ وَالْخُصْرُ سَجَا))

جہاں طہ ہے اس سے وضو میں کوئی عیب نہیں کہ اس سے وضو ہو اور چھین نکلتا ہے نیز کہتا ہے۔

(نکاحیہ) جب کسی عورت کے شرمگاہ کی رطوبت سے وضو میں کوئی عیب نہیں کہ اس سے وضو ہو اور چھین نکلتا ہے نیز کہتا ہے۔ (۲) ۱۵۷۰۔

لیکن شیخین پر بیعت نے کھلم کھلا کر کیا ہے۔

(8) پیشاب اور پاخانہ شرمگاہ نے طاعت کی اور رات سے نکل جائے۔²

حدیث سے استنباط کی صورت:

حدیث کا لغوی معنی اس بات پر دانت اور سچے کہ حجابات رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرمگاہ سے نکلنا یا نہ نکلنا کوئی اہمیت۔ (یعنی قیام پر) کے بعد تکلیف نہیں ہونے کے انداز سے کہ اس سے کہیں قیام نہیں ہونے کے انداز سے۔

۴۴۴ اس ضمن میں ۳۰ کے درجہ پر دانت اور سچے کہ حجابات رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرمگاہ سے نکلنا یا نہ نکلنا کوئی اہمیت۔ (یعنی قیام پر) کے بعد تکلیف نہیں ہونے کے انداز سے کہ اس سے کہیں قیام نہیں ہونے کے انداز سے۔

۴۴۴ اس ضمن میں ۳۰ کے درجہ پر دانت اور سچے کہ حجابات رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرمگاہ سے نکلنا یا نہ نکلنا کوئی اہمیت۔ (یعنی قیام پر) کے بعد تکلیف نہیں ہونے کے انداز سے کہ اس سے کہیں قیام نہیں ہونے کے انداز سے۔

دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

اولیٰ کتاب اللہ کو دیکھ کر

۱۴) دوسرے کی شرمگاہ کو چھو یا اگر وہ شخص بڑی عمر کا ہو یا چھوٹا ہو مرد یا عورت۔^۹

I قول اول ثبوت ہے۔

II قول ثانی: جیس ٹوٹا۔

۱۵) سر پر اور خصوصیتیں (قوٹے) لو چھو۔^{۱۰}

پہلی خبر میں مذکور حدیث سے دیکھتے ہیں کہ شرمگاہ کے تحت سر پر اور خصوصیتیں شامل ہیں۔

یہاں فرقہ کسی غیر مرد یا عورت چھو نہ کرے اس کی شرمگاہ پر۔ اسے مطلق طریقہ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ درحقیقہ اگرچہ یہ حدیث اس کی تفسیر میں لکھی گئی ہے۔

اس کی وضاحت میں مذکور ہے۔

اولاً: صحیح ہے کہ یہ حدیث میں مذکور اس کے لیے عام ہے۔ اس سے ثبوت و حجت کے ساتھ ثابت ہو سکتا ہے۔

دوم: یہی مطلقہ حدیث دوسرے کی شرمگاہ پر ہے کہ سر پر نہ چھوئے۔ اس کے اگر کوئی شرمگاہ پر سے اس پر نہ چھوئے تو اس حدیث کی شرمگاہ کا واسطہ ہے۔

تیسرے میں مذکور ہے کہ شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔

حدیث میں یہی تفسیر کی گئی ہے۔

عن مسروق بن عمار: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من حَسَنَ ذِكْرِي فَلْيُحْسِنْهُ.

یہ حدیث مسروق بن عمار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرا ذکر اچھے سے کرے۔

(مسند ابی داؤد: باب فضائل النبیؐ، ص ۱۸۱، حدیث نمبر ۱۸۱۱) (مسند ابی داؤد: باب فضائل النبیؐ، ص ۱۸۱، حدیث نمبر ۱۸۱۱) (مسند ابی داؤد: باب فضائل النبیؐ، ص ۱۸۱، حدیث نمبر ۱۸۱۱)

حدیث سے اس حدیث کی تفسیر ہے۔

یہ حدیث میں مذکور ہے کہ جو میرا ذکر اچھے سے کرے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔

تیسرے میں مذکور ہے کہ شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔

حدیث میں یہی تفسیر کی گئی ہے۔

یہ حدیث میں مذکور ہے کہ شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔ اس کی شرمگاہ پر نہ چھوئے۔

I قول اول: وضو نوت جاتا ہے۔

II قول چلی: وضو نہیں نوتا۔

16) حورث کو چھونے سے

I قول اول: نوت جاتا ہے۔

II قول ثانی: کس نوتا اگرچہ شہوت سے چھو اہو (بکی، راعی)

III قول ثالث: شہوت سے چھونے تو نوت جاتا ہے۔

17) غسل میت سے وضو نہیں نوتا۔ البتہ مستحب ہے۔

18) نماز میں تہجد سے وضو نہیں نوتا۔ (حدیث ضعیف ہے)

19) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نوت جاتا ہے۔

20) بچی ہونے پر وضو نوتنے کے متعلق والا تھ منسوب ہے

حدیث سے اختلاف کی وجہ سے

اگر کامل جس طرح اصلی جسم ناپا ہے جس سے کسی شخص کا کچھ نہ لگے اور پھر سے وضو نہیں نوتا۔
 امام غزالی کہتا ہے کہ وضو کے واجب ہونے کے ضمن میں اس کی وجہ کو ذکر کرنا ہے کہ اس سے پہلے وضو نہ کیا ہو۔
 جس کو کھانا نہیں پہنچا ہوا ہو اس سے وضو نہ کیا جائے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ وضو کیا اور فرمایا کہ وضو کرنا واجب ہے۔

نہیں۔ چنانچہ اگر اس کے بعد وضو نہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 لیکن اگر وضو نہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔

چنانچہ اگر وضو نہ کیا جائے

چنانچہ اگر وضو نہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔
 اس کی وجہ سے وضو نہیں نوتا۔

(21) ارتداد

۱۰۰

اسلام سے پھر جانا۔ جس کا یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی قوم کے دھرم کے خلاف ہو جائے۔
یہاں قرآن کریم میں جو باتیں ہیں، وہ سب سے پہلے ایک صورت کی ہیں کہ وہ سب سے پہلے ایک ہی قوم کے خلاف ہو جائے۔
اسی واقعہ پر مبنی ہے کہ ایک ہی قوم کے خلاف ہو جائے۔

دعا کی

کتاب اللہ کے خلاف

بہ خدا کا نام ہے۔

ومن یطغ باطنی لغة جملہ حیلہ [المائدہ]

مگر یہاں ان کے خلاف ہے کہ اللہ کے خلاف ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

وہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

[۱۰۰]

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

عن میں صاحب انشعریٰ وہی اوجہ الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
انہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
انہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ
یہی اوجہ الہیہ وائر الہیہ من ذلالت الہیہ لیسطن عدلہ ونگوں من لیسطن الہیہ

I ناقض و ضوابط انکار بازمیکنند و پیام آن نیز چیست.

22. حدیث دائم کا شکر و حضور کے بعد حدیث واقع ہو تو قضا نہیں۔⁷



نواقض وضو کا موطر

وضو کو توڑنے والی چیزیں

نواقض وضو کی صفحہ

((السواقص واحدها ناقص، وهو اسم فاعل من نقص الشيء إذا أفسده فتناقض الوضوء، مفسداته))

نو نقص جمع ہے اور اس کا واحد ناقص ہے اور یہ اسم فاعل ہے نقص۔ نقص سے اس کا معنی ہے بگاڑ، آجانا، ناقص وضو یعنی کہ وضو کو توڑنے والی چیزیں یعنی وضو کو خراب کرنے والی چیزیں۔

(کتاب الطلح علی الفقہاء نقی الشیخ الدین، البعلی، صلی: 38، الناشر: مکتبہ السوادوی)

نواقض وضو کا موطر

شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

((وسواقص الوضوء مفسداته، أي. التي إذا طرأت عليه أفسده))
وضو کو توڑنے والی چیزیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیزیں جن سے وضو نقص کا وضو نوب مانتا ہے کہ ایک شخص وضو تھا لیکن وضو کو توڑنے والی چیزوں نے اس کا وضو توڑ دیا۔
(الشرح، مستمع علی راداد المستمع لاس عثیمیں: 1/267، کتاب الطہارۃ، باب نواقض الوضوء، الناشر: دار لکین، الجزائر)

نو، نقص وضو یعنی کہ وہ ان چیزوں کا بیاں جن چیزوں سے وضو نوب جاتا ہے نو، نقص کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اس کی تفصیل آگے ہم بیان کریں گے اس عنوان کے تحت سب سے پہلے مختصر طور پر نواقض وضو بیان کروں گا اور اس کے بعد تفصیلی طور پر نواقض وضو اور سببیت پر

متعلق بحث نیز دیگر مسائل اور علمائے کرام کے اقوال، فتاویٰ و فتوے سے جزی لازم تفہیمات پیش کی جائیں گی ان شاء اللہ۔

نہ اقلین وضو کا حکم

(۱) حدیث اکبر ([امام یا خراج منی] جنابت، حیض و نفاس) سے غسل فرض ہو جاتا ہے ہذا حجر حج یہ غسل و فرض نہ اقلین کا اہتمام ان پنجوں سے وضو نہ جاتا ہے۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر ۵، آیت نمبر: 6)

(۲) مذی اور درمی سے وضو نہ جاتا ہے۔ (مدی۔ یعنی کہ عضو خاص سے نکلنے والا وہ سلیڈ پانی جو جمنا یعنی کے پس و کنار کی وجہ سے یا شہوت کے وقت شرم گاہ سے خارج ہو جاتا ہے یہ مرد اور عورت دونوں میں یکساں ہے)

(صحیح البخاری: 132)

(۳) پیشاب، قاعدہ خارج ہونے سے وضو نہ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: 228)

(۴) ہوا خارج ہونے سے وضو نہ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری: 137)

(۵) پاخانہ کرنے سے وضو نہ جاتا ہے۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر ۵، آیت نمبر: 6۔ صحیح البخاری: 6954)

(۶) گہری چنڈا جانے سے وضو نہ جاتا ہے۔

(مسند ابوداؤد: 203، حسن)

(۷) شہوت سے ٹھیکہ دیا کر یا عاقل یا تھکے جانے تو وضو نہ جاتا ہے، ورنہ نہیں۔

(مسند السنائی: 163)

(8) شرمگاہ سے شرم گاہ بڑا حاکم مل جائے تو وضو اور غسل توٹ جاتا ہے اور غسل بھی حرام ہے۔

(حج بخاری: 297)

(9) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو توٹ جاتا ہے۔

(حج مسلم: 360 [802])

(10) عقل کے زل ہونے سے وضو توٹ جاتا ہے۔ (یعنی کہ یہوشی، ہوشیاری، سرگی کی وجہ سے وضو توٹ جاتا ہے)

(حج بخاری: 687- الامام ابن المذہب، رد المحتار: 2)



پیشگفتار و تمهیدات

نواعتیں وضو (۱)

حدیث اکبر (جامع یا مروج منیٰ) جنیت: (نہیں دیکھا) سے غسل فرض ہو جاتا ہے لہذا جو چیزیں غسل کو فرض کر دیتی ہیں بلا اجماع ان چیزوں سے وضو ٹھٹ جاتا ہے۔ (اس کی حریمہ تصلیات غسل میں مدد نہ فرمائی)

نواعتیں وضو (۲)

مذی اور ادنیٰ سے وضو ٹھٹ جاتا ہے

مرد اور عورت کی شرم گاہ سے چند چیزیں نکلتی ہیں: پیشاب، منی، مذی اور ودی، مذی شہوانی خیال یا بوی کے ساتھ مقدار بت سے نکلے اور خود نکل جاتی ہے اللبتہ ودی کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد نکلتی ہے جو چمک دار ریشہ دار سیال مادہ کے ساتھ ہوتا ہے چنانچہ مذی اور ودی میں غسل واجب نہیں ہوتا صرف وضو واجب ہو جاتا ہے لہذا جب کوئی نماز کے لئے جائے تو مذی اور ودی کو ابھی طرح دھو کر وضو کر لے تو یہ کافی ہے بعض حکماء نے کہ ام کہتے ہیں کہ مرد کے لئے عضوے خاص کے ساتھ لٹے بھی وضو ضروری ہیں۔ اور جہاں جہاں نکلے سکوا وضو ہے۔

مذی اور ودی کا حکم

مذی: یعنی کہ عضوہ مخصوص سے نکلنے والا سفید پانی میاں بیوی کے بوس و کنار کی وجہ سے شرم گاہ سے خارج ہوئے والا پانی۔ مذی شہوانی جذبات اور کبھی مسہر شہوت کے اور تباروں کے سبب سے بھی نکلے ہے یہ شرم نہیں ہے کہ میاں بیوی کے بوس و کنار کی وجہ سے ہی خارج ہو۔

ودی: یعنی کہ پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلنے والا دھندلا جو چمک دار، چھپچھپا سیال پانی کا ہوتا ہے بعض نے اس کو پیشاب کے قطرہوں سے بھی تعبیر کیا جو اکثر اوقات پیشاب کرنے کے کچھ وقت بعد نکلے ہیں۔ مذی ہو یا ودی دونوں حالتوں میں وضو لازم ہو جاتا ہے اور غسل منی کے اخراج کے بعد بھی واجب ہوتا ہے۔

ہم وہی کہتے تھے:

مذی کے بارے میں امام نووی کہتے تھے:

((الْمَذْيُ مَاءٌ أَيْضٌ دَقِيقٌ نَرُوحٌ يَخْرُجُ عِنْدَ شَهْوَةٍ وَلَا يَشْهَوُهُ وَبَلَا دَفْنٍ وَلَا بَقْيَةٍ فَتَوَرَّ وَرَمَا لَا يَحْسُ بِخُرُوجِهِ وَيَكُونُ دَلِيلٌ لِلزَّحْلِ وَالنَّزَاوَةِ وَهُوَ فِي النِّسَاءِ أَكْثَرُ مِمَّنْ فِي الرِّجَالِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ))

سید تھے چیلے، اگلے پانی کو مذی کہتے تھے یہ اس وقت نکلتا ہے جب (مرد یا عورت) کو شہوت ہوتی ہے یہ کبھی یہ بھر شہوت کے بھی نکلتا ہے مگر شدت اور زور اس میں نہیں ہوتا، جب کسی کو مذی لگتا ہوتا ہے تو اس کو تھکان محسوس نہیں ہوتی اور بعض وقت مذی کے اخراج کا پتہ بھی نہیں چلتا مرد اور عورت دونوں میں یہ پھر پانی جاتی ہے اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ زیادہ پانی جاتی ہے۔

(امامیہ شرح صحیح مسلم میں ابن ماجہ للنووی: 3، 213، کتاب البیض، باب المذی، الناشر: دار احیاء التراث العربی، مصر)

امام نووی کہتے تھے مذی کے بارے میں کہتے تھے:

((أَجْمَعُ الْأُمَّةُ عَلَى نَجَاسَةِ الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ))

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ مذی اور ودی نجس ہے۔

(المجموع شرح منہج للنووی: 2، 552، کتاب البیض، "باب إزالة النجاسة"، الناشر: دار الفکر، الدار الشیعیہ، القاہرہ)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((المرء بین المني والمذي أن المني علق له راحة، ويخرج دفقا عند شدة الشهوة وأما المذي فهو ماء رقيق وجس له راحة المني، ويخرج

بدون دفعی ولا یخرج أيضا عند اشتداد الشهوة بل عند فتورها إذا
فترت قیین للإنسان))

مٹی اور خدی میں یہ فرق ہے کہ مٹی گاڑی جاتی ہے اور یہ بدبو دار ہوتی ہے اور شہوت کے
ختم ہونے پر رور سے اچھل کر نکلتی ہے البتہ خدی پانی پانی کے ٹپکی ہوتی ہے اور اس میں
بدبو بھی نہیں پائی جاتی اور یہ مٹی کی طرح رور سے اچھل کر نکلتی ہے اور خدی شدت
شہوت کے وقت کھنکھاتی ہے البتہ شہوت کے ختم ہونے کے وقت نکلتی ہے ہر دو جب
شہوت جاتی رہے تو خدی نہ نکلتی ۱۵ سال ہوتا ہے۔

((أما لودوي فإنه عصاره نخرج بعد المون نقط بيضاء في آخر البول))
(الودوي) عام طور پر رور کو قطرہ یا رسات کہا جاتا ہے، پیشاب کے بعد آنے والے سفید پانی
کے قطرہ کو رور کہا جاتا ہے۔

(مجموع لودی، رسائل، ص ۱۱، ۲۲۲، باب الفسل ۱۲۹) وسئل الشيخ عن امرئ
بين المني والمدي ولودي؟، الناشر: دارالمطبع دارالشریاء



بڑی اور روپیے احکام

نہار کے لیے وضو فرض ہے

نہار کے لئے طہارت بھی کہ وضو واجب ہے جیسا کہ سیدنا عبد اللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَغْتَبِلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طَهْوٍ))

”کہ نہار رکھیں پانی سے بغیر طہائی کے۔“

(صحیح مسلم: 224) (1353)

نہار کے لئے پاکیزگی اختیار کرنے شرط ہے بعد ابھڑے کھانے کر ہم کہتے ہیں کہ بڑی اور دوی یہ دونوں پوشاب کے حکم میں آتے ہیں طہارت کے لائق ہونے کے حالات مختلف ہیں بعد ابھڑی یا دوی کے افرج پر وضو ثواب کا ہے چنانچہ جس کسی مرد یا عورت کو یہ چیز لائق ہو انہیں یہ وضو بتانا پڑے گا اور لہی شرم کا کہ وضو نہ پائے گا اس کے دلائل حسب اہل علم۔

ہبلی، بیکل: (حدیث علی: ۱۰۰)

بڑی نکلتے سے وضو نہ ہوتا ہے اس کے لئے غسل کی ضرورت نہیں شرم کا کہ وضو کرنا یا نہ پانی کے ہینے دار کہ وضو نہ ہوتا کافی ہے، محمد ابن احمدؒ کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ رَجُلًا مَذَافًا، فَأَمَرْتُ الْيَقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَذَا فَقَالَ: يَبِىءُ الْوُضُوءَ))

”میں ایک شخص تھا جسے جریان بڑی کی شکایت تھی، تو میں نے (پے شکر) سیدنا محمدؐ و ابن اسودؓ کو حکم دیا کہ وہ اس سے کہیں کہ وضو کرنا یا نہ پانی کے ہینے دار کہ وضو نہ ہوتا کافی ہے، محمد ابن احمدؒ کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ بیان کرتے ہیں:

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من استسحنا فأنظر غيره بالسؤال۔ اس بیان میں کہ مسائل شرعیہ معلوم کرنے میں جو شخص (کسی محتال وجہ سے) شراب سے کسی دوسرے آدمی کے اریجے سے

مسند معلوم کر لے، حدیث مبر: 132 (178-269)۔ صحیح مسلم: 303 [696]۔ جامع
الترمذی: 114۔ سنن ابوداؤد: 206، سنن النسائی: 152، سنن ابن ماجہ: 504

اسی حدیث کا ایک اور نام نکلتا:

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علاقے کرام سے جب سوال کیا جاتا ہے تو پناہ سوال
دوسروں کے ذریعے سے بھی کرنا جائز ہے جیسا کہ سیدنا بھی جو درود رسول ہیں، سیدہ فاطمہ الزہرا کے شوہر
ہیں تو سیدنا علی نے سیدنا مقداد بن سواد کے ذریعے سے سوال دریافت کیا تھا اور مسئلے کا حل
پوچھا تھا بعض دوسری احادیث میں سیدنا علی کے ذریعے سے سوال کرنے کا ذکر بھی ہے نیز جس وقت
سیدنا مقداد بن اسود نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو وہاں پر سیدنا علی موجود تھے اسی
جگہ پر علاقے کرام سے اپنا سوال دوسروں کے ذریعے سے پوچھنے کی اجازت دی ہے۔

دوسری روایت (حدیث سلسلہ ضعیف تہذیب)

سیدنا سلسلہ بن ضعیف رحمہ اللہ یہاں کرتے ہیں

((كُنْتُ أَلْقَى مِنَ النَّذِيِّ شِدَّةً وَعَمَاءَ فَنُكْتُ أَكْثَرُ مِنْهُ أَنْفُسًا،
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَنِي عَنْهُ، فَقَالَ "
إِنَّمَا يُخْرِجُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ"، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَسْتَأْذِنُ بِيضِيبُ
نَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ يَنْصَبُكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَسْطِيعُ بِهِ نَوْبَكَ
حِينَ تَقْرَى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ))

کہ مجھے نذی کی وجہ سے پریشانی اور تکلیف سے دوچار ہوتا رہا تھا، میں اس کی وجہ سے
کھڑت سے غسل کیا کرتا تھا، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور اس مسئلے میں
پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے تمہیں وضو کافی ہے، میں نے عرض کیا: اللہ کے
رسول ﷺ! کہ وہ کپڑے میں لگ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک چلو

پانی لے اور اسے کپڑے پر جہاں جہاں دیکھے کہ دو تلی سے چڑے۔ یہ تمہارے لیے کافی ہو گا۔

((هذا حسن صحيح، ولا تعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق في المذي مثل هذا، وقد اختلف أهل العلم في المذي يصيب الثوب، فقال بعضهم: لا يجرئ إلا القليل، وهو قول الشافعي، وإسحاق. وقال بعضهم: يجرئ النسخ، وقال أحمد: أرجو أن يجرئ النسخ بالماء))

یہ حدیث حسن صحیح ہے، ہم ذی کے سلسلہ میں اس طریق کی روایت محمد بن اسحاق کے طریق سے ہی جانتے ہیں۔ پڑے میں مدی لگ جانے کے سلسلہ میں اہل علم میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے کہ دعاء سردی ہے، یہی امام شافعی رحمہ اللہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اور بعض اس بات کے قائل ہیں کہ پانی چہرہ کے پینا کافی ہو گا، امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں، مجھے امید ہے کہ پانی چہرہ پینا کافی ہو گا۔

(جامع الترمذی کتاب الطہارۃ، "باب ما جاء في المذي يصيب الثوب" کپڑے میں مدی لگ جانے کا بیان "حدیث نمبر 115، فتح البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ تخریج الحدیث "مسئله ابن داود الطہارۃ 83 (210)، مسأله ابن ماجہ والطہارۃ 70 (506)، (تحفة الأشرافہ 4664)، مسند احمد (3/485)، مسند الدارمی الطہارۃ 49 (750) [حسن]

تیسری دلیل: (عہد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ)

سیدنا عہد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عما يوجب الغسل، وعني الماء يكثر بعد الماء، فقال: 'ذلك المذي، وكل محفل يمتد، فتغسل

مِنْ ذَلِك قَرَحَكَ وَأَتَيْنِيكَ وَتَوَضَّأَ وَخُضِعَ (للصلاة))

"کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جو غسل کو کہ جب کرتی ہے، اور وہ پانی جو پانی کے بعد ۵۰ ہے" (یہی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ مذی سوتی ہے، اور ہرگز (حر) کی مذی نکلتی ہے، لہذا تم ہنٹی شہداء اور اپنے دونوں غوطوں کو دھو، اور وضو کر دیجیے نماز کے لیے وضو کرتے ہو۔"

(سنن ابودود کتاب الطہارۃ، "باب ہی المذی - مذی کا پانی"، حدیث نمبر ۱۰۱۲، فتح البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تحفۃ المحدث، «تفرید» (ابودود، (تحفۃ الاشراف: 5328)، وقد اخرجہ - سنن الترمذی الطہارۃ 100 (133)، سنن ابن ماجہ الطہارۃ 130 (651)، مسند احمد (4/342 X 293 صحیح)»

مذی جب خارج ہو جاتی ہے تو اس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے بعد اس وقت وضو کرنے سے پہلے شرم گاہ کو دھونا چاہیے یا نہ؟ گاہ پانی سے بھیجنے، دھونا چاہیے اور اگر کسی شخص کے پناں پر بھی مذی نکل جائے تو اس میں بھی یہی قول رائج ہے کہ پناں کے اس حصے کو جس پر مذی گئی ہو اس کو دھونا چھینے، دھونا چاہیے ان سے دلائل اور فرائضی احادیث میں گزر چکے ہیں۔

فتح البانی رحمہ اللہ کا قول:

((قوله في صدد عبد السواقص "6.54 - المني والمذي ولودي لقول ابن عباس: أما المني فهو الذي منه العسل وأما المذي ولودي فقال عن ذكره أو مندا كبيره، وبوصاً وضوءاً للصلاة - رواه البيهقي في السنن))

مؤلف (یہ سابق) نمبر 54 اور 6 میں مٹی، مذی اور ودی کے تحت کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح یہ ہے کہ مٹی سے نکلنے سے غسل واجب ہے اور مذی، ودی

کے لئے آپ نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ کو دھو لو اور اسی طرح سے دھو کر جس طرح تھار
کے لیے وضو کرتے ہو اس روایت کو امام شافعیؒ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

((قلت: هذا موقوف والامسئال به وحده - مع أنه محض في
صلاحيته للاحتجاج به - يوهم أن ليس في المرفوع ما يرد على ما
دل عليه الموقوف ولو جالسه لبعض النواقص وليس كذلك في
المدى أحاديث أشهرها حديث علي ابن أبي طالب قال: استحييت
ن أنس رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النبي من أجل فاطمة
فأمرت رجلاً فأنه فعال. "فيه الوصوه" أخرجه الشيخان وغيرهما

وهو محض في صحيح أبي داود 200 و (الإرواء 108))

میں (شیخ الہدیٰ) کہتا ہوں کہ یہ روایت موقوف روایت ہے اور اس کے مقبول ہونے
میں علمائے کرام کا اختلاف ہے پھر بھی اس خلف فی سے استدلال کرنے سے یہ باہم ہوتا
ہے کہ مرفوع احادیث میں اس طرح کی کوئی بھی حدیث موجود نہیں ہے جو اس پر روات
کرے جیسا کہ اس موقوف روایت کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جبکہ یہ حدیث کچھ تراویح
کے بارے میں ہی کیوں نہ پیش کی گئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ مذی کے بارے میں کئی دیگر
حدیث موجود ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور اور معروف حدیث سیدنا علیؑ کا
کی حدیث ہے سیدنا علیؑ فرماتے ہیں کہ سیدنا فاطمہ الزہراءؑ نے اپنے ہاتھوں سے
کریم ﷺ کی دختر ہیں اس وجہ سے مذی کے بارے میں میں رسول اللہ ﷺ
سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا لہذا میں نے کسی اور (سیدنا محمد ابن اسود
سیدنا حماد بن عیسیٰ) کے درمیان سے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا لہذا نبی کریم
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وجہ سے وضو ہے اس حدیث کو شیخین و غیرہ نے نقل کیا ہے
اور میں نے اس کی توثیق صحیح ابوداؤد 200 و دارالارواء 108 میں کر دی ہے۔

(تمام المسائل التي تعلق على فقه الزهراء لآلہابی، ص 99، "ومن نقض الوصوه"، الناشر: دارالریح)

پہلی دلیل: (سورۃ النور: 64)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَنزَلَ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْعَائِلَةِ﴾

(سورۃ النور: 64، سورۃ نمر: 5، آیت نمبر: 6)

”ایم میں سے کوئی قصے حاجت (وشاب پیمان) سے (دارغ) ہو کر آیا ہو۔“

۱۰۔ کی نیل: (حدیث و تبریر و تفسیر)

یہنا بوہرہ و جیشہ بیان رست ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَهْتَبِلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَخَذَتْ حَتَّى يَهْوِيَ))

”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں

تک کہ وہ صو کرے۔“

(صحیح بخاری، کتاب غل، ”بَابُ فِي الصَّلَاةِ - نماز کر کے میں یک جیسے کا بیان“، حدیث نمبر

6954۔ صحیح مسلم، 225، 537]۔ و جامع الترمذی: 76۔ و سنن ابوداؤد: 60)

تیسری دلیل: (حدیث معنویٰ و تفسیر)

در بن حیشہ نے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس آیا جسے معنویٰ میں مسائل پوچھنے کہا جاتا

تھا میں ان کے درہ و درہ پوچھتا گیا، تو وہ غلطہ تو اسوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا: علم حاصل

کرنے آیا ہوں، اسوں نے کہا: طالب علم کے لیے فرشتے اس چیز سے خوش ہو کر جسے وہ حاصل کر رہا ہو

اسے یاد دہا دیتے ہیں، پھر پوچھنا کسی چیز کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو تو اس نے کہا:

((كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ: أَعْرَبُ أَنَّ

لَا مَرْعَىٰ تَلَاثًا إِلَّا مِنْ حَاضِيَةٍ وَلَكِنْ مِنْ غَائِبَةٍ وَيُؤَلِّقُ

دونوں سورتوں کے متعلق کہتا ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں ہوتے تو آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم انیس تین دن تک نہ اٹاریں۔ الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے، نہیں پانچ دن۔ پیشاب اور خیرہ (توالان کی وجہ سے نہ اٹاریں)۔

(مشق السنن، کتاب الوضوء، باب الوضوء من الغائط والبول) پانچ دن اور پیشاب سے وضو کا بیان حدیث نمبر 158، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ وجامع الترمذی: 96۔ وسنن ابن ماجہ: 478

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیشاب پانچ دن اور خیرہ دو غیر ہوتے وضو نہ کرنا ہے اور یہ حدیث اصغر ہے البتہ جب حدیث کبر لاحق ہو جائے تو سو نہ اٹارنے پڑیں گے اور غسل نہ کرنا پڑے گا۔ مگر اسے ذکر کا کوئی مطلب نہیں ہو گا۔

پھر تھی وکیل: (اصح امت)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا قول:

((وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ خُرُوجَ الْعَائِطِ مِنْ اِثْنَيْ عَشَرَ حَدَّثٌ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ - وَخُرُوجُ الْوُضُوءِ مِنَ الْبَوْلِ مَا خُوِّدُ مِنَ اخْتِبَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَيَعْلًا))

(الاصح لابن المنذر، رقم 2- 14: وسطی السنن والایضاح والاختلاف لابن المنذر، 113۔ یعنی لابن قدامہ المقدسی: 16/1)

یعنی کہ جب کوئی پیشاب پانچ دن سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے بعد ازیں وضو فرض ہو جاتا ہے۔

امام ابن قزیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔

((بَابُ دُخْرِ وَجُوبِ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْتَوَمِّ))

بابہ پیشاب، پاخانہ اور گہری خیر سے وضو واجب ہونے کا بیان۔

(مجمع ابن قزیرہ 12: 1، بابہ 13، الناشر المكتب الاسامی، بیروت)

ابو مالک کمال بن سید سالم نے شیخ بن ہار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابن شمس رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

((عَمَّا الْمَوْلَى وَالْفَنَاطِ فَلَقَوْلَهُ تَعَالَى «أَوْ حَاءَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِنَ

الْعَائِطِ» (المائدة 6) وَالْعَائِطُ كِتَابُهُ عَنْ قِصَاءِ الْحَاجَةِ مِنْ بَوْلٍ أَوْ

عَائِطٍ، وَقَدْ أَمَّعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى انْتِقَاصِ الْوُضُوءِ بِخُرُوجِهِمَا مِنَ

السَّيْلَيْنِ «الْقُبْلِ وَالْذُّبْرِ»))

(مجمع لغة السنہ واولاد و توشیح ذہیب الائمہ سید سالم، 127، کتاب الوضوء، باب من قفل الوضوء،

الناشر: المكتبة الوقفية، القاهرة، مصر)



(۲) وضو کا طریقہ

اس بات پر علما کرام کا اتفاق ہے کہ سبیلین (مگے اور بچے) سے کچھ بھی عارض ہو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وضو کے بعد جب پیشاب کے قطرے نکلے ہیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ علما کرام کہتے ہیں کہ جب کسی کو پیشاب کے قطرے نکلے ہیں اس شخص سے بات کا قیام ہونا چاہیے چنانچہ علما کرام نے اس مسئلے میں یہ قاعدہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ:

دیکھیں! (حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما)

((یمسح لا یزول بالشك))

”یعنی اگر شک سے دور نہیں کیا جاسکتا۔“

چنانچہ صحیحین میں ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں: ”و بعد نماز منہ سے زبردستی نہ نکلے پانی کرتے ہیں:

((اِنَّهُ شَكَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يَخْشَى اللّٰهَ نَجَذَ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ " لَا يَنْغُزِلُ اَوْ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْتَنْعِ ضَوْؤًا اَوْ نَجَذَ رِيحًا))

وہاں کرتے ہیں انتہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شکایت بیان کی کہ ان کو نماز میں جب تھکے کہ کوئی چیز عارض ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے نہ نہ سے جب تک آواز نہ سنے یا خون نہ پائے۔

(صحیح البخاری کتاب الوضوءات لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن اس بارے میں کہ جب تک وضو نہ لے گا پھر نہیں۔ جو شخص شک کی وجہ سے یا وضو نہ کرے، حدیث نمبر ۱۳۶۷۔ صحیح مسلم: ۳۶۱ [۸۰۴]۔ سنن ابوداؤد: ۱۷۶۔ سنن النسائی: ۱۶۰۔ سنن ابن ماجہ: ۵۱۳)

اوپر جو حدیث اور امام نووی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا گیا یہ ہوا غرض ہو لے کے ہمارے میں ہے لیکن قاعدہ اور اصول ایک ہی ہے یعنی اگر کسی کو پیشاب کے قطرے نکلے کی علت ہو اور اس کو اس

بات پر یقین بھی ہو تو اس صورت میں نماز سے قبل ہو تو وضو لازم ہے اور اگر دورانِ نماز ہو تو وضو لازم نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((جاءت فاطمة بنت أبي حنيفة إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، إني امرأة أستحاض فلا أطهر، فأدع الصلاة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا، إنما دلت عرق ولئیس بمحيض))

کہ ابو حنیفہ کی بیٹی فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے، اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھو دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، یہ ایک رنگ (کا خون) ہے جس میں کس سے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الذم۔ میں کا خون، صحاح مسعودی، حدیث نمبر 228)

علائے کرم کہتے ہیں کہ اگر کسی کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی بیماری ہو تو ایسا شخص وضو کرے اور نماز ادا کرے اور پھر دوسری نماز کے لیے دوسرا وضو کرے اور نماز ادا کرے، سلف صالحین کے نزدیک پیشاب کے قطرے کے مسئلے میں ایک اہل کتاب ہے تاہن وہ ضعیف ہے، امام ربہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حدثنا أبو بصير قال: حدثنا يحيى بن يثابة، عن مفضل، عن الزهري، "أن زيدا بن ثابت، أصابه سلس من بول، فكان يصبلي وهو لا يقرأ))

کہ سیدہ زیدہ بن ثابت کو پیشاب کے قطرے آنے کی شکایت تھی اور آپ کو ہمیشہ پیشاب

تے قطرے آیا کرتے تھے لیکن آپ اسی حالت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

(معنف بن ابی شیبہ: 2: 432، کتاب الطہارۃ: باب فی الرجل لا یستنجی) بولے، رقم: 2127، اسنادہ ضعیف، الناشر دار الکتب العلمیہ، ریاض، تحقق: احمد بن حنبل، عبد العزیز ابو حنیبل الشری، تصحیح: روایت کی تحقیق میں کہتے ہیں، "معنع ضعیف، یحییٰ ضعیف، و لہویری لم یسمع من روایت میں لیکن بن حبان ضعیف، روایت ہے اور امام، ہر کی مسند کا زید بن ثابت سے صلح ثابت نہیں)

پیشاب کے قطرے سے پیشاب کی روک تھام

جس کسی کو پیشاب کرنے کے بعد وہ فانی یا پیشاب کے قطرے آنے کی حالت ہو تو پیسے فحش کو چاہئے پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر انتظار کرے اور فارغ ہوتے وقت اچھی طرح سے صوبہ سے پیشاب کو نکالے، کما کہ اس سے سے بھی پیشاب تے قطرے نکل جاتے ہیں، مزید یہ کہ فوراً اس چہل قدمی کرنے اور کچھ دیر انتظار کے بعد جب اطمینان ہو جائے تو وضو کرنے بعد پیشاب سے فارغ ہونے اور نماز باجماعت کے دو مہینہ اتنا وقت ہو کہ آپ پوری طرح سے پیشاب سے فارغ ہو سکیں، اس صورت میں کسی داکٹر سے رابطہ ملانے کا بے ضروری ہے کیونکہ جب تک کوئی بھی اسان اس مرض میں مبتلا ہے گا، لہذا اس اور دیگر عبادات میں اس طرح کی مشکلیں پیش آتی ہیں، گناہ مرض کا علاج، مہم ہے، نیز اس صحت کی وہ صورتیں ہو سکتی ہیں:

- 1) مہر یک۔ اگر کسی کو یہ مرض بہت زیادہ ہو اس کے لئے علاج کرام یہ حکم تجویز کرتے ہیں کہ یہ فحش معذور ہے لہذا نماز کا وقت شروع ہوتے ہی وہ وضو کر کے نماز کو کر سکتا ہے اور اسی وضو کے ساتھ وہ دیگر عبادات بھی کر سکتا ہے، البتہ جب اجماعت نماز کا وقت ختم ہو جائے تو اس کا وضو بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ نے وقت دخل ہوتے ہی وضو کرنا کی اور جماعت ہونے ہی بلا سبب ناقض ہونے کو قبول نہیں کیا)

(2) نمبر ۱۱، اگر کسی کو قطرے کی علت کم ہو تو یہاں فلفل معذور نہیں جہاں سے لگاتو یہ فلفل کو
چاہے کہ پیشاب نہ کرے اچھی طرح دھو کر سے اور لگاؤ اور کر سے۔





ہی، بکلی: (سورۃ النساء: 43)

«أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْعَائِلَةِ أَوْ لَامِسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً
فَتَقَبَّلُوا صَعِفًا طَيِّبًا»

(سورۃ النساء، سورۃ نساء، آیت نمبر 43)

"اِقامت میں سے کوئی شخص نہ حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں
پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصہ کرو۔"

اسری بکلی: (حدیث نمبر 437)

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُغْبِلُ صَلَاةً مِّنْ أَخَذَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضَرَةِ مَوَاتٍ
مَا الْخُذْتُ بِأَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُتِنْتُ أَوْ طُرْتُ))

"کہ جو شخص صلاہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کر
ے، حفصہ موت کے ایک شخص نے سیدنا ابو ہریرہؓ سے پچھا کہ حدیث (پچھلی یا غسلی) کہا
ہے؟ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا: (پانچ دن سے تقاضے والے) آواز والے یا بے آواز والے ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الوضوء، کتاب لَا تُغْبِلُ صَلَاةً بغير طهور، اس باب سے کہ نماز بغیر پانی
کے قبول ہی نہیں ہوتی، حدیث نمبر 135، صحیح مسلم: 225 [537]۔ جامع الترمذی: 76، سنن
ابوداؤد: 60)

تیسری بکلی: (حدیث ابو ہریرہؓ نمبر 437)

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ))

"وضو اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک کہ ہوا کی آواز یا دیر نہ ہو۔"

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ "ما جاء فی الوضوء من الريح - ہوا خارج ہونے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا بیان" حدیث نمبر 74 صحیح ابی یوسف نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ولسن ابن ماجہ

(515:

امام ابن رشد رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن رشد رحمہ اللہ نے اس پر جس میں نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

((وَاتَّقُوا فِي هَذَا الْبَابِ عَلَى اتِّفَافِ الْوُضُوءِ مِنَ الْبُؤْسِ وَالْغَائِطِ وَالرَّيْحِ وَالْفُتْرِ وَالْوُذْيِ))

اس بات پر تمام علما نے کرام کا اتفاق ہے کہ پیشاب، پاخانہ، ہوا خارج ہونا، فُتْر اور وُذْي سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(بدایۃ المجتہدین، المقتصد 10-40، کتاب الوضوء، "الباب الرابع فی مواضع الوضوء" الناشر: دار حدیث، القہرۃ)

دیگر علما نے کرام نے بھی اس پر اعلان نقل کیا ہے، لیکن تبیین المتنازع لمزیثی: 1-7۔
المجموع شرح منہب التلوی، 2-3۔ المدخلۃ للقرآن، 1/213۔ بدائع المتنازع، ملکاسانی،
1-25۔ الفروع لابن مفلح، 1-219۔ المغنی لابن قدامة المقدسی، 1-125۔ الحاوی، الکبیر، ہمدانی:
1-176۔

شیخ صدیق حسن خان قزوینی رحمہ اللہ کا قول:

((وَيَنْقُصُ الْوُضُوءُ بِمَا خَرَجَ مِنَ الْمَرْجِيں مِنْ عَيْنٍ أَوْ رِيحٍ))

پیشاب پاختانہ اور ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(اروضۃ النہدیۃ شرح الدرر البسیۃ 1: 144، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، الاثر، دار المعرفۃ)

ہوا خارج ہونے سے خشک ہونے والی چیزیں کی وضو ٹوٹ جاتا ہے

الیقین لا یزول بالشک

جب کسی مرد یا عورت کے در سے ہوا نکلتی ہے اور ان کو بہانہ یقین ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ سیدنا
عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
میں دیکھتا ہوں (حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

((أَنَّ شَكَالَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ الَّذِي يُغْتَلُّ لِنِ
أَنَّهُ يَجِدُ ابْتِنَاءً فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: لَا يَغْتَلُّ أَوْ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَنْتَمِعَ
صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

"کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہو کہ اسے کہ
نہار میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی) معلوم ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نہار سے) نہ
پھر سے ہاتھ مڑے، جب تک آواز نہ ملے یا رائی نہ پائے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لا یغوطل من الشک حَتَّى یَسْتَنْتِغِ - اس بارے میں کہ جب
تک وضو نہ کرنے کا پورا یقین نہ ہو غسل تک کی وجہ سے نیا وضو نہ کرے، حدیث نمبر 1371۔ صحیح
مسلم، 361 [804]، سنن ابوداؤد، 176، سنن النسائی، 160، سنن ابی داؤد، 513)

اگر کسی کو یہ شک ہو کہ وہ ان نماز ہو خارج ہوئی تو صرف شک کی بنیاد پر وضو نہیں ٹوٹتا
جب تک کہ ہوا خارج ہونے کی آواز یا بدبو محسوس نہ ہو کیونکہ یہ قہر و مسلم ہے کہ تمام چیزیں ہوائی
مصل پر ہوتی، حتیٰ کہ جب تک کہ اس کی ضد، یہ مقابل کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ کہ یقین کو شک کے
درجے ختم ہیں کیا جاسکتا ہے کہ وضو میں ٹوٹا کیونکہ پیشاب پاختانہ وغیرہ سے وضو ٹوٹنا صحیح

دلائل سے ثابت ہے۔

دوسری دلیل: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

یہنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَقْعَةٍ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ، أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْئًا،

أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

"جب تم میں سے کسی کو اپنے پتے میں چھ محسوس ہو اور اسے شہ ہو جائے کہ اس میں سے

چھ نکلا ہے یا کسی قبر پر مسح سے نہ لگے یہاں تک کہ آواز نہ ہو محسوس کرے۔"

(صحیح مسلم، کتاب میں، "باب الذلیل علی أن من فیئ الظہارۃ ثم یثب فی الحدیث

فہو أن یصلی بظہارۃ ثلاث۔ جس آدمی کو وضو کا تھین ہو اور وہ نہ نوئے کا تک ہو جائے تو وہ اس

وصو سے باز رہو سکا ہے حدیث نمبر [362|805]۔ جامع الترمذی، 75۔ سنن

ابو داؤد، 177۔ سنن ابن ماجہ 515)

جب ایک شخص کو اس بات کا پتہ تھین ہو کہ اس کا وضو باقی نہیں رہا تو صرف شک کی بناء

پر وہ نماز کو نہ پڑھے بلکہ ایک مسماں شہادت کے پیچھے بیٹھ جائے کہ ایک مسماں شہادت کی چیزوں

سے حتی الامکان بچتا ہے حریہ یہ کہ فقہ کا یہ اصول ہے کہ تھین شک کی وجہ سے ختم راکل نہیں ہوتا

حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے شیطان بندے کے دل میں شک و شبہ ڈالتا ہے سیدنا عبد اللہ بن عباس

بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تیسری دلیل: (حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما)

((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَتَفَرَّغُ عَدَّ عَجَانِهِ (العجان: ما بين الدبر

والأنثيين) قاله الحارثي) فَلَا يَبْصُرُكَ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ

رِيحًا))

"شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور (اسے دوسرے ڈالنے کے لیے) اس کی دیر (یعنی پختہ کی

جگہ) کے پاس چوکھارتا ہے، (انکی صورت میں) آدمی اس وقت تک (وضو کرنے کے لیے) کندہ جائے جب تک وہ اپنی آواز نہ سن لے یا اس کی بوند نہ پائے۔" (مسند الاحادیث المسند للابانی، حدیث نمبر 3026، الناشر: مکتبۃ المعارف، ریاض)

پہلے سنیں: (حدیث ابو حنیفہ)

یہاں ابوسمیعہ مدنی فرماتے ہیں کہ:

((سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَشْبَةِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: لَا يَنْصَرَفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

کہ پی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں حدت (مبہ و مسو ہو جائے کاشب) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک کہ آواز نہ سن لے یا بوند محسوس کر لے نماز نہ توڑے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب لا وضوء إلا من حدث، حدت سے بھی وضو کے وجہ سے ہوئے گائیاں، حدیث نمبر 514، فتح البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "صحیح لیس" قرار دیا ہے)

ابو حنیفہ کا موقف وضو کرنے کے بعد نماز میں

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

ام مومنین میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْعِهِ لَمْ يَنْصَرَفْ))

"جب حالت نماز میں تم میں سے کسی شخص کو حدت ہو جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ کر نکل جائے۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب الجماعۃ، باب استيقظان المحدثين امام - جس کا وضو نوبت چاہئے وہ امام سے باہر چاہے کی اجازت لے، حدیث نمبر 1114، فتح البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ سنن ابن ماجہ 1222)

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اگر کسی مسلمان کو نماز کے دوران کو اصرار ہو جائے یا کوئی ایسی چیز پیش آجائے جو اس کی طہارت کو ختم کر دے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی ناک پر اس طرح ہاتھ رکھے جیسا کہ اس کی ناک سے خون بہہ رہا ہو چاہے وہ عاصت سے ملاحہ وہ جائے اور دوبارہ وضو بنا کر پھر اس کے بعد جماعت میں شامل ہو سکتا ہے ناک پر ہاتھ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ نماز چھوڑنے والے کی ناک سے خون بہہ رہا ہے اس وجہ سے وہ نماز چھوڑ رہا ہے یعنی کہ جس سے ہوا خارج ہوتی ہے اس کو زیادہ شدہ کی کا احساس نہ ہو جی کریم علیہ السلام کا در شمار سہارک اسی کے مد نظر ہے، جی کریم علیہ السلام کی تعلیمات کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیمات میں اس بات کی بھلا کا چلو بہت غالب ہے، چنانچہ حالت نماز میں بے وضو ہونے والا اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر نماز سے نکل جائے لہذا ناک پر ہاتھ رکھنا اس بات کی نشانی ہوگی کہ اس کا وضو ٹوٹ چکا ہے۔

بعض لوگوں کو ہوا خارج ہونے کا مرض ہو جاتا ہے

بعض لوگوں کو ہوا خارج ہونے کا مرض ہو جاتا ہے اور اس میں مسلسل ہوا خارج ہوتی رہتی ہے طوائف

کر م نے اس مرض کے بارے میں یہ کہا ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((حُكْمُهُ خُصُّهُمُ أَهْلُ الْأَعْذَارِ مِثْلُ الْإِسْتِحْضَاةِ وَتَسْلِيَسِ الْبُتُونِ وَالْمَسْدِي وَالْمُخْرَجِ الدِّي لَا يَرْفَأُ وَغَيْرُ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يُنْكِبْهُ حِفْظُ الْقَهَّارَةِ بِمَقْدَارِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي وَلَا يَطْرُقُ مَا خَرَجَ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَنْتَقِضُ وَضُوُّهُ بِذَلِكَ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ وَكَثُرُ مَا عَلَيْهِ أَنْ يَتَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ))

ان کے لئے وہی حکم ہے جو غرہ والوں کے لئے ہے مثلاً اجتماع، پیشاب کے قطرے، لمبی اور دودھ جو ہو سکتے نہ ہوں یہ تمام ہتھیار مذکور ہیں مثلاً ہوتی ہیں اور جس کسی کے لئے نماز

اگر نے کے دوران اور وقت میں بھی وضو پاتی رکھنا ممکن نہ ہو تو ایسے فرد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ صبر کر کے نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران مذکورہ خضوں میں سے کوئی بھی طہت اس کے لئے کوئی نقصان نہ نہیں ہو گی اور یہ اس کی وجہ سے اس کا وضو قسم ہوا ہے گا اس بات پر علاقے کر اس کا حرج ہے لیکن ایسا شخص ہر نماز کے لئے یا وضو کرے گا۔

(مجموع فتاویٰ مدینہ منیہ 21، 22 "باب نواہص الوضوء خروج الاستحاضات من غیر سبیلین" والاشترک فیہ لعلہ العصف الشریف، المدینہ المنورۃ، السعودیہ)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول:

((وهذه العارات التي شكوت منها حكمتها حكم المستحاضة ومن به سلس البول))

(سائل نے پتہ کی کہیں کے بارے میں سوال کیا ہے) تو یہ گیس کی شکایت میں شہر کی حالت میں ہے اس کا حکم استحاضہ اور مسئلہ پیشاب کے قضا اس کے گرنے رہنے کا حکم ہے۔ (الشرح الممتع علی زاد المستقبح لابن عثیمین: 1، 413، النہاۃ، دار ابن الجوزی)

یہی اس مرحلے میں جتنا افرا کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے یا وضو کریں اور دوران نماز اگر ہو ضرورت بھی ہو جائے تو اس کی طرف دھیان نہ دے اطمینان سے پٹی لٹا کر یہی چھو کہ یہ اہل غدر میں شمار کئے جاتے ہیں تو ان شاہدہ ان سے اس بات سوال نہ ہو گا۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(حدیث عمر رضی اللہ عنہ)

سیدنا محمد بن ابی ظہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بن امیر المہاشین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا (طویل حدیث کا آخری حصہ)۔

((لَقَدْ رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَذًا وَحْدَ رِجْلَيْهِمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي التَّسْجُدِ، أَمْرًا بِهِ، فَأُخْرِجَ إِلَى التَّبَيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا، فَلْيَبْتَغِهَا طَبِخًا))

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب مسجد میں آپ ﷺ کو کسی آدمی سے ان (دو ہاتھ) اور پاز (پاؤں) کی دو تہ آپ ﷺ اسے بیچنی طرف نکال دینے کا حکم صادر فرماتے۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، "ما تَنْهَى عَنْ أَكْلِ لُحْمَا أَوْ مُصَلًّا أَوْ كُرْأَلَا أَوْ نَحْوَهَا عَنْ حُطُوبِ الْمَسْجِدِ - مس، پاز، لہو یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جائے اس وقت تک منوع ہے جب تک کہ اس بدبو سے ختم نہ ہو جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا، حدیث نمبر: [567] 1258)

بعض علماء کرام نے اس حدیث کی بنیاد پر یہ کہا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی بدبو کے ساتھ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ مساجد کو ہر طرح کی گندگی اور بدبو سے پاک و صاف رکھنا لازم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازیوں اور خصوصاً فرشتوں کو اس بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے ہر جو کوئی اس مرض میں مبتلا ہے اس کو چاہئے کہ فوراً اس کا علاج کر دے تاکہ اس کی یہ بیماری لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اللہ اعلم



کتاب اللہ سے رکعت: (۲۰ و ۲۱ و ۲۲)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ»

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہیں سے میت دھو، اپنے سر کو کاس کا سر کر دلو، اپنے پاؤں کو ٹخنوں سے میت دھو۔"

یہ اس مسلم سنیہ کا قرآن

((وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ تَفْعِيلَ هَذِهِ الْآيَةِ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ» سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ آيَةُ ٦ أَنَّ دَلِيلَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَصَاحِبِ، يَغْيِي النَّوْمَ))

یعنی کہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہیں سے میت دھو، اپنے سر کو کاس کا سر کر دلو، اپنے پاؤں کو ٹخنوں سے میت دھو۔" اس آیت میں یہ ہے کہ جب تم سو کر اٹھو تو نماز کے لیے وضو کر لو۔

(متوطا نام مالک روایت کی، کتاب الطہارۃ، کتاب وضوء النائم إذا قام إلى الصلاة جو کوئی سر کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 38، تجرید الحدیث، مفصّل صحیح،

وأخرجه مائت عن «الموطأ» برقم: 38، والنبيه في «سنه الكبير» برقم: 578،
والدرقسي في «سنه» برقم: 90، 91، شرکہ الحروف سبر: 35، مواد عبدالباقی
نمبر: 2- کتاب الطہارۃ- ح: 10، ب)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول:

((قال كثير من السلف في حوله إذا قُسمت إلى الصلوة يعني
وأنتم تحذرون، وقال آخرون: إذا قُسمت من التوم إلى الصلوة، وكلاهما
قريب. وقال آخرون: بل النفس أغم من ذلك، فالأمة امرأ بالوضوء
عند لقيام إلى الصلوة، وليصحن هو في حق المحدث واجب، وفي
حق المتطهر مندب، وقد قيل إن الأمر بالوضوء لكل صلاة كان واجباً
في ابتداء الإسلام، ثم نُسح))

کثر مفسرین نے کہا ہے کہ وضو اہم اس وقت ہے جب کہ آدمی بے وضو ہو، ایک
جماعت کئی ہے جب تم کھڑے ہو یعنی ہند سے جاگے دو دنوں توں تقریباً ایک ہی مطلب
کے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت تو عام ہے اور اپنے موم پر ہی ہے کی لیکن جو
بے وضو ہو اس پر وضو کرنے کا حکم وجوہ ہے اور جو بے وضو ہو اس پر اس قبیلہ وضو کرنے کا حکم
ہے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ ابتداء اسلام میں ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم تھا
وہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(تفسیر ابن کثیر: 3، 39، الناشر، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیث علی رضی اللہ عنہ .

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ می کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
((وَكَلَّمَ اللَّهُ الْعِيسَى، هَمَّ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ))

”دیر کا بندھن دونوں آنکھیں (کی بیداری میں) ہے۔ پس جو سو جائے وہ وضو کرے۔“
(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من النوم۔ نیز (سونے) سے وضو ہے یا نہیں؟ حدیث
نمبر۔ 203، شیخ الہمامی رحمہ اللہ اس حدیث کو ”حسن“ قرار دیتے ہیں۔ تخریج الحدیث: أخرجه سنن ابن
ماجہ کتاب الطہارۃ وسننہا 62 باب الوضوء من النوم ح: 477 من حدیث
بقیۃ بعد سیدہ ضعیف ومع ذلك حسہ المدیری وبعیرہ وبتحدیث شواہد، تحفۃ
الأشراف۔ 10208، وقد أخرجه: مسند احمد (1/ 111: 4-97) ”حسن“)

وضو کریم کے اقوال

اس مسئلے میں علماء کریم کے ائمہ، اقوال ملتے ہیں۔

- (1) نیز کسی بھی حالت میں ہونا قصر وضو ہے۔
- (2) نیز کسی بھی حالت میں ناقص وضو نہیں ہے۔
- (3) بیٹھے بیٹھے اٹھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور سیٹھے بیٹھے اٹھنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔
- (4) اصل میاویہ سے کہ گہری نیند سے وضو، ٹوٹتا ہے چاہے یہ کر یا بیٹھ کر (اسکو ترجیح دی ہے
شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ، اشکوکانی رحمہ اللہ نے)

قول اول پہلا موقف

روحانیات میں نیند وضو کو ناقص قرار دیتی ہے۔

یعنی، سنن ابوداؤد (1/ 111: 4-97)

یہنا بومرود من حیثہ یان کرے کہ یہ کرم اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم فرمایا:

((وَأَمَّا اسْتِغْنَاءُ أَحَدِكُمْ مِنْ تَوْبِهِ فَلْيَغْتَسِلْ بَدَنَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا مَاءٌ
وَضُوءُهُ، فَإِنْ أَحَدُكُمْ لَا يَنْتَرِي أَيْنَ بَالَتْ يَدُهُ))

”اور جب تم میں سے کوئی سوکرا گئے، تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھو لے، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الاستنجاء، وثقرا، طاق عدد (دھیلوں) سے استنجاء کرنا چاہیے، حدیث نمبر: 162۔)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن المنذر رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((وَأَمَّا هَذَا الْحَدِيثُ يُوجِبُ الْوُضُوءَ عَلَى كُلِّ نَائِمٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَخُصْ نَائِمًا عَلَى حَالٍ دُونَ حَالٍ وَكَذَلِكَ الْوُضُوءُ يَجِبُ عَلَى كُلِّ نَائِمٍ عَلَى ظَهْرِ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَرَنَ التَّوْمَ إِلَى الْعَائِطِ وَالْيَوْلِ وَأَنْجَعَ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنَّ الْعَائِطَ وَالْيَوْلَ حَدَثَانِ يُوْجِبُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الطَّهَارَةَ عَلَى أَيِّ حَالٍ كَانَ ذَلِكَ، وَحَبُّ أَنْ يَكُونُ الْمُقْرُونُ إِلَيْهِمَا وَهُوَ التَّوْمُ يُوجِبُ الْوُضُوءَ عَلَى أَيِّ حَالٍ كَانَ التَّوْمُ، وَالْأَخْبَارُ عِنْدَ أَصْحَابِنَا عَلَى الْعُتُومِ لَا يَجُوزُ الْخُرُوجُ عَنْ ظَهْرِ الْحَدِيثِ إِلَى بَاطِلِهِ وَلَا عَنْ عُتُومِهِ إِلَى خُصُوصِهِ إِلَّا بِكِتَابٍ أَوْ مُنْتَبَهٍ أَوْ إِنْجَائِعٍ، وَلَا حُجَّةَ مِنْ خَبَرٍ ذَكَرْنَا مَعَ مَنْ أَوْجِبَ الْوُضُوءَ عَلَى النَّائِمِ فِي حَالٍ وَأَسْقَطَهُ عَنْهُ فِي حَالٍ أُخْرَى رَفَدَ اخْتِجَاعُ بَعْضٍ مِنْ مَذْهَبِهِ إِبْتِغَاءَ الْوُضُوءِ عَلَى كُلِّ نَائِمٍ))

اس حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ ہر سونے والے پر وضو فرض ہے اور یہ قسم کسی مخصوص نیند کے لئے نہیں بلکہ ہر حالت میں سونے والے کے لئے یہی حکم ہے، جی طرح اس شخص کے لئے بھی وضو فرض ہے جو نلی نیند سویا ہو، یہی نا صوفیان بن عباس رحمہ اللہ کی حدیث کا ظاہری معنی بھی یہی کہ نبی کریم ﷺ نے نیند کو پیشاب اور پاخانہ کے مشابہ

قراردیہ اور اضطرار کے حکم کا اس بات پر اصرار ہے کہ پوشا بہ اور پانچند یہ دونوں حدیث ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کے لائق ہونے سے کسی بھی حال میں وضو فرض ہو جاتا ہے بعینہ بند کی حالت بھی اسی طرح ہے یعنی کہ عید کا تعلق بھی حدیث سے ہے حوالہ دیندہ کسی بھی حالت میں وضو فرض ہے یہ تمام حدیثیں دوسرے اصحاب کے نزدیک عمومی معنی میں ہیں ہدایہ جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہری معنی کو چھوڑ دیا جائے اور باطنی معنی مراد لئے جائیں ایسا کرنا حاکم نہیں اور نہ ہی اس کے عمومی حکم کو کسی خاص حکم کی طرف پھیرا جاسکتا ہے الایہ کہ قرآن مجید یا سنت یا اجماع میں اس کی دلیل موجود ہو جیسا کہ ہم نے اس بات کو بیان کر دیا ہے کہ اور یہ بات اس طرح نہیں ہو سکتی کہ ہونے والے پر یک حال میں وضو فرض قرار دیا جائے اور دوسرے حال میں وضو کو سابقہ قرار دیا جائے اس طرح کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے لہذا بعض مذاہب کے نزدیک سوائے ہر شخص پر وضو فرض ہے۔

(الوسط فی مسنن والامام والاعکاف لابن المنذر: ۱/۱۴۳، کتاب الطہرۃ، ذکر الوضوء من لومہ الناصر دار المطبوعہ ریاض، مسعودیہ)

اہم مالک مسجد کا قول:

((قال یحییٰ قال مالک انما امر عندنا الله لا بتوضاً من رعاہ ولا من دم، ولا من قتیج سبیل من الخسد، ولا بتوضاً إلا من حدث یطرح من ذکب، أو ذکب أو فتم))

"کہ اگر کسی نے کسی کو زخم یا خون نکلنے یا سب سے وضو، دم نہیں آتا بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دریا کر کے نکلے یا سب سے۔"

(مؤطا امام مالک، روایت ۱۰۰، کتاب الطہرۃ، باب وضوء النائم إذا قام إلى الصلاة۔ جو کوئی سر کر

نہار کے لیے غصے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر 38 (ب)، بحریج الحدیث، شریکۃ
الاحرف نمبر 35، مواد عبدالباقی نمبر 2- کیناٹ الظہارۃ- ح: 11)

دوسری دلیل: (حدیث صفوان رحمہ اللہ)

سیدنا صفوان بن عسال رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَعْرًا أَنْ لَا
نَتَرَعَّ خَعَامَنَا ثَلَاثَةَ أَثَامٍ وَلِبَالِهِمْ إِلَّا مِنْ جَانِبِهِ وَلَيَكُنْ مِنْ غَائِطٍ
وَيَتَوَلَّى وَتَوَلَّى))

"کہ جب ہم سفر ہوئے تو نبی کریمؐ سے کہہ دیجئے کہ ہم اپنے سرو سے نمیں دس
اور نمی دس تک، پیشاب، پاخانہ یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں، الا یہ کہ نہایت، حق ہو
چاہئے۔"

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، "فات المسج علی الخفین للنسایر والمہجیم- مسافر اور معجم
کے مساجد کا بیان"، حدیث نمبر: 96)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیشاب پاخانہ اور نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کے بعد جس طرح وضو کیا جاتا ہے اسی
طرح نیند کے بعد وضو لازم ہے۔

تیسری دلیل: (حدیث بزمۃ دار السنن)

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : مَنْ اسْتَحَقَّ التَّوَمَّ فَعَلَيْهِ
الْوُضُوءُ))

جس شخص پر نیکویت ہو تو اس پر وضو کرنا ثابت ہو گیا۔

نوٹ: شیخ ایبیل کبیر نے اس کو سلسلہ احادیث بمعینہ میں نقل کیا ہے، ایک سلسلہ احادیث بمعینہ: 2: 171-370 برقم: 994۔ (اس استحقاق الصوم وجوب علیہ الوضوء شاذ لا یصح) البتہ اس روایت کا موقوف ہونا صحیح ہے۔

ایک ضعیف حدیث اور اس کی تحقیق

سیدنا محمد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، نَا عَنْهُ اَبُو قَالَ: اَخْبَرَنِي سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَرْبُودُ بْنُ أَبِي رِثَادَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي عَتَّابٍ اَنَّهُ قَالَ: وَجِبَ الْوُضُوءُ عَلَى كُلِّ فَالَيْهِ اِلَّا مَنْ خَفِيَ بِرَأْسِهِ خَفِيفَةً))
جو کون شخص سو جائے اس پر وضو فرض ہے البتہ جس کا صرف سر ہلکا جائے (یعنی کر کوئی اونگ میں ہو تو اس پر وضو نہیں)

(الوسط فی سنن الامام ابی جعفر الاصفہانی لابن السدر: 1، 145 برقم: 37، الناشر دار طبعہ، ریاض، السعودیہ وسند ضعیف، اس میں یزید بن ابی زید ضعیف راوی ہے)

سنن اکبری السیاتی میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور اس میں سفیان الثوری صحابہ معینہ سے روایت بیان کر رہے ہیں اور اس میں بھی یزید بن ابی رثادہ، یحییٰ، عتبات، ابی جعفر الاصفہانی کی روایت بھی ضعیف ہے دیکھئے: (سنن اکبری السیاتی: 1، 191، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من الصوم، برقم: 583، الناشر دار الکتب العلمیہ بیروت)

شیخ الہانی کی تصدیق کا قول:

((وَلَحِقَ أَنَّ السُّوْمَ نَاقِصٌ مُطْلَقًا وَلَا دَلِيلٌ يَصِحُّ لِتَضْيِيقِ حَدِيثِ صَمُوْعٍ بِإِثْبَاتِهِ حَدِيثَ عَلِيِّ مَرْفُوعًا "وَكَاةُ السَّهْلِ الْعِبَادِ فَسُومٌ هَيْتُوصًا" وَسَدَّهُ حَسَنٌ كَمَا قَالَ الْمَدَنِيُّ وَالنَّوَوِيُّ وَابْنُ الْمَصْلُوحِ وَهُوَ بَيْسُهُ فِي "صَحِيحِ إِبْنِ دَاوُدَ" رَفَعَهُ ١٩٨ فَقَدْ أَمَرَ صُنِّي لَنَّهُ عَلَيْهِ وَسَمَّ كُلِّ مَالِهِ أَنْ يَتَوَصَّأَ))

یہ بات حق ہے کہ کہ مطلق میں دھوکہ توڑ دیتی ہے اور اس بارے میں کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ملتی جس کی وجہ سے ہدایت صموان بن صمال غلطی کی حدیث کو مفید کیا جاسکے بلکہ ہدایت صموان بن صمال غلطی کی حدیث کی تائید امیر المومنین ہدایت علی غلطی کی حدیث سے ہو جاتی ہے "وَكَاةُ السَّهْلِ الْعِبَادِ فَسُومٌ هَيْتُوصًا" اور کاہند من دون آگھوں کی بیداری ہے، یہی جو سچا ہے دھوکہ کرے "اس حدیث کی اسناد حسن ہیں جیسا کہ امام منذری کیسے، امام نووی کیسے اور امام ابن صلام کیسے نے کہا ہے میں (شیخ الہانی کیسے) نے اس حدیث کو "صحیح ابوداؤد، نمبر 198" میں ذکر کر دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر سونے والے شخص کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے۔

(امام البیہقی، تحقیق علی فقہ السنۃ للالہانی، صفحہ: 100، "من تراجم الفضل الموضوء، الناشر: دار الفکریت)

دوسری ضعیف حدیث:

((حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَرْبُوعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْعَبْدَ بْنَ وَكَاءَ السَّهْلِ، إِذَا نَامَ نَامَ الْغَنِيَانِ اسْتَظْلَقَ الْوُكَاةُ"))

یہ حدیث آگھیں ذکر کاہند من ہیں لہذا جب آگھیں سو جاتی ہیں تو بندہ ص کل جاتا ہے۔

(مسند احمد، من مسند شافعی، حدیث نمبر: 16879: مسند صغیر، اس میں ابو جبر بن عبد اللہ بن ابی مریم ضعیف راوی ہے شیخ احمد محمد شاہرکی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ شیخ شعبان راوی نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے)

پہنچیں دیکھیں: (حدیث ابو جبر، علی بن ابی حمزہ)

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ، وَابْنُ عُثَيْمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَمْرٍاءَ الْعَنْسَبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَنِ اسْتَحَقَّ تَوْبَةً لِقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ رَأَى ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ فَسَأَلْنَا عَنْ اسْتِحْقَاقِ التَّوْبَةِ فَقَالَ إِذَا وَضَعَ جَسَدَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص گنہگار ہو جائے اس کا وضو واجب کیا، بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نیکو کے استحقاق کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ گنہگار کو وضو کرنا یا نیکو کا استحقاق ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/284 کتاب الطہارۃ، میں کہاں بقول، إذا نام فاستوضأ، جو یہ کہتے ہیں کہ جس طرح سے بھی سوئے وضو کرنا چاہتا ہے، حدیث نمبر: 1428، الناشر دار کتب الشیخ، راجع، شیخ سعد بن ناصر بن عبد العزیز ابو حنیبلہ اشعری نے اس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے، حسن، عبد بن حلق صدوق، أخرجه عبد الرزاق (481)، وصات فی المدونة 10، والبعوث فی الجعدیات (1452)، والطحاوی فی شرح مشکوٰۃ 709، والبیہقی 119، وابن المظفر فی حدیث شعبہ (45))

سیدنا محمدؐ کے لئے وضو کرنا واجب ہے

اس مسئلے میں بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نماز میں مسلسل حرکت ہوتی رہتی ہے پہلے قیام کو باہر کر دیا گیا

ہم سجدہ پڑھیں، لہذا ایسا فعل مجہول نہیں ہو سکتا۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

((أَنَّ إِذَا نَامَ عَلَى هَيْئَةٍ مِنْ عَيْنَاتِ الْمُتَّصِلِينَ كَالرَّكْعِ وَالسَّجْدِ وَالْقَائِمِ وَالْقَاعِدِ لَا يَنْقُصُ وَصُورُهُ سَوَاءً كَانَ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّ نَامَ مُصْطَجِعًا أَوْ مُسْتَلِيًّا عَلَى قَعَاءِ انْتَقَصَ وَهَذَا مَذْهَبُ أَبِي حَبِيبَةَ وَدَاوُدَ وَهُوَ قَوْلُ لِلشَّافِعِيِّ عَرِيبٌ))

کہ اگر کوئی نماز کی حالت میں سہ جائے مثلاً اگر کوئی رکوع میں سجدے میں قیام اور قاعدے کی حالت میں سہ جائے تو ایسے فعل کا وضو میں نوت اگرچہ کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو یا نہ ہو جب تک کوئی شخص بیٹ کر یا پیچھے کے بل نہیں سوتا اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام داؤد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہ قول ہے لیکن میرے معروضہ مشہور ہے۔

(امتناع شرح صحیح مسلم بن الحجاج للہودی: 4، 75، 74، کتاب النہی، باب لدہیں علیٰ من یوم الخبائس لا یفقد وضوہ "لناشر دار احیاء التراث العربی بیروت)

اشیخ صفی الرحمن مہدیکوری رحمہ اللہ کا قول:

حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نیندنی تھکا یا قفل وضو نہیں بلکہ اس سے وضو کے نوت جانے کا گمان اور ظن پیدا ہو جاتا ہے، مگر دونوں روایتوں کی سندوں میں ضعف ہے یہ کہ ان میں ایک "بقیہ" نامی روایت ہے جس کے بارے میں بہت سے محدثین نے کہا ہے کہ اس کی احادیث صاف (صحیح) نہیں ہیں۔ مگر یہ ضعف خفیف سا ہے، امام مندرجہ رحمہ اللہ نووی رحمہ اللہ اور ابن الصلاح رحمہ اللہ نے یہاں علی غلیظہ کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ بیٹ کر سونے کی حالت میں وضو نوت چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مطلق نیند سے بھی وضو نوت ہوتا ہے۔ دونوں احادیث میں تطبیق اس

طرح ہے کہ پہلو کے بل گہری نیند آتی ہے۔ ایسی حالت میں اعضائے جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس صورت میں دست و پا خارج ہونے کا گمان غالب ہوتا ہے جبکہ بالکل نیند میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سیدنا یحییٰؑ نیند کی صورت میں بھی وضو نہیں کرتا۔ گہری نیند جس صورت میں بھی ہو دنا قفس وضو ہوگی۔ پہلو کے بل سونا نیند گہری ہوتی ہے، اس لیے اس کا حاسن ذکر کر دیا۔
(شرح برزخ المرام) (از مفتی محمد مبارک پوری) تحت حدیث: (77)

نبول ناشی دوسرا موقف

جو شخص نیند میں ہو اس کی جسم کی وضو وضو کا قفس نہیں کرتی ہے۔

(حدیث انس رضی اللہ عنہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتِمُّونَ، ثُمَّ يَنْصَلُونَ،

وَلَا يَتَوَضَّئُونَ، قَالَ: قُلْتُ سَبْعَةَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي؟ قَالَ: إِيَّيْهِ وَاللَّهِ))

کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (میں نے اپنے بیٹے) سوچے تھے، پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھ دیتے،

(شعب الہدیہ کہتے ہیں) میں نے (آپ ﷺ سے) پوچھا آپ نے یہ حدیث سیدنا انس

سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم۔

(صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب الذلیل علی أن نَوْمَ الْخَائِبِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ۔)۔

سوجانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، حدیث نمبر: 776 [835]

امام ترمذی رحمہ اللہ

((وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ أَنَّ لَا يَجِبُ

عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِذَا قَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا، حَتَّى يَسَامَ مُصْطَضِعًا، وَبِهِ يَقُولُ

التَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَأَخْمَدُ، قَالَ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا نَامَ حَتَّى غَلَبَ

عَلَى غَلِيهِ وَحَبَّ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَبِهِ يَقُولُ بِسَخْلَقِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ:
مَنْ نَامَ قَاعِدًا قَرَأَ رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَشْعَدَتُهُ لَوَسَّنَ التَّوْمَ، فَعَلَيْهِ
الْوُضُوءُ))

نیند کی وجہ سے وضو نونے کے سلسلہ میں ملے کرام کا اختلاف ہے، اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے کہ کوئی نماز سے نڈے سو جائے تو اس پر وضو نہیں جب تک کہ وہ نیت کر نہ ہوئے، یہی امام سیوطی رحمہ اللہ، امام عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب نیند اس قدر گہری ہو کہ عقل پر غالب آجائے تو اس پر وضو واجب ہے اور یہی امام اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جو شخص نیند سے سوئے اور خواب آگئے لگ جائے یا نیند کے لمحہ سے اس کے سر پرانی جگہ سے ہٹ جائیں تو اس پر وضو واجب ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، "باب ما جاء فی الوضوء من التویم۔ نیند سے وضو کا یاں،" تحت حدیث 78)

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

اس موقف کے قائلین نے ہمارے میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((أَنَّ التَّوْمَ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ عَلَى أَيْ حَالٍ كَانَ وَهَذَا مُحْكَمٌ عَنْ أَبِي
مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ الشَّيْبِ وَأَبِي بَكْرٍ وَنَحْوِهِ الْأَعْرَجُ
وَشُعْبَةُ))

کہ کوئی شخص سو جاتا ہے تو کسی بھی حال میں اس کا وضو ناقض نہیں ہوتا، سیدنا ابو موسیٰ اشعری، سعید ابن اسیبہ رحمہ اللہ، ابو بکر رحمہ اللہ، حمید رحمہ اللہ، اعرج رحمہ اللہ، اور شعبہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے۔

(اسہان شرح صحیح مسلم بن النجم للادوی، 4، 74، کتاب الاشیء، "باب الدلیل علی أن نوم

الجالس لا یفصّل نوصوه "المشر دارالایاد التراث العربی بیروت)

بہارِ شریعت و احکام و فتاویٰ کے کرم و حکم کا مجموعہ:

(حدیث میں کہاں ہے؟)

یہ جامعہ امام ابن عباس رضی اللہ عنہما پر مبنی ہے۔

((....لَمْ صَلَّيْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ أَثَاءَ النَّسَادِي فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ....))
... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جس قدر اٹھ کر منظور تھا، پھر آپ بیٹھ گئے اور سو گئے، حتیٰ کہ خرافوں کی آواز آئے گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مؤذن حاضر ہو اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(اس میں کچھ ایسا لکھا ہے کہ) ہم نے مرد سے کہا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، مگر انہوں نے کہا میں نے عید بنی میرے ساتھ وہ کہتے تھے کہ امیر۔ بیچارے کے خواب بھی وہی ہوتے تھے، پھر (قرآن کی یہ) آیت پڑھی: میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے آج کر رہا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ - اس بارے میں کہ بکاو وضو کرنا بھی درست اور جائز ہے، حدیث نمبر: 138)

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ نیند بذاتِ خود وضو توڑنے والی نہیں ہے البتہ نیند سے وضو اس لئے ٹوٹ جاتا ہے کہ انسان کو نیند کی حالت میں کئی چیز کا غم نہیں رہتا بلکہ "اور ان نیند ہوا بھی خارج ہو جائے تو آدمی کو بوجھ پتہ نہیں رہتا لیکن اس حالت سے اچانک کرام نیند میں آتی ہیں انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بحالتِ نیند بھی نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان میں وضو نہ ہوتا

قول ثالث نسرا موقف

اھل تشیع کے بارے میں جو روایات بیان کی گئی ہیں وہ صحیح ہیں۔

(سنن ترمذی سے شیخ ابوالحسن علی بن ابی حمزہ الثعالی نے نقل کیا ہے)

شیخ ابوالحسن علی بن ابی حمزہ

((كما ظن البعض - أن الحديث أشار إلى أن الروح ليس بقضاء في نفسه بل هو مظنة خروج شيء من الإنسان في هذه الحالة فيما يعول لما كان الأمر كذلك أمر صلى الله عليه وسلم كل دهم أن يدهو ولو كان ممسكا لأنه عليه السلام أخبر أن العيين وكاه الله فوجد ما امت اربعين اطقا اركاء كما في حديث آخر وانه صك دائم فقد يصدق وكافه ولو في بعض الأحوال كأن يسيل يمينا أو يسارا فاقصص الحكمة أن يؤمر بالوضوء كل دائم - والله أعلم))

جیس کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حدیث کا اس طرف اشارہ ہے کہ نیت بدعت خود وضو کے نوسے کی وجہ سے ہے بلکہ حالت نیت میں کسی بھی شخص سے کچھ بھی نکلے گا احتمال میں رہتا ہے اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی وجہ سے ہر سوے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے اگرچہ کہ سونے والا تمسک (تھامنا) کیوں نہ ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ "آنھیں ابراہیم کا بندہ من ہیں چنانچہ جب آنھیں دعا پاتی ہیں تو ابراہیم کا بندہ من کل جاتا ہے مثلاً ایک اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ "بیشے بیٹے سوے والے کے ابراہیم کا بندہ من کل جاتا ہے اور بھی دوا کی طرف ٹھک جاتا ہے اور بھی بائیں طرف ٹھک جاتا ہے" لہذا اس میں یہ حکمت کار کا ثابت ہوتی ہے کہ ہر سوے والے

(اسباب شریعہ صحیح مسلم بن الحجاج، صفحہ 74-75، کتاب النفل، باب الدلیل علی أن قوم الجالس لا

یستقل للوضوء، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

پر وضو کا حکم ہے۔

((وما اخبرناه هو مذهب ابن حرم وهو الذي قال: ليه أبو عبيد
العامس بن سلام في قصة طريقه حكاهما عنه ابن عبد البر في شرح
موطن 2/117 قال: كنت أصلي أن من مام جاب لا وضوء عليه
حتى قعد إلى جسي رجل يوم الجمعة فام فخرجت منه ريح فقلت
قم فتوضأ فقال لم أتم فقلت بلى وقد خرجت منك ريح تنقص
أوصوه! فجعل يحلف بالله ما كان ذلك منه وقال لي بن من
خرجت فزابت ما كنت أعتقد في يوم الجنس وزاعت عتبة
النوم ومخالطته القلب))

ہم نے اس مسئلے میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ امام ابن حزم رحمہ اللہ کا مذہب ہے، امام
عبد البر رحمہ اللہ کے ”شرح الموطأ 2/117“ میں ایک جگہ یہ واقعہ یاد کر دیا ہے اور
ابو عبيد قاسم بن سلام رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جو
پٹھے پیٹھے سے اس کا وضو نہیں کرتا یعنی کہ اس پر وضو نہیں چڑھتا وہ یہ ہے کہ بعد کے
ایک دن ایک شخص میرے بارویں میں ہوا تھا اور وہ پٹھے پیٹھے سے رہا تھا اسی دوران اس سے
جو اخراج ہوتا تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جالا اور سارو وضو کر کے آؤ تو اس شخص نے کہا
کہ میں تو سیاہی نہیں تو پھر وضو کس چیز کے لئے ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں تم کبریٰ میں
میں نہ تھے لیکن تم سے ہو اخراج ہو گئی اور تمہارا وضو ثبوت کیا تو یہ بات سن کر وہ شخص قسم
کہا کہ کہنے کا کہ اس کی ہو اخراج نہیں ہوتی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ہو اخراج ہوئی ہو
اس واقعے سے مجھے سوتے والے کے وضو کے بارے میں جو میرا فہمی تھا اس کے بہت مجھے
ہمت مجھ میں تھی اور میں یہ بات اچھی طرح سمجھ گیا کہ سوتے ہوئے شخص کے دل و باطن
پر غلبہ ظلم پالے جاتی ہے۔

((دائد هامة قال الخطابي في "عريب الحديث" ق 32 و حصة

النوم هو العشيّة الثقليلة التي تهجم على القلب وتمنعها عن معرفة
 لأمر باطاهرة. والباعس هو الذي رهقه ثقل فقطعه عن معرفة
 الأحوال الباطنة، وبمعرفة هذه الحقيقة من انعرف بين النوم والباعس
 قروب يشكالات كثيرة ويتأكد القول بأن النوم ناقص مضيق. ولقد
 أعرف قسم الشوكاني عن الصواب هنا في "السيل الجرار" فإنه بعد أن
 قرر وجه القول المذكور أحسن تقرير عتب عليه بقوله ۹۶:
 وبكسها وردت أحاديث قاصية بأنه لا ينقص انوصوه بالنوم إلا إذا
 نام مضطجعا وهي تقوي بعضها بعضا كما أوضحت ذلك في شرحي
 لـ "المنص" فكون مقيدة لما ورد في بعض معتنق النوم فلا ينقص
 (إلا نوم المضطجع)

میں اس واقعے سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا اور ایک اہم نکتہ معلوم ہوا کہ امام
 "طباطبائی" کی عبارت "عرب اللہ یث ۲۰ ۳۲" میں کہتے ہیں کہ نیند کی اصل حقیقت پر جو اہل انی اور
 فطی (چھا جائے والی حالت) ہے جس کا اثر دل پر ہوتا ہے چنانچہ دل میں نیند کی وجہ سے
 تمام ظاہری کاموں کی سمجھ بوجھ ختم ہو جاتی ہے اور ادراک یہ ہے کہ کچھ بوجھ غالب آتا ہے
 اور باقی نیند کی دل دوری سے سمجھ بوجھ کو ختم کر دیتا ہے، چنانچہ یہاں پر بات یہ ہے کہ
 نیند اور ادراک کے درمیان میں پائے جانے والے فرق کا جب علم ہو جاتا ہے تو اس میں پائے
 جانے والے سارے شک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے البتہ یہ کہنا واجب ہے کہ نیند
 مطلق طور پر ناقص وضو ہے البتہ امام شوكاني کی عبارت سے اس معاملے میں "سبل
 البحر" میں مغلطی ہوئی ہے لہذا امام شوكاني کی عبارت سے یہ گورہ قول کو ثابت کیا ہے لیکن اس
 مسئلے میں تحقیق کا منافی کیا کہ کچھ اہم احادیث مذکور ہیں جو یہ علم کہ ہے ان احادیث میں
 یہ ہے کہ بیٹ کے بل لیٹنے سے ہی وضو نواق ہے اور یہ تمام احادیث آجکی میں ایک
 دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں اور میں نے اس کی وضاحت "المسئلی" کی شرح میں کی ہے

بہذا اہل احادیث کو متنبہ کرنا چاہیے جو مطلق نیت و مقصد نہ ہونے کے بارے میں وہ نہیں
چاہتے، خصوصاً اس وقت ہی وقت ہے جب کوئی نیت کے عمل میں ہے۔
(تمام السیرۃ فی حقہ الزیلاہ اہل، صفحہ: 100-102) "اس نو، قصہ المصو، تاثیر دار الفریہ)

کیا گوشت (اچھٹا) میں بھی رخصت ہو سکتا ہے؟

((اَلْاِخْتِیَای؟ اِخْتِی)) گوشت دار کریمہ! یہی کہ کسی کپڑے کی مدد سے یا پہنے ہاتھوں کی مدد سے پاؤں
اور پیچہ کو لٹا کر کھڑے ہو کر (اَلْاِخْتِیَای؟ اِخْتِی) گوشت دار کریمہ! کہا جاتا ہے یہی کہ دونوں گھٹنے
کھڑے کر کے کمرے، دھن پر لگا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھ پدلیوں پر اوں تو اس رخصت کو اعتبار (گوشت دار
کریمہ!) کہا جاتا ہے۔

((اِخْتِی بِالْثَوْبِ)) عام لافعل (کپڑے کو سر پہنے کے عمل پر) کریمہ اور پدلیوں کے دو گرد ہاتھ ہوتا،
میں دیکھا۔ اس کی مزید تفصیلات (almanany.com) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(اثر: الامام علیہ السلام)

اس مسئلے میں ایک اثر بیان کیا جاتا ہے:

((اُخْبَرَنَا إِسْرَءُءُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْقُضَيْلِ الْقُطَيْبِيُّ بِتَفَادَةٍ مَا عَنِدَ اللَّهِ
بِئِ جَعْفَرٍ، مَا يَقُولُ بْنُ سُفْيَانَ مَا عَلِيٌّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ شَقِيقٍ، مَا
عَنِدَ اللَّهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، مَا حَبِوَةٌ بِنْتُ شَرِيعٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرِ أَنَّهُ
سَمِعَ بِرِيدَ بْنَ قُسَيْطٍ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ أَنَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ "لَيْسَ عَلَى
الْمُخْتِیِ الثَّانِیْمُ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ الثَّانِیْمُ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ الثَّانِیْمُ وَصَوْرُهُ،
حَتَّى يَضْطَجِعَ، إِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ " وَهَذَا مَوْقُوفٌ))
إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ

گو چھ بار کر سونے والے کا ٹکڑے ہو کر سونے والے کا اور سجدہ میں سونے والے کا وضو نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ لیٹ کر نہ سوجاتے اور جب کوئی لیٹ کر سوجاتا ہے تو اس پر وضو ہے یہ روایت موقوف ہے۔

(سنن لکبری ص 197 کتاب الطہارۃ باب ما ورد فی يوم الساجدہ رقم 603، امام ابن جریر مقدنی رحمہ اللہ نے اس روایت کے موقوف ہونے کو صحیح کہا ہے، "وروی البیہقی من طریق یزید بن قسبط أنه سمع أبا هريرة يقول: ليس على المغتسل التائم ولا على التائم التائم ولا على الساجد التائم وطؤه حتى يضطجع فإذا اضطجع ثوباً بسأده حبة وهو موقوف" الخفیس الجید 1: 336، کتاب الطہارۃ، اب الاعدث، الناشر: دار الکتب العلمیہ)

موقوف: شیخ ابی یوسف رحمہ اللہ نے اس روایت کو "سلسلہ احادیث الصغیرہ" میں ذکر کیا ہے اور کہ ہے کہ ((وقال " وهذا موقوف " قلت: وإساده جيد كما قال الحافظ في التلخيص " لكن رجع أن العمل على حلاله كما تقدم في آخر الحديث الذي قبله)) امام ابن جریر مقدنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موقوف کہا ہے، میں (شیخ ابی یوسف) کہہ رہا ہوں کہ اس کی اسناد جید ہے جیسا کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے "التلخیص" میں کہا ہے لیکن راجع روایت یہ ہے کہ عمل اس کے برخلاف ہے جیسا کہ اس سے پہلے وہی حدیث میں بیان آیا ہے۔

(السلسلہ احادیث الصغیرہ لابن ابی شیبہ 2: 371، رقم: 954، منشور: مکتبۃ المعارف، ریاض)

تیسرا مقام

مذکورہ دو قسمیں تہا ہنکی نیند (اتخم) اور گہری نیند، بلاشبہ گہری نیند سے وضو نوب حاکم ہے البتہ ہنکی نیند یا اتخم سے وضو نہیں تو چنانچہ وہ قسم کی نیندوں کی تین قسمیں ہیں:

(1) "تفصیل طویل" طویل بھاری نیند طویل اور بھاری نیند وہ ہوتی ہے جس میں ہوش وحواس کام نہیں کرتے اس طرح کی نیند میں اس کو یہ پتہ نہیں رہتا کہ اس نے نیند کی حالت میں کیا کیا اور کیا نہیں کیا اس نیند کی دیگر علامات یہ ہیں کہ اگر کوئی چہرہ اس کے ہاتھ سے گر جائے یا تو اس کو پتہ نہیں چلتا اور اگر اس کے منہ سے خواب نکلے تو اس کو اس بات کا علم نہیں رہتا اس کو کوئی اور سنائی دیتی ہے اور یہ کچھ نظر آتا ہے یہ ایک گہری نیند ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(2) "تفصیل قصیر" مختصر بھاری نیند اس نیند کو بھی گہری نیند میں شمار کیا جاتا ہے اور اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(3) "ضعیف قصیر" مختصر ہلکی نیند یہ نیند اور اسل لاگھ میں شمار کی جاتی ہے اور اس بات پر علامتیں کہ ام کا اتفاق ہے کہ اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

گہری نیند چارے وہ کم ہو یا زیادہ اس پر وضو فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ النور 5، آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا:

﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ إِلَى الْيَدَيْنِ﴾

جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھو لیا کرو۔

یہ دو ٹکس نماز کے لئے، طے تو اس کو چاہے کہ وہ سب سے پہلے وضو کر لے جیسا کہ اس آیت مبارکہ کی تشریح میں ذیل میں اسلم فرماتے ہیں:

((وحدثني، عن مالك، عن زيد بن أسلم، أن تفسير هذه الآية يأتيها الذين آمنوا إذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ سورة المائدة آية ٦ أن ذلك إذا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ، يعني النوم))

"اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ جب تم نماز کے لئے اٹھو تو دھو لیا اور ہاتھ اپنے کہنوں تک، اور سر کو سرروں پر، اور دھو پاؤں اپنے ٹخنوں تک، اس سے یہ فرض ہے کہ جب

افسوس کے لیے سو کر۔"

(مؤید اللہ روایت کی کتاب الطہارۃ مباح و طہورہ الثانیہ إذا قام إلى الصلاة - جو کون سا نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 38 - تخریج الحدیث: «مفصوع صحیح، وأخرجه مالك في «الموطأ» رقم 38، والبيهقي في «سننه الكبير» رقم: 578، والدارقطني في «سننه» رقم: 90، 91، شركة الخوف نمبر 35، مواد عبد الباقي نمبر: 2 - کتاب الطہارۃ - ج ۱: اب ۵)

«إِذَا قُتِنْتُ إِلَى الصَّلَاةِ» یہاں پر مراد (المصاحف) ہے یعنی کہ (میں التَّوْبُ) میں نے اس مسئلے میں سیدنا صفوان بن مسلم المرادی رحمہ اللہ کی حدیث بھی ذکر کر دی ہے اور اس حدیث کو فتح البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے اور سیدنا علی رحمہ اللہ کی حدیث میں بھی ذکر کر دی ہے یہاں دونوں احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گہری نیند وضو کو توڑ دیتی ہے، اور گہری نیند میں اسان کو ہوا خارج ہونے کا پتہ بھی نہیں چلتا یہاں پر گہری نیند سے مراد گہری طویل نیند اور گہری غفلت نیند دونوں شامل سے البتہ اگر کچھ اور کچھ نیند سے انسان کا شعور غافل نہیں ہوتا لہذا اس پر وضو کیس ہے جیسا کہ سیدنا انس رحمہ اللہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام رحمہ اللہ نماز کے بعد میں بیٹھے بیٹھے سو جایا کرتے تھے پھر جب نبی کریم نماز پڑھتے تو وہ نماز ادا کر لیا کرتے تھے بعد اس پر ہم زور کی سبب نے اس طرح باب کا ذکر کیا ہے ((باب التَّوْبُ عَلَى أَنْ نَوْمَ الْجَائِسِ لَا يَنْقُضُ التَّوْبَةَ)) جیسے جیسے ۳۷ سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ اگر عائد کر ام کا جی پر حمل ہے، چنانچہ ان تمام احوال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گہری نیند وضو کو توڑتی ہے اور کچھ نیند اور اگر کچھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ائمہ اعلم

قرآن کی روشنی میں وضو کا حکم

مول اول

ہجلی، بکلی (حدیث سرحدیہ)

عروہ بن ریحہ سنیستہ سے: میں:

((دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذَكَّرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مِنْ مَسِّ الذِّكْرِ الْوُضُوءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَلِكَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَنِي بِشَرِّ بَنَاتِ ضَمْعَانَ، أَنَّهُمَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذِكْرُهُ فَلْيَتَوَضَّأْ")

ہم میں مروان بن حکم سے پاس آیا، پھر ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے، تو مروان نے کہا: ذکر (مضمون تامل) کے پھوسے وضو سے اس پر مردہ ہے! مجھے معلوم نہیں، تو مروان نے کہا: سیدہ ہر بنت ضمعان نے مجھے بتایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ "جب کوئی اپنا ذکر (مضمون تامل) پھوسے تو وضو کرے۔"

(سنن النسائي: کتاب صلوٰۃ الموصو، باب الوضوء من مس الذكر - مضمون تامل پھوسے سے وضو کا بیان، حدیث نمبر: 163، شیخ ابن سنی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج حدیث: «سنن ابی داود الطیار: 704» (181)، سنن الترمذی: رقم (82) (61)، مختصر السنن ابن ماجہ: 63 (479)، مختصر (تحفۃ الاثر: 15785)، موطا امام مالک: قیہ 15 (58)، سند محمد: 6 (406)، 407، سنن الدارمی: الطہارۃ: 506 (751، 752)، دیلمی: عند الکوفیہ: 6 (163، 445، 448) صحیح]

بہنوکانی سیدہ عائشہ

((الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ أَيْضًا مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ وَابْنُ جَبَانٍ وَالْحَافِظُ وَابْنُ الْخَزَّازِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِأَخِي حَدِيثُ بُشَيْرَةَ لَيْسَ بِصَحِيحٍ، قَالَ بَلَى هُوَ صَحِيحٌ، وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطَنِيُّ وَبُخَارِيُّ بْنُ مَعْيَنٍ، حَكَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ حَامِدٍ وَابْنُ الشَّرَحِيِّ يَلْبِثُ مُسْلِمٌ، وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَافِظِيُّ))

اس حدیث کہ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ، امام ابن جبان رحمہ اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابن جاد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدہ ہرہ بنت صفوان کی حدیث صحیح ہے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدہ ہرہ بنت صفوان کی حدیث صحیح ہے امام در قلعی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے، امام شیخ ابن مبین رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے امام عبدالمعز رحمہ اللہ ابو حامد بن شریفی حمید مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(نیل الاوطار للشکاکی 1/249، "ایجاب نو، نقل الوضوء" باب الوضوء من مس القبل، "المناشر: دہلوی، مصر)

دوسری دلیل: (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا)

سیدنا مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

((كُنْتُ أَمِيرَ النَّصْحِ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ فَاسْتَكْثَرْتُ، فَقَالَ سَعْدٌ "لَعَلْتُ مَسْنَتَ دُكْرِكَ"، قَالَ "لَعَلْتُ نَعْمَ" فَقَالَ "قُمْ مَتَوَضَّأًا، فَفَعَلْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ"))

کہ میں حکام اللہ کے دینا تھا اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر جتنے تھے، ایک روز میں

نے کھایا تو سیدنا سعد نے کہا کہ شاید تم نے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے تو میں نے جواب دیا کہ ہاں تو سیدنا سعد نے کہا جاؤ اگر وہ صوبتا رہے، تو میں آیا اور وہ صوبتا کر آیا۔

(موطا امام مالک روایت بخاری، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من میں العوج شرمگاہ کو چھوے سے وضو لازم ہونے کا بیان، حدیث نمبر: 89۔ ترویج الحدیث: «موقوف صحیح»، وأخرجه السیہقی فی «سنۃ الکبیر» برقم 637، 413، وعبد الرزاق فی «مصنف» برقم 415، 414، وابن نین شیعہ فی «مصنف» برقم 1742، والطحاوی فی «شرح معانی الآثار» برقم: 463، 468، 469۔ شرکۃ الحروف نمبر: 82، مواد عبد الباقی نمبر: 2۔ کتاب الطہارۃ: ح: 59)

سیدنا سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری کس: (حدیث: سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ((حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجُبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ بَنِي الْحَطَّابِيِّ، حَدَّثَنِي بِقِيَّتِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَيْلِدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ، فَلْيَتَوَضَّأْ، وَأَيْمًا أَمْرًا مَسَّ فَرَحَهَا فَلْيَتَوَضَّأْ"))

جو بھی آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوے۔ گاؤں یا دوسرے مرد یا عورت اپنی شرمگاہ کو چھوے گی وہ بھی تھوڑا وضو کرے گی۔

(مسند احمد بن حنبل: 6، 487، مسند مکتب، حدیث نمبر: 7076، ابن شریک، حدیث القامری، شیخ احمد محمد شاہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

¹¹ مسند صحیح، علی مامی، ظاہر من عنعنہ بقیۃ، کما سیاتی، عبد الجبار بن محمد الحطابی

✓ شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کو "صحیح جامع" حدیث نمبر 2725 میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے۔

✓ شیخ شعبہ اراکون رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے (مسند امر 1: 648، رقم

7073، الناشر: مؤسسة الرسالة)

مضت ترجمہ (۲۵۱) والحدیث ذکرہ المحدثی فی مجمع الزوائد (۱: ۲۱۵) وقال: رواه أحمد، وفيه بقية بن الوليد، وقد عساه وهو حسن، ورواه البيهقي في سنن الكبرى (۱: ۱۳۲ - ۱۳۳)، من طريق محمد بن صالح البخاري الحنصلي، حدثنا قبة بن الوليد حدثني أبو يزيد حدثني عمرو بن شعيب، بهذا الإسناد، نحوه، ثم قال البيهقي: "رواه يحيى الحافظي [يعني ابن راهويه] عن أبيه عن الربيعي، ومحمد بن الوليد الزبيدي ثقة، وهكذا رواه عبد الله بن لموس عن عمرو وروى عن وجه آخر عن عمرو، ثم رواه من طريق عبد الرحمن بن ماري بن قتيبان عن أبيه عن عمرو بن شعيب، ذكره يونس ومعاذ، ورواه الحارمي في الاعتبار (ص ۱۱ - ۱۲)، من طريق إسحاق بن إبراهيم الحنظلي، هو أبي راهويه، حدثنا قبة بن الوليد حدثني الربيعي حدثني عمرو بن شعيب، بهذا الإسناد، نحوه، ثم قال الحافظ الحارمي: "هذا إسناد صحيح، لا بأس به، بإمام غير متابع، وقد خرج في مسند ومعجمي بن الوليد، ثقة في نفسه، وإذا روى عن المعروفين فمستحق، وقد أخرج مسلم بن الحجاج من بعده من أصحاب الصحاح حديثه، محتج به، والربيعي هو محمد بن الوليد، رضي دمشق، من ثقات شاميين، صحيح به في الصحاح كلها، وعمر بن شعيب ثقة باتفاق أئمة الحديث، وإذا روى عن غير أبيه لم يذهب أحد في الاحتجاج به، وأما روايته عن أبيه عن جماعة أكثر من علي أنها متصلة، ليس فيها إرسال ولا انفصاح، وقد روى عبد خفيق من التابعين، وذكر سمرقندي في كتاب العمل على محمد بن إسماعيل البخاري أنه قال: حديث عبد الله بن عمرو في هذا الباب، في باب من الذكر هو عدي صحيح، وقد روى هذا الحديث عن عمرو بن شعيب من غير وجه، فلا يظن ظناً أنه من مفاريد بقية فيحتسب أن يكون قد أخذه عن مجهول والغرض من تبين هذا الحديث رجحان من لم ينسج بخارج الحديث عن العدي في الحديث من غير تتبع ومحت عن مطالعة، وقد لحظ الإمام ابن القيم كلام الحارمي هذا في تهذيب السنن (۱: ۱۳۴) وأقره وانظر التلخيص الأخير (ص ۱۴) ومصب للزبدي (۱: ۵۸

۶۹)، (زيادة أبيه) في نسخة يهاتش (م)

شیخ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تصانیف و تالیفات

پہلی دلیل: (حدیث ۱۰۳۰۰) کہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حدثتني هيريرة مرفوعا: إذا أفضى أحدكم بینه إلى قریبه،

لینس دونها حجاب ولا ستر، فقد وجب علیه الرضوة))

۱۔ اسناد حسن، علیہ: وهو ابن ابی یزید، صرح بالحدیث کما سبقت، عبد الجبار بن حمد ذکرہ الحسینی فی "الإكمال" ص ۲۵۴، والحافظ فی "التعجیل" ۲۱۵، ۲۱۶، مثلاً عبد الجبار بن محمد بن عبد الحمید (فی "الإكمال" عبد الرحمن، وهو حدثنا) الحافظی العدوی، برزی عن ابن عبیدہ، وریفہ، وعبید اللہ بن عمرو الزمری، وعبد الحمید وعمرہ، مات سنہ ۳۳۸، ثم قال الحافظ ابن حجر وعبد الجبار هذا يعرف بالحفاظی، لا عبد الحمید جدہ هو عبد الرحمن بن یزید بن الحافظ، ذکرہ ابن حبان فی "المناقب" [۱۱۸، ۸] فی الطبقة الرابعة، وروی عنه أيضاً یحییٰ بن یعقوب، والعلاء بن سالم، ومسلم، ذکرہ ابن یحییٰ حاتم مثلاً، ثم جدہ عبد ابن ابی حاتم فی "مخرج وبتدیل" ولا ذکرہ البیہقی فی "السنن" بکبر وأخرجه ابن الجارود فی "المعجم" (۱۹)، والد رافعی ۱۱۷/۱، والبیہقی فی "السنن" ۱۳۲/۱ من طریق حمد بن الفرج، والحارمی فی "الاعتبار" ص ۱۲ من طریق إسحاق بن راہویہ، کلاهما عن مہدی، قال حدیثی الزبیدی بہذا الإسناد قال یحییٰ وحکمد، رواہ عبد اللہ بن المؤمن، عن عمرو (یعنی بن شعیب)، وروی من وجہ آخر عن عمرو وأخرجه البیہقی فی "السنن" ۱۳۲/۱ من طریق یزید بن سیدان، عن حمزہ بن ریف، عن یحییٰ بن راشد، عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن یزید، عن عمرو بن شعیب، قال البیہقی، ذکرہ بإسنادہ ومصابہ، ومن الحارمی عن النعمانی فی "المعجم" ۱ محمد بن سماعین البیہقی، قال حدیث عبد اللہ بن عمرو فی هذا الباب من المعجم ۱۴۵، وقال، رواہ أحمد، وفیہ نقیۃ من الوبید

جب بھی تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرم کاونک بکرجائے اور شرمگاہ اور ہاتھ سے بچ میں
کوئی پردہ حاصل نہ ہو تو اس پر وضو فرض ہو جاتا ہے۔

(مسند الاحادیث، مسجد النبیؐ، 3، 238، حدیث نمبر 1235، الناشر: مکتبہ المعارف، ریاض، آخر جہ
ابن حبان (210) واسبق له والندارقطبي (53) والبيهقي (1، 133) ابن ساد ابن
حبان جيد وله عبد البهقي شاهد آخر عن محمد بن عبد الرحمن بن نویمان
موسلا۔)

پانچویں دلیل: (حدیث ذیل کی تائید)

سیدنا زید بن خالد جلیل فرماتے ہیں کہ میں نے

((حَقَّقْنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
مُسْلِمٍ الرَّهْرِيُّ، عَنْ غُرُوثِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ
فَلْيَغُضِّهِ))

کہ میں نے یہ کریمؐ کی ایک روایت سنا کہ میں نے شرمگاہ کو ہاتھ لگا دیا اس پر دھوئے۔
(مسند احمد بن حنبل، 16، 62، حدیث نمبر 21585، الناشر: دار الحديث، القاهرة، شیخ احمد محمد شاہ
رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی سند کو صحیح کہہ رہے ہیں، اسناد صحیح، ابن اسحاق صرح بحدیثی والحدیث
مختلف فیہ ہیں المقہود۔۔۔ شیخ شعیب الارکلوٹ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے²)

² (اریختہ، مسند ام، 36، 19، حدیث نمبر 21689، الناشر: مؤسسة دار الحديث، اسلامہ، حسن من جیل محمد بن
اسحاق، وباقی رجالہ نقاب رجال الثمیین یعقوب، ہذا ابن ابراہیم من سعد الزہری وأخرجه
طحاوی في شرح معاني الآثار، 1، 73، والطبرانی في "مکبیر" (522)، وابن عدي في
"الکامل" 1، 125، من طريق يعقوب بن ابراهيم، بهذا الإسناد وأخرجه ابن أبي شيبة 1، 163،
والبرقي في "المسند" (376)، والطحاوي 1، 73، وبعبراني (522) من طريق عبد الأعلى

پائوس ویلیز: (حدیث) ام پیپر نمبر ۱

ام ایجو منین سید ام حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتی ہیں۔

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ مَسَّ قُرْجَهُ فَلْيَنْوُصْ!))

"مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو اپنی شرمگاہ چھپائے تو وہ صبر کرے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، کتاب الوضوء، من میں الذکر، شریک کو چھو سے وضو کرنے کا بیان حدیث نمبر 481 شیخ البانی بیسٹہ نے اس کو "صحیح وغیرہ" کہا ہے۔ تخریج الحدیث "تعدد بہ ابن ماجہ، (محکمۃ الاشراف، 15864، ومصباح الرجا، 197) (صحیح) سند میں کھول بیسٹہ، اس روایت میں، اور روایت غصہ سے کی ہے، لیکن سابقہ احادیث سے تقویت پر ہے۔ صحیح ہے۔ امام یحییٰ بیسٹہ، امام حاکم بیسٹہ، امام احمد بیسٹہ نے صحیح کہا ہے۔ امام ابن حجر بیسٹہ کہتے ہیں

بن عبد الاعلیٰ عن محمد بن اسحاق، وأخرجہ ابن عذیہ ۱۹۶، من طریق عبد اللہ بن جریج، عن محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، یہ وقرن برید بن خالد عائشۃ و قال، هو من حدیث ابن جریج عن الزہری غیر محفوظ، وہی، اب عن عبد اللہ بن عمرو بن انصاص، صفحہ برقم (۷۰۶) و انظر قسۃ شواہد حلالہ.

[illegible]

شیخ سعدی اس مکتب فکر کے بانی اور سربراہ تھے۔ (حال یہ کہ وہ لا یہ عصا الوضوء، من
انذکر، وقال خمرور یمنضی بہا و عصبہ خمرور اوجہ) (اس کا عصبہ یعنی کپڑا جو سر پر ہے
سے وضو کر کے اتار دے اور عصبہ سے وضو کر کے سر پر لگا دے) کے شاعر تھے۔
گرام نام نہاد شاعر تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 2/348، كتاب الطهارة، "باب [٢٠] من كان يورى في مس الذكر وضوءه"،
المشترع: دار كنوز، مشهد، إيران).

امام ابن، لیکن سیحی نے کہا: "لا اعدم به غلہ" اللحبص الحبیر ص 124 ج 1، تنبیہ صفحہ: 17، 192، فتح البانی سیحی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے: (اردو، اعلیٰ) (117)

ساتویں دلیل: (ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد)

پہلا اثر:

((حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبَةَ، عَنْ أُيُوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، صَلَّى يَوْمًا مِنَ الطَّعَمِ وَهَالَ، بِإِثْنَيْ كُنْثٍ مَسْنُونٍ ذَكَرِي فَتَبَيَّنْتُ))
 نافع سیحی کہتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ نے وقت نماز کے وقت فجر کی نماز ادا کی اور فرمایا میں نے (فجر کی نماز کے وقت) اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا اور بھوس کیا (شرمگاہ کو ہاتھ لگانے کے بعد میں نے بغیر وضو کے فجر کی نماز ادا کر لی اسی وجہ سے میں نے پھر سے فجر کی نماز ادا کی ہے)

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2، 350، حدیث نمبر: 1748، الناشر: دار کوز، اشبیلیہ، ریاض، شیخ سعد بن ناصر بن عبد الرحمن بن ابی حسیب اشعری لکھنے اس اثر کو "صحیح" کہا ہے، "صحيح، أخرجه عبد الرزاق (417) والطحاوي (72)")

آٹھویں دلیل: (دوسرا اثر)

((حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا مَسَّ فَرْجَهُ أَغَاذَ الْوُضُوءَ))
 نافع سیحی کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ جب شرمگاہ کو ہاتھ لگائے کے بعد یا وضو کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2، 351، حدیث نمبر: 1749، الناشر: دار کوز، اشبیلیہ، ریاض، شیخ سعد بن ناصر بن عبد الرحمن بن ابی حسیب اشعری لکھنے اس اثر کو "صحیح" کہا ہے)

نہیں مل (تسبیح)

((حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُثْمَانَ، مِنْ مَشْرِ دَكْرَةِ خَوْضَاءَ))
 عطاءؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جس نے
 شرمگاہ کو ہاتھ لگایا، وضو کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/351، حدیث نمبر 1752، النشر دار کتب، اشبیلیہ، ریاض، شیخ سعد بن
 ناصر بن محمد بن ابی حنیبلہ دمشقی رحمہ اللہ نے اس کو "صحیح" کہا ہے، "صحیح" أخرجه الطحاوي 1/76، والبيهقي/131")

ہوٹے ہاتھوں کی شرمگاہ کو چھو کر کونسا عذاب ہے؟

اس بات سے تمام لوگ بخوبی واقف ہیں کہ تم مہرے اور بیچوں کو اگر گھر کی عورتیں استنجہ کرتی ہیں
 یعنی کہ ان کی شرمگاہ کو گھڑک ان کا پیشاب پھانے دھوتی ہیں اور صفائی کرتی ہیں، نہایت ہی اور ان
 کو کپڑے پہناتی ہیں ان تمام کاموں کے درمیان شرمگاہ کو ہاتھ لگنا ممکن ہے کہ اس مسئلے میں علماء
 کرام کا اختلاف ہے کہ اگر چھونے والوں کی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو وضو نواق ہے یا نہیں اس میں
 علماء کرام کے دو اقوال ہیں: ایک وضو نواق ہے، دوسرے وضو نہیں لڑتی۔

ہام ابن قتادہ المقدسیؒ کا قول:

((وَلَا فَرْقَ بَيْنَ دَكْرِ الضَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَالشَّامِعِيُّ وَأَبُو ثَوْبٍ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَذْوَاعِي لَا وَضُوءَ عَلَى مَنْ مَسَّ دَكْرَ الضَّعِيفِ
 لِأَنَّهُ يَخْرُجُ مَسَّهُ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ))

1) چھوٹوں اور بڑوں کی شرمگاہ میں کوئی فرق نہیں، عطاءؓ، شامعیؓ، ابو ثورؓ، اذواعیؓ
 سے یہی منقول ہے (کہ چھونے والوں یا بڑے کسی کی بھی شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو وضو

نوٹ پاتا ہے۔

(2) زہری رحمۃ اللہ علیہ اور اورامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کی شرمگاہ کو چھوٹے سے وضو
نہیں ٹوفا بخود (مردوں کے تحت) چھوٹے بچوں کی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا ناجائز ہے

((وَمَنْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّ قَبْلَ رُيْبَةِ
الْحَسِيِّ، وَرُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَسَّ رُيْبَةَ
الْحَسِيِّ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

(اسی لایں القدرۃ المقدسی، الناشر: 133، 133 کتاب الطہرۃ، مسالہ من الرجل ذکر
بفسہ خاصۃ عمدۃ رقم: 253، مکتبۃ القادریہ)

نوٹ: ((مَسَّ رُيْبَةَ الْحَسِيِّ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)) کے الفاظ ضعیف ہیں جیسا کہ امام سیاقی رحمۃ اللہ علیہ نے
سلسلہ کبریٰ میں ذکر کیا ہے امام سیاقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں،
((فَهَذَا إِسْنَادُهُ غَيْرُ قَوِيٍّ، وَلَيْسَ فِيهِ أَثَرٌ مِنْهُ يَتَّبِعُهُ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ
يَتَوَضَّأْ))

(سلسلہ کبریٰ سببی: 1، 215، کتاب الطہارۃ، "باب زك الوضوء من مس الطريق بطهر
كف"، الناشر: دار الكتب العلمية)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے (الذیعیں المیر لابن حجر عسقلانی،
352، کتاب الطہرۃ، باب الاحداث، الناشر: دار الكتب العلمية)

[بعد ازاں کان بعدھا الشیخ بسرلہ کل حمیس بدأت فی أواخر شوال 1412ھ
و بہت فی خمیس ۱۴ صفر، عام 1421ھ] مصدر الکتاب، دروس صوتیہ قام
بتعریفھا موقع الشبکہ الإسلامیة)

شیخ صالح بن عبد اللہ بن عبد الوہاب

((سؤال ما حکم من عورة العمل، هل ينقض الوضوء أم لا؟))
سوال: بچے کی شرمگاہ کو چومے کا یا قلم سے یا اس سے وضو نہ پاتا ہے یا نہیں؟
((الجواب من العرج قبلًا کل أو دبرًا، ينقض الوضوء من الكبير
ومن صغير، فلا فرق بين الكبير والصغير في هذا))
جواب: خواہ شرمگاہ کو سامنے سے چومیں یا پیچھے سے چومیں بچے کی چومیں یا بڑے
عمر کی دونوں حالتوں میں وضو نہ پاتا ہے کوئی چومے یا بچے کی شرمگاہ
میں کوئی فرق نہیں۔

(مجموع الفتاویٰ شیخ صالح بن عبد الوہاب: 1/222، کتاب الطہارۃ، "من عورة العمل ينقض
الوضوء")

(المنهاج الدائنة) لا تقویٰ.

س ۵۔ ھل لمس عورة صغيري أثناء تعبير ملائمة ينقض وضوئي؟
جہ الحمد للہ وحدہ والصلاة والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ
وبعد من العورة بدون حائل ينقض الوضوء سواء كان للممسوس
صغيرا أو كبيراً لما ثبت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال "من
مس فرجه فليتوضأ" .

السؤال الخامس من العتوى رقم ١٠٤٤٧

سوال پچیس کو کچھ سے پہلے آتے وقت اگر ان شر مکہ کو ہاتھ لگ جائے تو یہ وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: اگر کوئی شر مکہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ شر مکہ چھونوں کی ہو یا اس کی آئینہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے شر مکہ کو چھو لو وہ وضو کرے۔"

(الفتاویٰ البحرۃ المدائنیہ [المجموعۃ الاولیٰ]: 286، 5، "باب لواقض الوضوء لمس عورة الصغیر"، مؤلف الدعیمۃ الدائمیۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء جمع وترتیب: احمد بن عبد الرزاق الدوش - الناشر: راسۃ إدارة البحوث العلمیۃ والافتاء - الادارة العامة لطبع (اریاس)

سوال خامس

شر مکہ کو چھو کر کچھ سے وضو نہیں ٹوٹتا

ع۔ س۔ م۔ ضی۔ سید باقر

((قال) (وكذلك) إن من ذكره بعد الوضوء فلا وضوء عليه، وهذا عندنا، وقال الشافعي - رحمه الله تعالى - إذا لمس بياعه كفيه من غير حائل فعليه الوضوء))

شر مکہ کو چھوے سے وضو ہے یا نہیں اس مسئلے میں ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ہم شافعی مکتبہ کیجئے کہ ہاتھ اور شر مکہ کے درمیان اگر کوئی کچھ حائل نہ ہو تو شر مکہ کو چھونے والے پر وضو ہے۔

((ولنا) حديث «قئش بن ظنبي عن أميه ظنبي بن عبي أنهُ سأل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عمن من ذكره هل عليه أن يتوضأ فقال لا هل هو إلا بضعة منك، أو قال جذوة منك وعن جماعة

مِنْ الصَّخَابَةِ مَتَّعَهُمْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَآبِيُّ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ
وَمِثْلَ قَوْلِنَا

حدیث سیدنا طلح بن علی رضی اللہ عنہ کی بیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت میں سے سیدنا عمر
رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی کے مثل ہے (یعنی کہ
شر مگاہ کو چھوٹے سے وضو نہیں)

(المبسوط للرفعی: 1/66، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، مجلس الناشر مطبعہ السعادی، مصر)

اسم ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول:

((وَالرَّوَايَةُ إِنَّمَا يَبْدَأُ بِهَا لَا وَصْفٌ فِيهِ رُويَ ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَارٍ وَآبِي
مَسْعُودٍ وَخُذِيفَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي الدَّرَقَاءِ، وَفِيهِ قَالَ رِبْعَةُ
وَالْقَوِيُّ وَآبِيُّ الْقُنْدَرِ، وَأَصْحَابُ الرَّايِ لَنَا رَوَى فِيمَنْ بَنَى عَلِيٍّ، عَنْ
أَبِيهِ))

اس مسئلے میں "دوسری حدیث میں یہ ہے کہ شر مگاہ کو چھوٹے سے وضو نہیں سیدنا علی رضی اللہ
عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا خذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عمار بن
حصین رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ریبعہ، سیدنا ابوشوری، سیدنا ابن
الکندر، سیدنا اور اصحاب الراي اسی بات کے قائل ہیں اور اس کی دلیل سیدنا طلح بن
علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(المغنی لابن قدامہ المقدسی: 1/132، باب ما ينقص الطهارة حسنة من العرج،

الناشر، مكتبة القاهرة O)

شریک کا ہونے سے وضو نہیں ہوگا

مکی دلیل: (حدیث طلق بن علی)

یہنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدْرِيٌّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا تَرَى فِي مَنِّ الرَّحْلِ ذِكْرُهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْعَةٌ مِثْلُ أَزْ قَالَ: بَضْعَةٌ مِثْلُ، قَالَ: أَتُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَشُعْبَةُ، وَابْنُ عَصِيمٍ، وَحَرِيرُ الرَّادِّي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَابِرٍ، عَنْ غُبَيْسِ بْنِ طَلْقٍ))

"کہ ہم ہی اکرم ﷺ کے پاس آئے، اسے میں ایک شخص آیا وہ یہاں تک رہا کہ اس نے کہا: اللہ کے ہی ﷺ! وضو کر لینے کے بعد توی کے پے عضو تاسل چوے کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو اس کا پید نہ تو ہے یا کہہ "نکلا ہے۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرخصة فی ذلك - عضو تاسل چوے سے وضو کرنے کی رخصت کا بیان حدیث نمبر: 182، فتح الباری بیروتی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج الحدیث: «سنن الترمذی الطہارۃ: 62 (85)، سنن النسائی الطہارۃ: 119 (165)، سنن ابن ماجہ صہارۃ: 64 (483)، (معجم الأشراف: 5023)، وقد أخرجه مسند أحمد (4/22، 23) (صحیح)»)

امام القلیب حمزوی رحمہ اللہ کا قول:

امام محمد بن عبد اللہ القلیب حمزوی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((وعن طلق بن علي قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن مني الرحلي ذكره بعد ما يتوضأ قال: «وهل هو إلا مضعة مثله» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَانِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ.

قال الشيخ الإمام تحيي السنة رحمه الله: هذا منسوخ لأن أب هريرة
أسلم بعد قدوم خلق))

یہ حدیث منسوخ ہے، کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ بن علی رضی اللہ عنہ کی آمد کے بعد
مسلمان ہوئے۔

(مشکاۃ لصاحب مشیر یزی: 1/ 104 "باب ما یوجب الوضوء الفصل الثانی" حدیث نمبر: 920، الناشر
الکتب الاسلامی، بیروت۔ شیخ ابوالحسن حسینی نے اس کو صحیح کہا ہے)

اہم لحاظ رکھنا چاہیے۔

((حدثنا صالح، قال: ما سعيده، قال: ما خشيم، قال: أما يوسف، عن
الحسن، أنه كان لا يرى في ميسن الذكر وضوءاً، فبهذا تأخذ، وهو
قول أبي حنيفة وأبي يوسف، ولحميد بن الحسن، رجعهم الله
تعالى))

یونسؑ نے حسن سے نقل کیا کہ وہ شمسؑ کو چومنے پر وضو کو ضروری نہیں سمجھتے تھے لہذا
ہم ی کے کہنا کہ جب اور یہ نام ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ اور حمید بن حسنؒ شیبانی
رحمہم اللہ کا قول ہے۔

(شرح معانی الآثار للماجد: 1/ 79-71، کتاب الطہارۃ، "باب من مسح العرج هل يجب فيه
الوضوء أم لا؟" الناشر: عالم الکتاب)

ما علی القاری رحمہ اللہ کا قول۔

اس حدیث کے بارے میں ما علی القاری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((وعن طلحي بن علي) - يَكْفَى أَمَّا عَلِيّ الْحَنَفِيُّ الْيَمَانِيُّ، وَيَقَالُ لَهُ
أَيْضًا ظَلُّنِيُّ بْنُ ثَمَامَةَ، رَوَى عَنْهُ إِسْحَاقُ قَنِيسٍ (قال: «سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَنِ الرَّحْلُ ذِكْرُهُ بَعْنُهُ يَتَوَضَّأُ قَالَ -
(وَهَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ) بِمَشْرِجِ النَّاءِ، أَيِ قِطْعَةٍ لَحْمٍ (وَمِنْهُ) . أَيِ مِنَ
الرَّحْلِ وَهِيَ تُشْحَقُ مِنْهُ أَيِ قَهْوٍ كَثِيرٍ بَقِيَتْ أَغْصَانُهُ فَلَا تَقْطَعُ
بِهِ نَقْلَ الظَّهَارِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا أَبَانِي أَنْعِي مِسْنَتُ أَوْ أَدْنِي أَوْ
ذَكْرِي وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَا أَبَالِي ذَكْرِي مِسْنَتُ فِي
الصَّلَاةِ أَوْ أَدْنِي أَوْ أَنْعِي وَعَنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَهْدُهُ وَعَنْ سَعِيدٍ
لَنَا سُئِلَ عَنْ مَنِ الذَّكْرُ؟ فَقَالَ إِنْ كَانَ شَيْءٌ مِنْهُ نَجَسٌ فَاقْطَعْهُ
وَلَا تَأْسُ بِهِ وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْفُرُهُ مَنِ الْفَرْجُ لِإِنْ فَعَلَ لَمْ يَزِدْ
عَلَيْهِ وَضُوءًا (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالتَّسَنُّيُّ) أَيِ بِهَذَا الِتْلَافِ
(وَرَوَى ابْنُ مَاحَةَ غُفُوه) . أَيِ بِالتَّعْنِي . قَالَ ابْنُ الْمُنَافِ . الْحَقُّ أَنْ تُلَا
بِإِنْ حَدِيثِ الْإِخْصَالِ أَقْوَى لِأَنَّهُمْ أَخَعَطُوا لِلْعِلْمِ وَأَضْطَبُوا، وَبِذَا جَعَلَ
شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ أَهْ وَأَخَالَ الظَّهَارِيُّ فِي تَضْعِيفِ
حَدِيثِ بُسْرَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

یہ طلق بن علی جیسا تھا اور ان کی کنیت ابو علی سے اور یہ یہاں تک اور یہ قبیلہ بنو حنیفہ سے
ہیں ان کو طلق بن ثمرہ بھی کہا جاتا ہے ان کے بیٹے کا نام قمیس ہے جو ان سے روایت کرتے
ہیں، "الاكمال" میں ان کی نسبت "یمانی" سے کی گئی ہے۔

ایک نسخہ میں ((وَمِنْهُ) : آئنی . مَنِ الرَّحْلُ) اور دوسرے نسخہ میں (مَنْسَل) ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ شرمگاہ کو چھونا جسم کے دیگر اعضاء کو چھونے کے برابر ہے لہذا شرمگاہ کو
چھونے سے وضو کس وقت قائم ملوای کیسے نے اس روایت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل
کیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کی کوئی بات وہ نہیں ہے کہ میں نے اپنی
بک کو یا کان یا عضو سے تامل کو ہاتھ لگا ہوں . سیدنا محمد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی

روایت ہے کہ مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میں نے نماز میں اپنے عضوے
تھامس کو چھو یا نہ کہ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے یہنا سیدنا علیؑ
روایت کرتے ہیں کہ جب ان سے شہداء کو چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو یہوں نے
فرمایا اگر یہ شخص ہے تو ہم اس کو کات ڈالیں اور اعضاء خاص کو چھونے میں کوئی قیادت نہیں
ہے یہنا حسن علیؑ سے روایت ہے کہ وہ عضوے خاص کو چھونے کو پسند نہیں کرتے تھے
البتہ یہ کہتے تھے کہ اگر کوئی چھوے تو اس پر وضو نہیں۔ لیکن امام حسینؑ کہتے ہیں کہ
دوست بات یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں حسن و حسنہ سے کم کی نہیں ہیں لیکن اس مسئلے میں
سیدنا طلق بن علیؑ کی حدیث مانع قرار دی جائے گی یہ نکتہ اس کے قیام و ادائی تھے ہیں
یہ وہ علم کو زیادہ یاد رکھنے والوں سے اس میں وجہ ہے کہ دوسرا قول کی گواہی کو یک
ذری کی گواہی کے برابر رکھا گیا ہے امام طحاویؒ نے سیدنا ہریرہؒ سے روایت منقول فرمائی اور
ابوہریرہؒ کی حدیث کو ضعیف کیا ہے اور اس حدیث پر کافی طویل کام کیا ہے۔

امام الخطیب حمیریؒ کی حدیث کا قول:

امام علیؑ (محمد بن محمد، الخطیب حمیریؒ کی حدیث) سیدنا طلق بن علیؑ کی روایت کے بارے میں
کہتے ہیں:

((قَالَ الشَّيْخُ "وَمِنْ تَلَفِظِهِ بِالْوَاوِ (فَخَفِيَ الْمُنْتَهَ رَحِمَهُ اللَّهُ هَذَا) أَنِّي
مَا زِلْتُ أَطْلُقُ (مَنْشُوعٌ لِأَنِّي أَبَاهُ رُبْرَةً أَنْسَلِمَ بَعْدَ قُدُومِ ظُلْمِي) أَنِّي مِنْ
الْيَسْرِ قَالَ الظَّاهِرِيُّ وَذَلِكَ أَنَّ طَلْقًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَنَبَّأُ مِنْجِدَ الْمَدِينَةِ وَذَلِكَ فِي السَّنَةِ الْأُولَى مِنْ
الْهَاجَرَةِ، وَأَنْسَلِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَامَ حَيْزَرٍ فِي السَّنَةِ الثَّابِتَةِ))

کہ طلق بن علیؑ کی حدیث مسنون ہے کیونکہ سیدنا ابوہریرہؒ سیدنا طلق بن علیؑ کی حدیث کے بعد
مسلمان ہوئے۔

عام میں نبیؐ کا قول:

((قال النبي ﷺ وذلك أن ظلفاً قدم على النبي ﷺ صلى الله عليه وسلم وهو ينبي منجد المدية، وذلك في السنة الأولى من الهجرة، وأنتم أبو هريرة عام حبر في السنة التاسعة))

(کہ طلق کی حدیث مسنون ہے) یہاں طلق بن علی رضی اللہ عنہما اس وقت تک کریم ﷺ کی پاس آئے تھے جس وقت آپ ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر فرماتے تھے اور مسجد نبوی کی تعمیر ہجرت کے پچھ سال کی گئی تھی اور یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہما 6 ہجری کو خیرہ و بے سال عباس لائے تھے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ، ص ۱۶۸، الما علی، ج ۱، ۱/۳۶۶، کتاب الطہارۃ، باب ما یوجب الوضوء، حدیث نمبر: 320، الناشر: دار الفکر، بیروت، لبنان)

امام محمد بن اسماعیل میر صفائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((عالم ابن حزم لا دلیل علی ما قالوا لا من کتاب، ولا سنۃ، ولا إجماع، ولا قول صاحب ولا فیہا، ولا رأي صحيح، وأثبت أحادیث بُسْرَة - أحادیث أخر عن سبعة عشر صحابئ مُخرجة في كُتُب الحديث، ومنهم طلق بن علي - روي حديث عدم النقص، وتأول من ذكر حديثه في عدم النقص بأنه كان في أول الأمر، فإنه قدم في أول الهجرة قبل عمار - صلى الله عليه وسلم - منجده، فحديثه منسوخ بحديث بُسْرَة، فإنه متأخر الإسلام، وأحسن من القول بالنسخ القول بالترجيح، فإن حديث بُسْرَة "أرخص، لكثرة من ضححه من الأئمة، وكثرة شواهد، ولأن بُسْرَة" حدث في دار

النَّهْجِ جَرَسٍ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ مُنْتَوِفُونَ، وَلَمْ يَذْفَعُوا أَحَدًا، بَلْ عَلِمُوا أَنَّ
يَقْصُمُ ضَارَ الْيَمِّ، وَضَارَ الْيَمِّ غُرُوثٌ" عَنْ رَوَابِئِهَا، فَإِنَّهُ رَجَعَ إِلَى مُوَيْقَعِهَا
وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ يَذْفَعُهَا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ بِهَ عَنِهَا وَلَمْ يَزَلْ يَتَوَضَّأُ
بِجَنِّ مَيْسِ الذَّكْرِ إِلَى أَنْ مَاتَ))

امام ابن کرام کہتے ہیں: (جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شرمگاہ کو چھوے پر وضو نہیں) اس
کے پاس اس قول کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے نہ یہ قرآن میں اور نہ سنت میں اور نہ
ایمان ہے اور نہ ہی کسی صحابی کا یہ قول ہے اور نہ ہی قیاس ہے اور نہ کوئی صحیح راستہ ہے
سیدہ بنت جحشؓ صحابیہ حدیث کی تابعہ و تلمیذہ (۱۶۷) صحابہ کرامؓ میں سے تھیں
جو نبی سے جو کتب احادیث میں سوجھ بوجھ اس میں سیدہ تطلق بن علیؓ بھی شامل ہیں
سیدہ تطلق بن علیؓ کی حدیث اولین (ہجرت کے پندرہ سال کے) دور کی ہے کہ جس
دور میں سیدہ یسویٰؓ کی تعمیر ہو رہی تھی چنانچہ حدیث برہہ کے درجے سے سیدہ تطلق بن علیؓ
کی حدیث کی حدیث کو مستثنیٰ قرار دیا گیا حدیث تطلق پہلے دور کی ہے اور حدیث برہہ اخیر میں
(خاتمہ کے) دور کی (اسے بعد احادیث برہہ کو مانع کہنے کے بجائے مانع کہنا زیادہ صحیح ہے اس
کی وجہ یہ ہے کہ حدیث برہہ کو تمام علما نے کرامؓ نے صحیح کہا ہے اور شواہد کی بنیاد پر یہ
حدیث زیادہ مانع قرار پاتی ہے اور سیدہ بنت جحشؓ صحابیہ بنت جحشؓ سے حدیث مہاجرین اور
انصار کرامؓ کے سامنے بیان فرمائی اور انصار صحابہ کرامؓ کا مہاجر صحابہ کرامؓ میں سے
کسی نے بھی اس حدیث کی مخالفت نہیں کی البتہ مردہ بن ربیعؓ نے پہلے پہل اس
حدیث کی مخالفت کی لیکن بعد ازاں وہ اس حدیث کے قائل ہو گئے اور سیدہ بنت جحشؓ ابن
عمرؓ جعفرؓ اس حدیث کو سیدہ بنت جحشؓ صحابیہ بنت جحشؓ کے واسطے سے بیان کرتے تھے اور وہ
اپنی زندگی میں موت سے پہلے تک شرمگاہ کو چھوے پر وضو کے قائل رہے۔

(سبل سلام شرح توضیح المزمع لمصنفی: ۱، ۹۷، "باب الوضوء من الذکر وحکمہ"

ابن شرمہ، الحدیث، القامۃ، مصر)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ پہلی ہجری کا ہے جس وقت مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی مسجد نبوی کی تعمیر کی خدمت میں سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا دوسری ہجری کی تھی وہ مسجد نبوی کے لئے کار تیار کیا کرتے تھے بعد سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت پہلی ہجری کی ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے سال اسلام لائے تھے اور غزوہ خیبر سات (7) ہجری کا واقعہ ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ شرمگاہ کو چھوٹے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول یا قہلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ آٹھ (8) ہجری کا ہے، اس پر مبنی ہلائے کہ اسے تین سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سنا ہے۔

دوسری دلیل: (حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

((حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ الْخُفَّصِيُّ ، حَدَّثَنَا حَزْرَاءُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الرَّبِيعِ ، عَنْ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، قَالَ " سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَنِ الذَّكَرُ ؟ فَقَالَ : إِنَّمَا هُوَ جَذْبَةُ مَنك))

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرمگاہ چھوٹے کے بارے میں پوچھا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: وہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے۔"

(سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ، باب: الرخصة فی ذلک - شرمگاہ چھوٹے پر وضو نہ کرنے کی رخصت گایاں، حدیث نمبر 484، فتح الباری بیروت نے اس حدیث کو "ضعیف ہذا" کہا ہے۔ تحریج الحدیث «معروف بہ ابن ماجہ»، (تحفة الأشراف: 4912، ومصباح الرجاء: 199) (ضعیف ہذا) "اس کی سند میں جعفر بن زید متروک راوی ہے، شعبہ بیروت نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ کذب الثنا ہے")

قول ثالث

امام ابن حبیہ رحمہ اللہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ سمرہ بنت صموئیل رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس طرح تطہیق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کوئی شہوت کے ساتھ چھوئے گا اس پر وضو ہے اور جو کوئی بغیر شہوت کے چھوئے چاہے بالچ شخص کی شرمگاہ ہو یا چھوئے بچہ کی شرمگاہ ہو اس پر وضو نہیں یعنی کہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بغیر شہوت کے شرمگاہ کو چھونے پر وضو نہیں اس پر درست کرتی ہے اور سیدہ سمرہ بنت صموئیل رضی اللہ عنہا کی حدیث شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو چھوئے پر وضو لازم ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے ہم اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو لازم ہے اور اگر کسی نے بغیر شہوت کے (یا ضرورت کے تحت) شرمگاہ کو ہاتھ لگایا تو وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو اس پر وضو لازم ہے اور اگر کسی نے بغیر شہوت کے یا ضرورت کے مطابق ہاتھ لگایا ہے تو اس پر وضو لازم نہیں جیسا کہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "ہذا شہوة قہارہ" جس کا ہی حصہ ہے "لہذا اگر کوئی اپنی شرمگاہ کو اس طرح سے ہاتھ لگائے جیسا کہ جسم کے دوسرے حصوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو یہ بات اسی طرح ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی شرمگاہ کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں کو شہوت کے ساتھ ہاتھ نہیں لگاتا بغیر اگر کوئی بھی شرمگاہ کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگاتا ہے جیسا کہ جسم کے دیگر حصوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس پر وضو ضروری نہیں ہے اس طرح سے دونوں احادیث کو تطہیق ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ کا قول:

((قوله تحت رقم ۱ - ويرى الأحقاف أن مس الذكر لا ينعض الوضوء بحديث صلوا أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن رجل يمس ذكره هل عليه الوضوء؟ فقال "لا إنما هو بضعه مث" رواه الخمسة وصححه ابن حبان))

(سید سابق) نمبر ۶ کے تحت لکھتے ہیں: "احناف کی یہ رائے ہے کہ شر مکہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی دلیل حدیث طلق بن علی (رضی اللہ عنہ) ہے اس حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے ہتی شر مکہ کو چھو یا ہے تو کیا اس پر وضو واجب ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں یونکہ وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کو عام اہل جنات نے صحیح کہا ہے۔

((قلت: قوله صلى الله عليه وسلم: إنما هو بوضعة منك فيه إشارة بطلان ما ذهب إليه من أن لمس الندي لا يوجب الوضوء إنما هو الذي لا يقترون معه شهوة لأنه في هذه الحالة يمكن تشبهه من بعضه بمن عضو آخر من الجسم بخلاف ما إذا لمس شهوة وحيداً لا يشبهه منه من عضو الآخر لأنه لا يقترون عادة شهوة وهذا أمر بين كما نرى وعليه الحديث ليس دليلاً للحتمية الذين يقولون بأن لمس مصنف لا يفتق وضوء بل هو دليل لمن يقول بأن لمس بغير شهوة لا يفتق وضوء وأما لمس الشهوة فيفتق دليل حديث برة وهذا يجمع بين الحديثين وهو اختيار شيخ الإسلام ابن تيمية في بعض كتبه على ما أذكر. والله أعلم))

میں (شیخ مہمانی) کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ "وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے" آپ ﷺ کے اس قول میں ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ شر مکہ کو چھونے سے وضو نہیں یہ حکم اس وقت کے لئے ہے جب کہ شر مکہ کو شہوت کے ساتھ نہ چھو یا گیا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں یہ بات ممکن ہے کہ جسم کے ایک حصے سے دوسرے عضو کو چھونے سے تشبیہ دینی جانتی ہے یونکہ اس طرح کا چھونا عام حالات میں شہوت کے ساتھ نہیں ہوتا تاہم یہ بات بالکل واضح ہے اس لیے کہ احناف کے لئے یہ حدیث دہانت نہیں کرتی یعنی کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ شر مکہ کو چھونے سے مطلقاً وضو ضروری

نہیں ہوتا بلکہ یہ حدیث ان لوگوں پر دلالت کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بغیر شہوت کے شرمگاہ کو چھونا ناقص و موصوف نہیں ہے البتہ اگر کوئی شہوت کے ساتھ جہنی شرمگاہ کو چھو رہا ہے تو سیدہ بسرہ بنت منہان کی حدیث کی رو سے وہ موصوفت چاہتا ہے لہذا اسی لہذا وہ ان دونوں حدیث (سیدہ طلحہ بنت علی کی حدیث اور سیدہ بسرہ بنت منہان کی حدیث) کے درمیان جمع و تحقیق کی حاجتی ہے، لہذا لیکن جیسے جیسے اسے اس کا شبہ ہو گا وہ اسے چھو گا جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس بات کا ذکر اپنی بعض کتب میں کیا جیسا کہ مجھے یاد ہے۔ واللہ اعلم (تمام المسائل تحقیق علی فقہ السنۃ لابن ابی، صفحہ: 103-102، متن و اقص الموصوف، الناشر دار الفکر)

ملاحظہ

ملاحظہ یہ ہے کہ دورانِ فصل شرمگاہ و موضعِ جہنم ہاتھ لگ جانے بغیر شہوت کے تو کس صورت میں بھی موصوف کرے تو اسے تا۔ شبہ کی کیفیت۔ سے نہیں سمجھتا، اگر شرمگاہ و شہوت کے بغیر ہاتھ لگا بغیر کڑ کے، اور مار کے بعد یا آئے، یا کسی میں مائیں اور کڑی لگی ہوں تو یہ ماردوں کو ہرے کی صورت میں کیونکہ بعض محققین (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے اسے کھانے کی طرح شہوت کے شرمگاہ کو چھوئے، وہ عام موصوف کی طرح ایک موصوف ہے اور موصوف میں شہوت و لذت علم



(۶) عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

(حدیث ۲۰۰۰ بروایت سنن)

سیدنا یحییٰ بن زکریاؑ عیسیٰ بن مریمؑ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا حُلِسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَّزَهَا فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ))

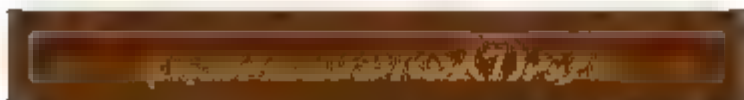
”کہ جب مرد، عورت کے چہرہ انوکھی چیز کیا اور اس کے ساتھ عورت کے بچے کو غسل کی تو غسل واجب ہو گیا۔“

(صحیح بخاری، کتاب المسلمات، إذا التقى الجنان)۔ اس بارے میں کہ جب دو عورتیں ایک دوسرے سے مل جائیں تو غسل جنابت واجب ہے، حدیث نمبر 291۔ صحیح مسلم: 348 [783]۔ اس ۱۲ اور 216۔ سنن الترمذی: 191۔ سنن ابن ماجہ: 610)

حدیث کبر (ایمان) جنابت نہیں دھو کر (غسل فرض ہو جاتا ہے) ہر ایسی چیز جس کا غسل فرض کر دینا تھا، جس کا ان چیزوں سے وضو نہ ہو جاتا ہے۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 6)





اوتھ کا گوشت کھانے سے وضو صواب چلتا ہے:

طہائے کرام کے اس مسئلے میں دو موقف ہیں:

(۱) پہلا موقف: بعض طہائے کرام کا یہ موقف ہے کہ اوتھ کا گوشت کھانے سے وضو نوت

چلتا ہے۔

(۲) دوسرا موقف: بعض طہائے کرام کا یہ موقف ہے کہ جو چیز آٹھ پر پاک جائے اس کے

کھانے پر وضو نہیں۔

پہلا موقف

بخاری، مسلم (حدیث ۲۰۰۰۰)

سیدنا ہارون بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَوْضَأُ مِنْ لَحْمِ

النَّعَمِ؟ قَالَ: بَلَى شَيْئٌ مَوْضَأٌ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَ تَوْضَأُ، قَالَ: أَتَوْضَأُ مِنْ

لَحْمِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَتَوْضَأُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ، قَالَ: أَصْلِي فِي مِزْبَعٍ

النَّعَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَصْلِي فِي مِبْرَازِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَا))

"کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: بھائی میں میری کھانے سے وضو کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو وضو کرو اور چاہو تو نہ کرو، اس نے کہا: اوتھ سے گوشت سے

وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اوتھ کے گوشت سے وضو کرو، اس نے کہا: کیا

میرے ہاتھ میں لٹاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: اونٹوں کے

(ہاتھ) میں لٹاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب تہات الوضوء، من لَحْمِ الْإِبِلِ - اوتھ کا گوشت کھانے کے بعد وضو

کرنے کا حکم، حدیث نمبر: 360 [802]۔ دُخْنُ لَحْمِ نَابِ: 495)

سے مروی ہے کہ ان لوگوں کی رائے ہے کہ گوشت کے توشت سے وضو نہیں ہے اور یہی سلمان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

(جامع الترمذی کتاب الطہرۃ، ما جاء فی الوضوء من لحوم الإبل، اونٹ کا گوشت کتاب سے وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر 81، شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کو صحیح کہے۔ عروج الحدیث، سنن ابی داود الطہرۃ 72 (184)، سنن ابی ماجہ الطہرۃ 67 (494)، (تحفۃ لأشرف، 1783)، مسند احمد (4/288) (صحیح)۔)

نام ثوری رحمہ اللہ کا قول:

((ما خفف النعماء می أكل لحوم الجورود وذهب الاكثرون إلى أنه لا يقص الوضوء ممن ذهب إليه الخلفاء الأربعة الراشدون أبو بكر وعمر وعثمان وعلي بن مسعود وأبي بن كعب وابن عباس وأبو الذرّاء وأبو طلحة وعامر بن ربيعة وأبو أمامة وحنظلة بن أبي عامر ومالك وأبو حبيبة والشافعي وأصحابهم وذهب إلى انتفاء الوضوء به أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه ومختار بن يحيى وأبو بصير بن السدير وابن خزيمة وإسحاق بن عمار وأبو بصير الشافعي وخفي عن أصحاب الحديث مطلقاً وخفي عن جماعة من الصحابة رضي الله عنهم الأجمعين واختلف هؤلاء في حديث الباب وقوله صلى الله عليه وسلم نعم فتوضأ من لحوم الإبل))

اونٹ کا گوشت کتاب کے بعد وضو نہ جانے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اور اکثر علمائے کرام کا یہ قول ہے کہ اونٹ کا گوشت کتاب سے وضو نہیں ٹوٹا چنانچہ خلق رائد بن ابی بکر رحمہ اللہ، عمر بن الخطاب رحمہ اللہ، عثمان بن عفان رحمہ اللہ اور علی بن ابی طالب رحمہ اللہ نیز عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ، ابی بن کعب رحمہ اللہ، عبداللہ ابن عباس رحمہ اللہ، ابو ذرّاء رحمہ اللہ ابو طلحہ رحمہ اللہ عامر بن

رہے، چنانچہ اور ابو ہامہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں کہ لونت کا گوشت کھانے سے وضو نہیں
توڑتا اور کئی صحابین کا بھی یہی کہنا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی
رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی موقف ہے اور جو علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ لونت کا
گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے ان میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام
ابن ماجہ رحمہ اللہ، ابو بکر بن المنذر رحمہ اللہ اور ابن جریر رحمہ اللہ شامل ہیں امام بیہقی رحمہ اللہ اور
علامہ اہل حدیث نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے اور صحابہ کرام کی ایک حدیث سے بھی
یہی نقل کیا گیا ہے اور ان علمائے کرام نے بطور استدلال صحیح مسلم کی حدیث کو اس باب
پر پیش کیا ہے۔

(امساج شرح صحیح مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب النیاس، باب الوضوء من حیض)
لاسن، الناشر دار حیات التراث العربی، بیروت

امام سید محمد رحمہ اللہ

((وَأَتَانَا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَتَوَضَّئُونَ مِنْ طُحُومِ الْإِبْلِ، فَقَدْ غَلِظَ
عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا تَوَقَّعْتُ ذَلِكَ لِمَا نَقُلُ عَنْهُمْ "أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَتَوَضَّئُونَ
مِنْ طُحُومِ النَّارِ"، وَإِنَّمَا الْفَرَادُ أَنْ أَكْمَلَ مَا مَسَّ النَّارَ لَيْسَ هُوَ سَبَبٌ
عِنْدَهُمْ لِيُحِبُّوا الْوُضُوءَ، وَالَّذِي أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ الْوُضُوءِ مِنْ طُحُومِ الْإِبْلِ لَيْسَ سَبَبًا مَسَّ النَّارَ، كَمَا يُقَالُ: كَانَ فُلَانٌ
لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ مِثْنِ الذَّكْرِ، وَإِنْ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِثْنَهُ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ مَذْبُحًا))
جہاں تک دو لوگ ہیں جنہوں نے خلفائے راشدین یا جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بات
نقل کی ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لونت کا گوشت کھانے کے بعد وضو
نہیں کرتے تھے جس کسی نے بھی یہ بات طاعتے راشدین یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف

سبت کی ہے یہ نسبت بالکل غلط ہے (ہام نووی رحمہ اللہ) سے اس مسئلے میں غلطی ہوئی ہے
لہذا اعلیٰ راہدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بات منقول ہے کہ وہ آگ پر پکی ہوئی
چیزیں کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے، اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک تمام وہ چیزیں جو آگ پر پکی ہوئی ہوں اس کے کھانے پر وضو
نہیں ٹوٹتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا جو حکم دیا ہے اس
کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ آگ پر پکا ہوئے مہیا کہ کہا جاتا ہے: فلاں نے شرمگاہ کو چوے
کے بعد وضو نہیں کیا، اگرچہ کہ اس نے مزی کے نکلنے سے بعد وضو کیا تھا۔

(التواضع: سورۃ التہجد: ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳۱، فصل فی الظہار: بوصوہ من لحوم
الایلی، الناشر: دار الفکر، بیروت)

ہام نووی رحمہ اللہ کا قول:

((ہیٰ ہذا حدیثنا بحدیث جابر وحدثنا البراء وھذا الذھب اقوی
دلیلاً وإن کان المنہور علی خلافہ وھذا أجاب المنہور عن ھذا
الحدیث بحدیث جابر کان آخر الأمر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ترك الوضوء ممتا مستحب التار ولکن ھذا الحدیث عام وحدثنا
الوضوء من لحوم الایلی خاص والحاض مقدم علی العام واللہ اعلم))
حدیث جابر بن عمر رضی اللہ عنہما اور حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے اونٹ کے
گوشت سے وضو ٹوٹنے کی دلیل زیادہ مضبوط ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
گرام نے اس کی مخالفت کی ہے جمہور علمائے کرام کی دلیل حدیث جابر ابن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ ہے اس حدیث میں جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
آخری غسل کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں کرتے
تھے" یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کرنے کی حدیث خاص ہے (یہ

اموں مسلم ہے کہ) خاص قسم عام پر مقدم ہوتا ہے، واللہ اعلم
(امتہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی: 49، کتاب النہی، باب الوضوء من محرم
الاول، الناشر: دار احیاء التراث العربی، مصر)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول:

((قال التَّوْبِيُّ فِي شَرْحِ مُنْتَلَبِهِ وَلَكِنْ هَذَا الْحَدِيثُ عَامٌّ وَحَدِيثُ
الْوُضُوءِ مِنَ الْحَرَمِ الْإِبِلِ خَاصٌّ وَالْخَافِضُ مُقَدِّمٌ عَلَى الْعَامِّ وَهُوَ مُنْتَبِئٌ
عَلَى أَنَّهُ يُبْنَى الْعَامُّ عَلَى الْخَافِضِ مُطْلَقًا كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ
وَجَمَاعَةٌ مِنَ أَئِمَّةِ الْأُصُولِ وَهُوَ الْحَقُّ))

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح منتلب میں کہا: لیکن یہ حدیث (حدیث جابر ابن عبد اللہ) کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہونے کی چیز کے کھانے سے
وضو نہیں کرتے تھے "عام ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے پر وضو کرنے کی حدیث خاص
ہے اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے یہ اصول اس قصہ پر بتایا گیا ہے کہ عام حکم کی پابندی
اور، صل خاص حکم پر رکھی جاتی ہے اس شامی رحمہ اللہ اور بعض اصولوں کے نزدیک یہی
موقف سے اوروہ حق ہے۔

(نبیل الدواعی شوکانی، 1، 253 "أبواب توافيق الوضوء-باب الوضوء من محرم
الاول، الناشر: دار احیاء التراث العربی، مصر)



الموضوع (8) آب و وضو

جن علماء کرام کا یہ موقف ہے کہ جو چیز تک پہنچ جائے اس کے کھانے پر وضو نہیں۔

پہلا موقف

پہلی دلیل: (حدیث جابر)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ أَحَرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ

مِمَّا عَثِرْتَ الثَّانِ))

کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل یہاں تھا کہ آپ ﷺ آگ کی بجائی ہوئی چیز کے کھانے

سے وضو نہیں کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَثَبُ النَّارِ - آگ کی بجائی ہوئی چیز

کھانے سے وضو نہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر 192، صحیح ابی یوسف نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ترجمہ حدیث "سنن الترمذی" المجلد 123 (185)، (نفع الأشرافہ 3047 X صحیح)

اہم لحاظوں سے تفسیر کا قول

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ فِي حَدِيثِ جَابِرٍ أَنَّ أَحَرَّ الْأَمْرَيْنِ مِنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا عَثِرْتَ النَّارَ»،

عِذَا كَانَ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ هُوَ الْوُضُوءُ مِمَّا مَثَبُ النَّارِ، وَفِي ذَلِكَ لِحُجُومِ

الْإِبِلِ وَغَيْرِهَا، كَانَ فِي تَرْكِهِ ذَلِكَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ لِحُجُومِ الْإِبِلِ، لِهَذَا

حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْأَقَارِ وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّ قَدْ

رَأَيْنَا الْإِبِلَ وَالنَّعَمَ، مِثْلًا فِي حُلِّ بَيْنَهُمَا وَشَرْبِ لَبَنِهِمَا، وَطَهَارَةِ

لِحُجُومِهِمَا، وَأَنَّهُ لَا تَفْتَرِقُ أَحْكَامُهُمَا فِي شَيْءٍ مِنْ دِينٍ، فَالْنَّظَرُ عَلَى

ذَلِكْ ، اُنْهَمَا هِيَ اُكْلِي لَحْوِمَيْهَا سَوَاءً فَكَمَا كَانَ لَا وُضُوْءَ هِيَ اُكْلِي لَحْوِمِ النِّعَمِ ، فَكَذَلِكَ لَا وُضُوْءَ هِيَ اُكْلِي لَحْوِمِ الْاِبِلِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَبِيْبَةَ ، وَاَبِي يُوْسُفَ ، وَتَحْتَضِرُ فِي الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی)

اس مسئلے میں سید جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کی حدیث نقل کی ہے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زحری، غنوں کا مٹل، ہائے کہ جب بھی آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیز کھاتے تو وضو نہیں کرتے تھے لہذا اس بات سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں میں اونٹ کا گوشت بھی شامل ہے پکی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد آپ ﷺ نے وضو کو ترک کر دیا اس طرح وضو کو ترک کرے میں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد کا وضو بھی ترک کرنا شامل ہے لہذا اس باب (صحیح مسلم) میں وضو کا علم حدیث کے مطابق سے الیحد غرور و فکر کے اعتبار سے ہم یہ کہتے ہیں کہ اونٹ اور بکری کی خرید و فروخت، اونٹ اور بکری کا دودھ نیز اونٹ اور بکری کا گوشت یہ تمام چیزیں پاک ہونے کے اعتبار سے برابر ہیں ان چیزوں میں اونٹ اور بکری میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا لہذا ان دونوں کے گوشت کھانے کا حکم بھی یکساں ہے یعنی کہ جس طرح بکری کا گوشت کھانے پر وضو نہیں اسی طرح اونٹ کا گوشت کھانے پر بھی وضو نہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو سلف رحمہ اللہ، اور امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ان فتویوں کا یہی قول ہے۔

(شرح معانی الآثار للعلامة: 1: 70، کتاب الطہارۃ، "باب أكل ما غیرت النار" ھن یوجب الوضوء أم لا؟"، الناشر: عالم الکتب)

اگرچہ کچھ وطن پرستوں نے اس پر اعتراض کیا ہے مگر اس پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔

آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے پر وضو کا حکم تھا پھر وہ حکم منسوخ قرار دے یا حکم امام مسلم رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں ایک جگہ پر تین منسوخ احادیث نقل کی ہیں اس کے بعد تاریخ احادیث بھی بیان کر دی ہیں۔

اور ان دو ابواب (باب نمبر: 23 اور 24) کے بعد (باب نمبر: 25 "بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْحَرَمِ الْإِبِلِ")
 ایک سے اونٹ کا گوشت کھانے پر دوسرا باب بھی نام خودی کیسٹ نے بیان کیا ہے اس سے یہ بات
 معلوم ہوتی ہے کہ اونٹ کے گوشت کا حکم ایک ہے اور اس پر دوسرا نام ہے۔

ہام ابن حزم کیسٹ کا قول:

((مَسْأَلَةٌ: وَأَكْلُ الْحَرَمِ الْإِبِلِ بَيْتَةٌ وَمَطْبُوحَةٌ أَوْ مَشْوِيَةٌ عِنْدًا وَهِيَ بَذَرِي
 أَنَّهُ لَحْمٌ جَمَلٍ أَوْ تَأْفِقُ فَإِنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ أَكْلُ
 شُحُومِهَا مَخْصَصَةٌ وَلَا أَكْلُ شَيْءٍ مِنْهَا غَيْرَ لَحْمِهَا، فَإِنْ كَانَ يَقَعُ عَلَى
 بَطْنِهَا أَوْ رُءُوسِهَا أَوْ أَرْجُلِهَا اسْمُ لَحْمٍ عِنْدَ الْعَرَبِ يَنْقُضُ أَكْلُهَا الْوُضُوءَ
 وَالْأَفْلَا، وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ كُلُّ شَيْءٍ مَسْتَنَدٍ التَّارِ غَيْرَ ذَلِكَ، وَهَذَا
 يَقُولُ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَجَابِرُ بْنُ سُرَّةَ، وَمِنْ الْقُفَّاءِ أَبُو حَنِيمَةَ
 زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ
 رَافِعٍ))

اونٹ کا گوشت چائے کا کھایا جائے یا پکا ہوا کھایا جائے یا پھنسا کھایا جائے جیسا بھی
 کھایا جائے جبکہ اونٹ کا گوشت کھائے والے کو اس بات کا علم ہو کہ یہ اونٹ یا اونٹنی کا
 گوشت ہے تو اس کے کھانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ اونٹ کی چربی یا اونٹ کی کوئی اور
 چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا صرف اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹتا ہے اور عرب
 زبان کے اعتبار سے اونٹ کا بے سر پاؤں وغیرہ گوشت پر اطلاق کیا جائے تو بھلا اونٹ
 کے اس تمام چیزوں کے کھانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں، اونٹ کے گوشت کے سو
 دوسری اشیاء خوردنی ایسی ہیں جو اگر کئی ہو اور اس کے کھانے کے بعد وضو ٹوٹ
 جائے جیسا کہ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری اور سیدنا جابر بن سمرہ کی احادیث سے بھی بات ثابت
 ہے فقہائے کرام میں سے ابو حنیفہ کیسٹ، مالک بن انس کیسٹ، یحییٰ بن یحییٰ کیسٹ، احمد

ابن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ یہ تمام علما کرام اسی بات کے قائل ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(اگل پلاٹارہ ص 125 کتاب الطہارۃ، رقم: 164، "مسألة من موقص الوضوء أكل لحم الأمل فيه ومطبوخه"، الناشر: دار الفکر، بیروت)

ہم اس لیے یہ تحریر کرتے ہیں

((الإمام أحمد وعمره من علماء الحديث زادوا في متابعه السنة على غيرهه بأن أمروا بما أمر الله به ونهوا عما نهى الله عنه فبطلت بضرب بعض الصحابة مثل لحوم الزيل فإنها حلال بالكتاب والسنة والإجماع، ولكن فيها من القوة الشيطانية ما أشار إليه النبي صلى الله عليه وسلم بقوله «إنها حرام خلقت من جن»، وهذا قال صلى الله عليه وسلم فيما رواه أبو داود: «انعصب من الشيطان، وإن الشيطان من النار، وإنما تطفأ النار بالماء، فإذا غصب أحدكم فليتبوضأ» فأمر بالتوضؤ من الأضر العارص من الشيطان فأكل لحبها يورث قوة شيطانية تزول بما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم من الوضوء من لحبها، كما صرح بذلك عنه من غير وجه من حديث خابر بن سفيان والبراء بن عازب، وأبي ذر بن الحضر))

ہم احمد رحمہ اللہ اور دیگر علما کے ساتھ ہیں کہ اللہ اور اللہ کے پیغمبر کا حکم بالہ کیا اور وہ دوسروں کے لئے سنت پر چلنے کی راہیں بخوار کی اور ان احکامات میں بعض ایک چیزیں جو حلال جوئے کے باوجود اگر ان میں سے کچھ نقصان موجود تھا تو اس نقصان کو دور کر کے کوشش کی مثلاً اونٹ کا گوشت کتاب و سنت اور اجماع کے اعتبار سے حلال و جائز ہے لیکن اونٹ کے گوشت میں شیطانی قوت پائی جاتی ہے یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ حدیث

میں کر دیا ہے نبی کریم کا ارشاد مبارک ہے کہ: "اور اونٹوں کے بازو، نماز پڑھو، کھو، کھو، کھو۔
ان کی پیدائش جنوں سے ہوئی ہے" اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مصر شیطان
کے سبب ہوا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ پانی سے بھائی جاتی ہے،
لہذا تم میں سے کسی کو جب مصر آئے تو دوسروں کو "لہذا جب اونٹ کا گوشت کھایا جاتا ہے
تو اسے شیطانی اثرات بھی آہستہ ہیں لہذا ان شیطان اثرات کو دور کرنے کے لیے نبی
کریم ﷺ کا حکم ہے کہ دوسرے کو یاد دلاؤ کہ شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں، اسی وجہ سے
اونٹ کا گوشت کھانے پر مصر کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ یہ بات سیدنا جابر بن عبد اللہ
علاؤ اللہ اور سید بن خلیفہ کی احادیث سے ثابت ہے۔

(التواضع اور التواضع، الطبعة الثانیہ، صفحہ نمبر 27، "فصل فی الطہارة لوضوء من لحوم
الایمل"، الناشر: دار ابن ماجہ)

ہام ابن تیمیہ کا قول:

((وَقَدْ جَاءَ أَنْ عَلَى ذُرْوَةٍ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانٌ، وَجَاءَ أَنَّهُ جُنَّ خَلْقَتْ مِنْ
جَنٍّ، فَمِثْلُ قُوَّةِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَالْعَادِيَّةِ شَبِيهٌ بِالْمُعْتَدِيَّةِ، وَلِهَذَا حُرِّمَ كُلُّ دِي
مَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَمَخْلُوبٍ مِنَ الطَّيْرِ، لِأَنَّهَا دَوَابٌّ عَادِيَّةٌ، فَلَا غَيْدَاءَ بِهَا
يَتَعَمَلُ فِي طَبِيعَةِ الْمُعْتَدِيَّةِ مِنَ الْعُتْوَانِ مَا يَضُرُّهُ فِي دِينِهِ، فَإِذَا اغْتَدَى
مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ وَفِيهَا تِلْكَ الْقُوَّةُ الشَّيْطَانِيَّةُ وَالشَّيْطَانُ خَلِيقٌ مِنْ نَارٍ
وَالنَّارُ نَظْمًا بِالنَّارِ، هَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ، وَتَطْيِيرُ الْحَدِيثِ الْآخَرِ «إِنْ
الْقُصْبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ» فَإِذَا تَوَضَّأَ
الْعَبْدُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ كَانَ فِي وَطْنِهِ مَا يُطَيِّرُ تِلْكَ الْقُوَّةَ الشَّيْطَانِيَّةَ
فَتُرْوَلُ تِلْكَ الْمُفْسَدَةُ))

مذہب جہلم میں قمار کھانے کا اس غذا کا اثر اس میں بھی پایا جائے گا اسی وجہ سے شریعت

میں کلیں والے جانور اور پرندوں سے بکڑ کر کھانے والے پرندے حرام کر دیئے گئے ہیں ، کلیں والے درندے اور بچے سے بکڑ کر کھانے والے پرندے اس لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے اندر چرچہ نہ کر کھانے کی صحت پائی جاتی ہے لہذا اگر کوئی ان درندوں کو کھائے گا تو ان کی صفات بھی اس کے اندر منتقلی ہیں اور ان کو کھانے والے بھی ظالم و جارحین سمجھے ہیں اسی طرح اونٹ کا گوشت بھی اپنی اصل میں کہ شیطانی اثرات کو یک اس پر اثر کئے ہیں نہیں وہ سکا ہوا شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو جبکہ وہل چر پائی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خضر شیطان کی فطرت ہے لہذا جب تم میں سے کسی کو خضر آئے تو اس کو چاہیے کہ دوسرے بھونچے جب ایک انسان اونٹ کا گوشت کھائے گا اور اس کے بعد دوسرے کا تو وہ شیطانی اثر اور اس کی قوت دوسرے سے اور زیادہ ہے گا۔

۱) وَلَمَّا كَانَتْ الْقُوَّةُ الشَّيْطَانِيَّةُ فِي لَحُومِ الْإِبِلِ لَا رِمَّةَ كَانَ الْأَمْرُ بِالْوُضُوءِ وَبِهَا لَا مَقَارِضَ لَهُ بِنِ فَضْلِ وَلَا قَوْلٍ، وَلَمَّا كَانَ فِي مَنُوسٍ التَّارِ عَارِضَةً صَحَّ فِيهَا الْأَمْرُ وَالْقَرْلُ، وَيَذُلُّ عَلَى هَذَا أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ لَحُومِ النِّعَمِ فِي الْوُضُوءِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النِّعَمِ فِي مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، فَسُيَ عَنْ الصَّلَاةِ فِي أَغْطَابِ الْإِبِلِ وَأَيْدٍ فِي الصَّلَاةِ فِي مَوَاضِعِ النِّعَمِ، وَهَذَا يَذُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ ذَلِكَ لِأَجْلِ الطَّهَارَةِ وَالْمَجَاسَّةِ، كَمَا أَنَّهُ لَمَّا أُمِرَ بِالْوُضُوءِ مِنْ لَحُومِ الْإِبِلِ دُونَ لَحُومِ النِّعَمِ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ دَلِيلُ لِكُوزِهَا بِمَا مَسَّتُهُ التَّارُ، وَلَمَّا كَانَتْ أَغْطَابُ الْإِبِلِ مَأْوَى الشَّيْطَانِ لَمْ تَكُنْ مَوَاضِعَ لِلصَّلَاةِ كَالْحَشُوشِ، بِخِلَافِ مَبَارِكِهَا فِي التَّعَرِّ، فَإِنْ الصَّلَاةُ فِيهَا جَائِزَةٌ لِأَنَّ الشَّيْطَانَ هُنَاكَ عَارِضٌ، وَطَرَفٌ هَذَا النَّعْجِ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْحَتَامِ: لِأَنَّهُ نَبِثُ الشَّيْطَانِ وَفِي الْوُضُوءِ مِنَ الْلَحُومِ الْحَبِيشَةِ كُلُّهُومِ السَّبَاعِ إِذَا أُبِيحَتْ بِالْمَضْرُورَةِ رَوَابِثًا، وَالْوُضُوءُ مِنْهَا

أَنْبَلُغَ مِنَ الْوُضُوءِ مِنْ لَحْوِمِ الْإِبِلِ، فَإِذَا غَقَلَ الْمَغْسَى لَمْ يَكُنْ بَدْ مِنْ تَعْدِيَتِهِ، مَا لَمْ يَتَغَبَّ مِنْهُ مَا بَعِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ))

اونٹ کے گوشت میں شیطانی قوت پائی جاتی ہے اس لیے اس کے کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا گیا ہے اس حکم کی حفاظت میں ہی کریم ﷺ کی کوئی حدیث یا فصل موجود نہیں ہے جیسا کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اسی لیے پہلے چل آگ پر پکی ہوئی چیزوں پر وضو کا حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا یہ تو کہ آگ میں شیطانی قوت تھی طور پر ضعیف ہوا آگ پر پکی ہوئی چیزوں کو کھانے کے بعد وضو کرنا یا نہ کرنا دونوں محل مناسب ہیں (بلکہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں پر وضو کرنا مستحب ہے)، اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اوست اور بکری کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے میں فرق ہے اسی طرح اونٹ اور بکری کو باہر سے لے کر آگ میں لگا دیا ہے اور اسی طرح اوست اور بکری کے بازوں میں نماز پڑھنے کا حکم بھی الگ الگ ہے اوست کے بازے میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور بکری کے بازے میں نماز پڑھنے کی جواز دہی گئی ہے اس کی بنیاد نہایت واضح ہے نہیں ہے اسی طرح اوست کا گوشت کھانے پر وضو ہے اور بکری کا گوشت کھانے پر وضو نہیں ہے ان دونوں گوشتوں میں وہ آگ پر پکا ہوا ہوتا نہیں ہے اسی طرح اوست کو باہر سے لے کر آگ میں لگا دیا گیا ہے اسی لیے وہ بیکہ نماز کے قابل نہیں رہتی جیسا کہ چاروں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ولایت اگر کوئی سفر پر ہو اور جہاں پر اوست باندھے جائیں وہاں پر نماز پڑھنے کی رخصت ہے کیونکہ یہ جگہ شیطان کے لیے ممانعت ہوتی ہے اسی طرح غسل جانوں میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ حمام خانے شیطان کا گھر ہوتے ہیں، یہ بات بھی دین میں سنا چکا ہے کہ بھارت مجبور میں، اگر کوئی درندہ اس کا گوشت کھاتا ہے تو کبھی اس پر بھی وضو واجب ہے اس مسئلے میں بھی علما نے کرام کا مختلف ہے اور اس مسئلے میں بھی دونوں طرح کی حدیثیں ملتی ہیں، لیکن وضو کرنا ہی رائج ہے کیونکہ جب اوست کا گوشت کھانے پر وضو ہے تو پھر بھارت مجبوری درندوں کا گوشت کھانے پر بھی وضو

واجب ہے، جب یہ بات ہمیں معلوم ہوئی اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کی علت بھی معلوم ہوئی تو یہ علت جہاں کہیں اور جس کسی میں بھی پائی جائے گی وضو کا حکم خود بخود ختم ہو جائے گا جب تک کہ اس کے برخلاف کوئی اور حکم نہ مل جائے۔ واللہ اعلم (علامہ امواتین رحمہ اللہ ص ۱۰۱، ۲۹۹، "فصل فی الشریعة شیخ علی خلاص التمهید" فصل الوضوء من لحوم الإبل علی وفق انقیاس، الناشر دار الکتب المصریہ بیروت)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا قول:

((حکم الإبل یقتضی الوضوء، وهو حکم الجبرر، لأن السیء یفنی أمر بوضوء من لحم الإبل، وقال توضؤوا من لحوم الإبل))
اونٹ اور اونٹنی کا گوشت کھانے سے وضو ناپا جائیگا اور یہی کریم کے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا ہے۔

(نور علی الدرب، حکم الوضوء من لحم الإبل ومرفها ولیسها)

بعض علماء التمس حکمة فقال إن لحم الإبل شدید التأثير علی الأعصاب، فیہیجها، ولهذا کان الطی الحدیث یہی الإنسان العصبی من الإکنار من لحم الإبل، والوضوء یسکّن الأعصاب ویتردها، کما أمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوضوء عند العصب لأجل تسکینہ))

بعض علماء اس کی حکمت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اونٹ کے گوشت کا انسان اعصاب پر

شہید اثر ہو گا سے اور وہ انسان کو مختل کرتا ہے، اسی بنا پر جدید میڈیکل سائنس اخصاسی
تباہ کے شکار لوگوں کو کھانے کا گوشت زیادہ کھانے سے روکتی ہے اور دوسروں کے لیے سے
اصحاب کو سکون اور راحت ملتی ہے، یہی سبب ہے جیسے ہی پاکستان میں گوشت کے وقت
میں وضو کر کے کھم دیا ہے تاکہ ہمارے اصحاب پر سکون ہو جائیں۔¹³

13 فتح البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((عنه في حدود عدد ما لا يتعدى اكل لحم الابل وهو رأي الحنفية الأربعة وكثير من الصحابة
والتابعين إلا أنه صح الحديث بالامر بالوضوء منه ثم ذكره من حديث جابر بن سرة وبراء
بن عازب ثم قال وقال ابن حريصة لم أر خلافا بين علماء الحديث ر هذا الخبر صحيح من
جهة ابن سعد له عليه وقال سوي هذا المذهب أقوى دليلا وإن كان جمهور علي حلاله
انتهم إلا أنه يقال كبر عظمي حديث جابر والبراء على الحديث الراسخين والجمهور الأعظم
من الصحابة والتابعين))¹⁴

یعنی یہ وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے وضو نہیں ہوتا: (یہ سب سبائی کا کہنا ہے کہ گوشت کا گوشت حلال ہے۔ وضو نہیں ہوتا اس لیے کہ
میں نے سب سبائی کا کہنا ہے کہ گوشت حلال ہے اور اکثر صحابہ کرام اور تابعین نے سبائی کا کہنا ہے کہ گوشت حلال ہے لیکن کچھ حدیث
گوشت کا گوشت حلال ہے وضو کر کے یہ دلائل کرتی ہے کہ اس دلیل پر 4 چار روایتیں ہیں اور سب 4 روایتیں غلط ہیں۔ حدیث
اس لیے اس طرح کو نقل ہی کیا ہے اور اس کے بعد کہہ کر نام دین غلط ہے کہ سبائی نے کہا کہ گوشت حلال ہے اس مسئلے میں علماء حدیث
کے وہ صحابہ کوئی بھی اختلاف نہیں دیکھا یہ اپنے خیر نقل کرنے کے اشارے پر بیان کیے اور دوست ہے کہ وہ سبائی
نے کہا کہ ہمارے نام وہی جتنا کہتے ہیں کہ ہمارے سب سبائی دیکھ رہے ہیں کہ گوشت کا گوشت حلال ہے وضو نہیں
حلالا کہ علماء کرام میں سے اکثریت ائمہ صحت کی تائید کرتی ہے اور ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور
یہ حدیث صحیح ہے حدیث صحیح ہے، انھوں نے دیکھ کر صحابہ کرام اور تابعین نے اس کے کسی طرح سے نقل نہیں کیا۔

((قلت، هذا الاستصحاب لا طارح يحتمل بعد ان صح الحديث عنه صلى الله عليه وسلم وعسراف
موسى فلا يجوز مركبه مها كان مخالفاً له في العهد والسيرة قال حديث رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما يشك رخصة لا يعمل غيره من بعده كما قال الإمام الشافعي علي ما
سواء في المقعدة القاعقة لا))¹⁵

میں (فتح البانی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ سب سبائی نے یہ بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور (یعنی گوشت کا گوشت حلال ہے
یہ وضو نہیں ہوتا) حدیث صحیح ہے اور اس بات کو کہنے کے بعد اس پر سوال اٹھانے سے کوئی نہ کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث کو ترک

(۹) پل پل پر ہر لمحہ غم

پاکل پن پاسبے ہوئی یا نشہ خوار تھوڑا ہوا یا زیادہ، اور اس سے متصل زائل ہو جانے تو میں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اور اس پر چاروں فقہی مذہب حدیثہ، مالکیتہ، شافعیہ، اور حنبلیہ کا اتفاق ہے، اور اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بہت گہری نیند سے وضوء ہو جاتا ہے تو اس میں کورہ اسباب سے بدرجہ اولیٰ ٹوٹ جاتا ہے، اور یہ سب بھی ہے کہ سونے والے سے اگر بات نہ جائے تو وہ گفتگو کر رہا ہے اور جب اس کو بیدار کیا جائے تو وہ بیدار ہو جاتا ہے بلکہ وہ تو نیند میں اس سے خارج ہونے والی چیز کو محسوس بھی کرتا ہے۔



الفصل الرابع مالا ينقض الوضوء

(چوتھی فصل)

وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

بیرونِ قلعہ میں قلعہ چھوڑنے سے منع

- (۱) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ ابی بن حبیب رحمہ اللہ کے نزدیک، بغیر شہوت کے شرمگاہ کو ہاتھ لگانا سے وضو کس کو تھا۔
- (۲) عورت کو چھوا اور ازالہ ہو گیا۔
- (۳) آگے بچھے شرمگاہ کے علاوہ کیا اور جگہ سے نکلے جیسے، غم بیہوش، خون اور عاف، گھٹاس یا چادر کا غون۔
- (۴) ہلکی جینے سے وضو نہیں نواقا [شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ]۔
- (۵) حدیث میں مذکور ہے۔ (ارہ قہیں لا یروا بالاشک)
- (۶) قطرہ پیشاب کا احساس ہو اور یقین نہ ہو۔
- (۷) ہال کاٹنا، ٹخن کھڑا یا سور سے یا زرب ٹکان۔
- (۸) حدیث دائم کا ذکر وضو کے بعد حدیث، قلعہ ہو تو ناقص نہیں (ایک لڑکے کے وقت میں)۔
- (۹) بدلتا یا آگ پر کچا ہو کر تیر کھانے سے وضو کس کوئی البتہ وضو کرنا مستحب ہے واجب نہیں
- (۱۰) میت کو غسل دینے سے وضو نہیں نواقا۔ البتہ مستحب ہے۔
- (۱۱) لڑائی میں قبضہ سے وضو نہیں نواقا۔ (حدیث صحیح ہے)
- (۱۲) مہوٹ بولنے کا دیے یا کانا کالے سے وضو کس کوئی البتہ یہ کبیرہ کتاب ہے گناہ سے بچنا ضروری ہے۔

وضو کی وضاحت

(۱) غیر مسلمین سے خون نکلے۔

(۲) غیر پھوٹا۔

(۳) تھے مہر۔

(۴) حوریت کو چھو۔

(۵) جنازہ اٹھائے۔

(۶) تہیہ۔

آپ کا خون تھے ہے وضو میں نہ

اس مسئلے میں علماء کرام کا اتفاق ہے کہ اگر آپ کا خون نکلے یا کہ خون چاہے زیادہ نکلے یا کم اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خون نکلے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ زیادہ مقدار میں خون نکلے بہرے وضو کر لے

قول اول پہلا موقف

خون تھے ہے وضو میں نہ

یعنی یہ کہ "و جاء أحد منكم من العائط"

((وفزل اللہ تعالیٰ "أز جاء أحد منكم من العائط" وقال عطاء

وین من یخرج من ذری الدود أو من ذکرہ نحو القسلة یعیذ الوضوء

وقال جابر بن عبد اللہ إذا ضجک فی الصلاة أعاد الصلاة ولم یعد

الوضوء وقال الحسن إن أحد من شعیرة وأظفاره أو خلع خفیة فلا

وضوء علیہ وقال أبو هريرة لا وضوء إلا من حدث ویدکر عن

جابر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة ذات الرقاع فرمی

رَحْلُ بَسْمٍ، فَمَزَقَهُ الدَّمُ فَكَرَعَ وَصَحَفَ وَمَصَى فِي صَلَاتِهِ وَقَالَ
الْحَسَنُ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاوُسٌ وَلَمَحْتُ
نِزْ عَلِيٍّ وَعَطَاءٌ وَأَهْلُ الْحِجَارِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وَضُوءٌ وَعَصْرَانِ عَمَرَ
بِئْرَةٌ فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ، وَلَمْ يَنْوُضْهُا وَبَرَقَ انْتِزَابِي أَوْفَى دَمًا مِمَّا
فِي صَلَاتِهِ وَقَالَ انْتِزَابِي عَمَرَ وَالْحَسَنُ وَمِنْ يَخْتَجِمُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا
غَسْلُ بَحَاوِيٍّ))

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی تھا، حاجت سے فارغ ہو کر اُسے تم
پانہ پاؤ تو تھم کر لو۔" عطاءؓ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پیچھے حصہ سے (یعنی در
سے) یا الگ حصہ سے (یعنی دیکر یا فرق سے) کوئی تیز آیا جس کی قسم کا کوئی جاہر نکلے اسے
پا پیے کہ وضو نہ کرے اور سیدنا جاہر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں
اس پر سے قولہاڑ دے اور وضو نہ کرے اور حسن (بصری)ؓ کہتا ہے کہا کہ جس شخص
نے (وضو کے بعد) اپنے ہل اتروائے یا تائیں تو اسے یا مورے اسار ڈالے اس پر وضو نہیں
سے سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ وضو حدیث کے سو کسی اور چیز سے فرض نہیں ہے
اور سیدنا جاہرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اوقات الرقائ کی لڑائی میں
(شکریہ فرماتے تھے) ایک شخص کے تیرہ مارا گیا اور اس (کے جسم) سے بہت خون بہا مگر اس
سے پھر بھی رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی اور حسن بصریؓ نے کہا کہ مسلمان
ہمیشہ اپنے زخموں کے پاؤں نماز پڑھا کرتے تھے اور طاووسؓ فرماتے ہیں کہ علیؓ اور
اہل عیار کے نزدیک خون (نکلتے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا، سیدنا عبد اللہ بن عمر
ؓ نے (اپنی) ایک پھسی کو بار بار اتوا سے خون نکلا، مگر آپؐ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا
اور سیدنا ابن ابی لؤئیؓ فرماتے ہیں کہ خون تھوکا، مگر وہ اپنی نماز پڑھنے سے اور سیدنا محمد اللہ اکبر
ؓ عمرؓ اور سیدنا حسنؓ فرماتے ہیں کہ پچھنے لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ
پچھنے لگے ہوں اس کو دھو لے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الوصیۃ باب من لم یز الوصیۃ إلا من المخرجین، من القبل
والذکر۔ اس بارے میں کہ ہم لوگوں کے لایکہ صرف پیشاب اور پاختنی اور اسے پختلے سے
وضو نشاہے، حدیث نمبر: 176)

دوسری دلیل: (حدیث چار جلد)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((خرجنا مع رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغی فی غزوة داب
الزقاع، فأصاب رجل امرأة رجل من المشركين فحلف أن لا أتبعی
حتى أهرق دما فی أصحاب محمد، فخرج یبع أثر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم، فمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزلاً، فقال من رجل
یخذلنا؟ فاستدب رجل من المهاجرین ورجل من الأنصار، فقال
کون بقم الشعب، قال: فلما خرج الرجلان إلى مع الشعب، اضطجع
المهاجری ونام الأنصاری یصل، وأتى الرجل، فلما رأى شخصیة
عرف أنه ربيثة للقوم، مرماة بسهم موضوعة فيه مزرعة حتى رماة
بثلاثه أسهم، ثم رجع وسجد، ثم أتته صاحبه، فلما عرف أنهم قد
تدبروا به هرب، ولما رأى المهاجری ما بالأنصاری من الدم، قال
سبحان الله، ألا انتهتني أول ما رمى؟ قال كنت فی سورة أقرأها
عند أحب أن أقطعها))

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات اربعہ میں نکلے، تو ایک مسلمان کے صدر
میں ایک ایسی عورت آئی جس سے وہ شرک مشق کرتا تھا اس شرک نے قسم کھائی کہ
جب تک میں محمد ﷺ کے اصحاب میں سے کسی لاکھوں بہادوں یا نہیں سکا، چنانچہ وہ
(اسی طرح میں) نکلا اور نبی کریم ﷺ کے نقش قدم ادا نہ کرنے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے

جو صحابہؓ نے نبیؐ کو چھینٹا

تیسری دلیل: کبر کی حد تک قول

نہر (یہ عبد اللہ حزی) کہتے ہیں۔

((حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ، عَنِ السَّيِّ، عَنْ بَعْضِ، قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَمْرِو
عَصْرَ بَشْرًا فِي وَجْهِهِ فَخَرَحَ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ مَحْكَمٌ بَيْنَ إِبْضَعَيْهِ ثُمَّ صَلَّى
وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

کہ میں نے سیدنا عبد اللہ ابن عمرؓ کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر سوچا، ایک چٹس سے
خون نکلا تو سیدنا عبد اللہ ابن عمرؓ نے اس خون کو اپنی ٹہلیوں سے صاف کیا اور نماز ادا کر باقی
لیکھ، وضو نہیں فرمایا۔

(مختلف ابن ابی شیبہ، 2: 293، باب المہارۃ، "من کان یرحض فیہ ولا یری فیہ وضوءہ"،
حدیث نمبر، 1482، "محج"، الناشر: دار کونرا شیلیا، ریاض، الشیخ محمد بن عمر بن عبد الوہاب
العثمینیؒ کہتے ہیں: "صحيح، أخرجه عبد الراوی (553) والبیہقی (141)

چہ تھی دلیل: ابو ذرؓ کی حد تک قول

ابو ذرؓ (محمد بن مسلم الکی) کہتے ہیں۔

((حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبِيبٍ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ أَذْخَلَ إِبْضِعَهُ فِي أُنْفِهِ فَخَرَحَ عَلَيْهَا دَمٌ
فَسَحَّهَ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالشَّرَابِ ثُمَّ صَلَّى))

کہ سیدنا جابرؓ نے اپنی ٹہلی سے ناک کا مٹو لے کر فون نکلا تو اس کو زمین یا مٹی سے
صاف کر دیا اور نماز ادا کر لیتے۔

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْغَارِسِيُّ مَا مُوسَى بْنُ عِيسَى بْنُ الْمُثَنَّى ، مَا أُمِّي ، مَا بَقِيَّةٌ عَنْ يَرْبُودِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ يَرْبُودِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عُمرُ بْنُ عَبْدِ الْعَرِيبِ ، قَالَ قَالَ ثَمِيمُ الدَّارِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْوُضوءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ» عُمرُ بْنُ عَبْدِ الْعَرِيبِ لَمْ يَنْسَخْ مِنْ ثَمِيمِ الدَّارِيِّ وَلَا رَأَى وَبَرْبُودُ بْنُ خَالِدٍ ، وَبَرْبُودُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَخْتَوِلَانِ))

سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جسے دے خون پر وضو لازم ہے مگر بن عبد العزیز مسند کا سیدنا تمیم الداری سے منقول ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ان کو دیکھ سے اور ان روایت میں یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول روایت ہیں۔

(سنن الدار قطنی، 1/287، کتاب الطہارة، باب فی الوضوء من الخارج من البدن کا رعاہ والقی، والحجۃ وکھوہ، رقم، 581، الماثر: موسسہ الرسالہ، ص 2)

دوسری دلیل: "لَمْ يَسْمَعْ فِي الْمَطْرَةِ وَالْعُظْمَيْنِ"
 ((وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنُ عَلِيٍّ الْخَوَّاصُ ، مَا شُعْبَانُ بْنُ زَيْنَادٍ أَبُو سَهْلٍ ،

((ثم رجعت إلى ابن عدي في "الكامل" فوجدته يقول (في 44 1) بعد أن ساق الحديث وجمعه عن شعبه كتابه وفيه غرائب، وكتب المراتب بمراد بها بقية عنه وهي محسلة، وقد عن شعبه (داخل))

(شيخ الباقين يثبتون) مگر میں نے اس کے بعد "کامل" میں دیکھا کہ اس کی طرف رجوع کیا تو اس میں امام بن عساکر رحمہ اللہ "44 1" میں دیکھتے ہوئے پتا کر کے کہ ایک کلمہ شعبہ سے ہے اور اس کتاب میں عجیب و غریب کلمے لکھ گئی ہیں اور ان باتوں کو بیان کرنے میں آپ مفرد ہے یہ اس کتاب میں یہ بھی استعمال ہے کہ یہ شعر کے اسطے سے کہیں سے۔
 (المندرة الاحادیث الصحیحہ لا یقالہ 1/681 تحت رقم: 470، الماثر: احیاء التراث العربیہ، ص 1)

ما حجاج بن نصير . ما محمد بن الفضل بن عطية ، حدثني أبي ،
عن ميمون بن مهران عن أبي هريرة ، عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال "ليس في الفطرة والفطرئين من الدم وضوء حتى
يغشون دما مائلا"

"محمد بن الفضل بن عطية ضعيف ومفتيان بن رباط ، وحجاج بن
نصير ضعيف"

سید ابن اسیرؒ کہتے ہیں کہ سید ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ
نے ارشاد فرمایا: خون سے ایک قطر سے زیادہ قطروں سے وضو ضروری نہیں ہے اور اگر خون
بہہ رہا ہو تو اس پر وضو لازم ہے۔

اس روایت میں محمد بن فضل بن عطیہ ضعیف راوی ہے اور مفتیان بن رباط اور حجاج بن نصیر
دونوں راوی بھی ضعیف ہیں۔

(من الدرا تقي 1 287، کتاب الطهارة "باب في الوضوء من الخارج من البدن
كالرعاف والقيء وسحابة وسحوة"، حديث نمبر 583، فتح البانيؒ نے اس روایت کو
ضعیف قرار دیا ہے)

فتح البانیؒ کا قول:

((وقال عبد الحق الإشبيلي في "الأحكام الكبرى" (2، 13) "بساده
متروك فيه محمد بن الفضل بن عطية وغيره))

عبد الحق شمس الدینؒ "الأحكام الكبرى" 2، 13 میں کہتے ہیں کہ اس کی سند متروک ہیں
اور اس روایت میں محمد بن فضل بن عطیہ و غیرہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے السلسلہ
احادیث الصحیحین خلا البانی: 9-377-376، رقم 4386۔

علامہ محمد حنیف مسیحی قاضی

(([العاني التافضة للوضوء كل ما يخرج من السبيلين] يعوله تعالى «أَوْ خَاءٌ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْعَانِطِ» [المائدة: ٦] «وَقِيلَ لِمَ شِئْتُمُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْخُذْتُ؟ قَالَ: مَا يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيلَيْنِ» وَكَلِمَةُ مَا عَامَّةٌ فَتَتَنَاوَلُ الْمُعْنَادُ وَغَيْرُهُ (وَالدَّمُ وَالْفَيْحُ إِذَا خَرَجَا مِنَ الْبَدَنِ فَتَخَاوَرَا إِلَى مَوْضِعٍ يُلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطَهِيرِ، وَالْقَيْءُ مِنْهُ الْعَم) وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ - الْخَارِجُ مِنْ غَيْرِ السَّبِيلَيْنِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ لِمَا رَوَى «أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - قَالَ فَلَمْ يَوْضَأْ» وَلِأَنَّهُ عَنِ غَيْرِ مَوْضِعِ الْإِصَابَةِ أَمْرٌ نَعْبِيٌّ فَيُقْتَضَرُ عَلَى مُؤَدِّهِ انْتِزَاعُ وَهُوَ الْمَخْرُجُ الْمُتَعَدَّى وَلِذَا قَوْلُهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْوُضُوءُ مِنْ كُلِّ قَدَمٍ سَائِلٍ»))

اصوات کے سامنے دوسرے ہر وہ چیز قرار دیتی ہے جو سبیلین سے نکلتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری (مثلاً پاجامہ) سے فارغ ہو کر آیا ہو "اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ حدیث کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو سبیلین سے نکلے وہ حدیث کہہنا ہے، یہ قطعاً عام ہے اور اس میں حسبِ حاجت اور غیر حسبِ حاجت دونوں شامل ہیں لہذا خون اور پیچ جب یہ دونوں جریبِ حسمت نکلتے اور پہلے نکلے تو اس سے طہارت لائق ہو جاتی ہے اور نکلے گا نہ ہر کے آنا بھی شامل ہے، امام شافعیؒ کہتے ہیں اگر کوئی چیز سبیلین سے نہ نکلے تو وہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کے لیس دہارہ وضو نہیں فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ پاجامہ کی قمیوں کے علاوہ حصہ کو ہونا تعبدی امر ہے اور یہ چیز شرع پر اٹھارہ کرتی ہے لہذا کسی بھی چیز کا حرج عام بات ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ہر جے داسے خون سے وضو فرض ہو جاتا ہے۔"

(المہدیۃ فی شریعتہ بدیعہ مبتدئہ نہایتی ۱/ ۱۷۰ باب الوضوء، فصل فی نواقض الوضوء
النشر دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ہام اور حیدر کیسے ہا توں

ہام اور حیدر کیسے کہتے ہیں کہ جسم سے خون کے نکلنے سے وضو نوت جاتا ہے ہام مثل کیسے ہے ہام
اور حیدر کیسے کے اس قول کو اس طرح نقل کیا ہے:

((مسألة ۲۱) والقيء والرعاف والدم الخارج من غير مخرج الحدث
لا ينقض الوضوء وقال أبو حنيفة: ينقضه))

مسئلہ ۲۱، قیء، کھیر کا پھوٹنا اور خون بہنا جو پیشاب اور پھانے کے مقام کے علاوہ سے ہو تو اس
سے وضو کس وقت ۲ اور ہام اور حیدر کیسے کہتے ہیں کہ (سہیل) کے علاوہ کسی اور سے
خون نکلا ہے تو وضو نوت جاتا ہے۔

(الحیوت بین الدین الشافعی والی حیدر، ص ۱۱۰، لکھنؤ: ۱/ ۳۴۴، کتاب الطہارۃ، "مسألة ۲۱")
والقيء والرعاف والدم الخارج من غير مخرج الحدث لا ينقض الوضوء "النشر"
دار احیاء التراث العربی)

قول ثالث

علاء کے ہم کے اتواہل

شیخ بن باز رحمہ اللہ کا قول:

((إن كان الدم يسيرًا كالجراحات اليسيرة، فالوضوء لا يبطل، ووضوء
صحيح، أما إن كان الدم كثيرًا، فاختلف العلماء في ذلك، منهم من
رأه يبطل الوضوء، منهم من رأى هذه الجراحات تبطل الوضوء، ومنهم
من رأى أنه لا يبطل الوضوء يعني الأحاديث في ذلك ليست

صريحه، والصريح منها ليس بصحيح، فالأحوط للمؤمن إذا كان الدم كثيراً أن يقضي الصلاة، خروجاً من الخلاف، واحتياطاً للدين، أما إن كان الدم يسيراً، وخفيفاً، وقليلًا، يعنى عنه))

مگر خون کی مقدار کم ہو اور رخم معمولی ہو تو اس سے نکلنے والے خون کی وجہ سے وضو نہیں ہوگا لیکن مگر خون بہت زیادہ ہو رہا ہو تو اس مسئلے میں علما نے کرام کا اختلاف ہے، ابھی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے کے متعلق کوئی صریح حدیث موجود نہیں ہے بلکہ ایک ایمان والے کے لئے احتیاط کہ لازم ہے کہ خون زیادہ بہے کی صورت میں احتیاط کے طور پر نماز قضا کرے تین خون کی مقدار کم ہو اور ممنون ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(تور علی الدرب حل خروج الدم من مغل الوضوء؟)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحت نماز

بعض علماء کرام اس بات کے قائل ہیں کہ خون بہنے سے وضو نوب جاتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے: **إمام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو حنیفہ کی بیٹی جس کا نام قاطرہ رضی اللہ عنہا، تھوڑے دنوں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحصاء کی بیماری ہے، اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھڑا دوں؟**

((لا، إنا دلت بعزق ولینس یحیی، وإذا أقبلت حیضت فدیعی الصلاة، وإذا أذبرت فاعسلی عنک الدم ثم ضلی، قال: وقال آبی: ثم توضعی بكل صلاۃ حتی یجی، ذلک الوقت))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیں یہ ایک رنگ (کانوں) ہے نہیں ہیں، تو جب قحہ نہیں آئے تو نماز چھڑا دو، جب یہ دن گزر جائے تو اپنے (پن اور کپڑے) سے خون کو دھو ڈال پھر نماز پڑھو، رشام کہتے تھے کہ میرے باپ عروہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

(بھی) قربان کر پھر ہر نماز کے لیے وضو کر یہاں تک کہ وحی (جیس کا) وقت پھر جائے
(صحیح البخاری، کتاب باب غسل الدّم۔ جس کا خون دھونا ضروری ہے، حدیث نمبر 228)

وہ علاقے کرام جو خون نکلنے کی وجہ سے وضو نہ کر کے ناکل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی
کریمؐ سے وضو کے فرض ہونے کے لئے استحصاء کے لئے یہ علت یہاں فرمائی ہے کہ یہ رگ کا خون ہے
ہمد، ہر خون اسی طرح کا ہوتا ہے اور ہر خون کا تعلق رگ سے ہوتا ہے تو جس کو خوب نکلے تو اس پر یہ
فرض ہے کہ وہ وضو کرے۔

نوٹ: یہ رگ کا خون ہے، جسم میں سارے خون، رگوں میں ہوتا ہے استحصاء سے خون پر وضو کا حکم اس
سے نہیں کہ وہ رگ کا خون ہے بلکہ اس سے ہے کہ اس کا غرض سہیلین ہے میر سہیلین کے خون کو
استحصاء پر قیاس کرنا قیاس مع الادلہ سے بیکہ یہ مغالطہ ہے۔

ان علاقے کرام یہ کہتے ہیں کہ سہیلین کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے سے خون نکلنے سے
وضو نہیں ہوتا اس کے لئے مسجد ذیل دلیل پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے
ہیں:

«وَن كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْمَخَائِدِ أَوْ
لَمْ تَسْئَلِ النَّبِيَّ فَتَمْنُوا مَاءً فَتَمِثُّوا ضُمُودًا طَلَبًا»

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6)

”ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے غافل ہو کر
آیا ہو یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پانی کی سے تیم کر لو۔“

سیدنا صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَأْمُرُنَا إِذَا مَخَّ سَعْرًا أَنْ لَا نَسْرَعَ جَعْفًا مَلَاةَ أَنْفَامٍ وَلِيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ حَسَابَةٍ، وَلَعَلَّ مِنْ غَائِطٍ وَيُوَلِّ وَتَوَلَّى"))

کہ جب ہم سفر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین راست تک، ویشاب، پاحانہ یا غیر کی وجہ سے نہ اٹاریں، الا یہ کہ حاجت لاحق ہو جائے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطب، باب المنسج علی الخفین للمساہر والمقیم - مسافر اور منیم کے سبکی حدت کا بیان، حدیث نمبر: 96، شیخ ابوالحسین نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے) ہر جو ملائے کرم خون نکلے سے وضو کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ اور مذکورہ حدیث میں ویشاب، پاحانہ اور غیر کو ناقض وضو بتایا گیا ہے چنانچہ ان علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ سہیلین کے علاوہ اگر کہیں سے خوب لگتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مذکورہ بالا تمام احادیث اور آثار سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خوں نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے خوب جسم کے کسی بھی حصے سے نکلے چاہے صلی سے نکلے یا مسور حصوں سے نکلے یا جہرہ کروے سے نکلے یا کسی مار گئے کی وجہ سے خون نکلے یا رخم سے خون نکلے یا پھوڑا اور کھنسی کے بخوت ہانکے سے خوں نکلے اور اسی طرح خون زیادہ نکلے یا کم مقدار میں نکلے اور صدمہ تمام چیزیں جس کی وجہ سے خون نکلتا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اس کے متعلق جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ تمام ہی تمام روایات ضعیف ہیں اور اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ ضعیف روایات قائل ہمت نہیں چنانچہ جمہور علمائے کرام خوں کے بہنے سے وضو ٹوٹنے کے قائل نہیں ہیں البتہ اس کے برخلاف صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام نے اس وقت بھی نماز ادا فرمائی جبکہ صحابہ کرام کے جسم سے خوں بہ رہا تھا بلکہ اس مسئلہ میں جمہور علمائے کرام کا موقف واضح ہے۔

شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

((الصلاة ليست باطله إذا خرج الدم من الأنف، أما لو خرج من ندير أو من القبل فإن الوضوء ينتقص فيبطل الصلاة وأما إذا خرج من الأنف أو من حرج آخر فإن الصلاة لا تبطل بذلك، لكن ربما يكون عاجزاً عن إتمامها إذا كثر خروج الدم ففي هذه الحال ينصرف من صلاته حتى يصف الدم ثم يتوضأ ويعيد الصلاة من جديد))

اگر ناک سے خون نکلے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن اگر اگلی یا پچھلی شریک سے خون نکلے تو وضو فاسد ہو جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر ناک سے یا کسی دوسرے رخم سے خون نکلے تو نماز باطل نہیں ہے، لیکن اگر بہت زیادہ خون برہا ہو اور اس کی وجہ سے نماز داکرے میں مشکل پیش آ رہی ہو تو اس صورت میں وہ نماز سے نکل جائے اور بچے خون کو دیکھنے کی دوشش کرے اور جب خون رک جائے تو پھر سے نماز شروع کرے اور دوبارہ اپنی نماز ادا کرے۔

ایک اور سوال کے جواب میں شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((خروج الدم من العم بعد الوضوء لا ينقص الوضوء بل لو خرج من غير العم دم كثير أو قليل فإنه لا ينقص الوضوء إلا ما خرج من السيلين القبل أو الندير فإنه ينقص الوضوء ولكن إذا خرج الدم من العم فإنه لا يجوز اتلاعه لقوله تعالى ﴿حَرِّمْتُ عَلَيْكُمْ السَّيِّئَاتِ وَالذَّمَّ﴾ وليعلم أن جميع ما يخرج من البدن سوى البول والغائط والريح وهي تخرج من السيلين أعني هذه الثلاثة فما عداها لا ينقص الوضوء قد يحتجم الإنسان فلا يتعوض وضوؤه قد يرفع أنفه فلا يتعوض وضوؤه قد تخرج قدمه فلا يتعوض وضوؤه ودلت لأنه لا

دلیل علی مقص الوضوء بمخرج شيء من اليدين سوى الخارج من السبيلين وإذا لم يكن دليل فإن الأصل بقاء النظارة على ما هي عليه لأنها ثابتة بدليل شرعي وما ثبت بدليل شرعي فإنه لا ينقص إلا بدليل شرعي))

وضوء کا رخ ہونے کے بعد اگر منہ سے خون نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے خون کی مقدار کم یا زیادہ دونوں ہی صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا ایتر اگلی یا پچھلی شرمکاء سے خون نکلتا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منہ سے خون نکلے تو اس کو گلہ لینا جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُزِمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَنِيَّةُ وَالذَّمُّ﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ النہر 3، آیت نمبر: 3)

"تم پر حرام کیا گیا منیہ اور ذمہ خون۔"

ہمیں اس بات کا علم ہوتا ضروری ہے کہ سبیل سے پیشاب یا خضہ اور ہوا خارج ہونے کے علاوہ جو بھی چیز جسم کے دیگر حصوں سے نکلتی ہے یعنی کہ اگلی اور پچھلی شرمکاء سے نہیں نکلتی ہے تو اس سے وضو باطل نہیں ہوتا اور اگر کسی نے چاند کر دیا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یا کسی نکمیر پھوٹ چکا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یا کسی لاپاہی، رخی اور اس سے خون بچے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اس طرح سے خون بہنے سے وضو ٹوٹنے کی کوئی صورت وکیل موجود نہیں ہے گل پچھلی شرمکاء کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے سے کوئی بھی چیز نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا لہذا اگر کسی مسئلے میں کوئی بھی دلیل موجود نہ ہو تو اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ طہارت جوں کی توں رہتی ہے تاکہ یہ چیز دلائل کی مدد سے ثابت ہے ہر اگر کوئی چیز شرعی دلیل سے ثابت ہو دھر شرعی دلیل کے بغیر کوئی اور چیز اس کو نہیں نہیں کرتی۔

(فتاویٰ نور علی العرب لابن شمس 2/7 باب فواقیض الوضوء)

((وحق أنه لا يصح حديث في إيجاب الوضوء من خروج الدم؛ والأصل البراءة كما قرره الشوكاني وغيره، ولهذا كان مذهب أهل حجاز أن ليس في الدم وضوء، وهو مذهب الفقهاء السبعة من أهل المدينة وسنعمهم في ذلك بعض الصحابة، فروى ابن أبي شيبة في "المصنف" (١/ ٩٢) والبيهقي (١/ ١٤١) بسند صحيح "أن ابن عمر عصر بشره في وجهه فخرج شيء من دم فحك به بين أصبعيه ثم صلى ولم يتوضأ" ثم روى ابن أبي شيبة نحوه عن أبي هريرة وقد صح عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه أنه يرى دما في صلاته ثم صلى فيها، (راجع صحيح البخاري مع فتح الباري ج ١ ص ٢٢٢ - ٢٢٤) وتعليقي على "مختصر البخاري" [١٠٥٧]))

اور حق یہ ہے کہ خون نکلنے کی وجہ سے وضو کے فرض ہونے کے بارے میں صحیح حدیث موجود نہیں بلکہ اس سے برآئیت ہے اور اس کا دوسرا کوام شوافی رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے اہل حجاز کا موقف یہ ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ناسخ ہوتا اور حدیث کے فقہاء سب سے اسی کے قائل ہیں ان کے سلف اس بارے میں بعض وہ صحابہ ہیں جن سے ایسا نقل ہوا ہے چنانچہ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے "مصنف" (١/ ٩٢) میں اور امام بیہقی "١/ ١٤١" میں اس کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہتھی چوڑے کی پگھلی کو لپٹی انگلیوں سے چمکڑا جس کی وجہ سے اس میں سے خوش نکلا اس کو اسہوں نے لپٹی دونوں انگلیوں سے دگڑا اور یونہی نماز ادا فرمائی، امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اسی طرح کی روایت سیدنا ابوبکر رحمہ اللہ کے واسطے سے نقل کی ہے اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے اس بارے میں صحیح حدیث موجود ہے اس حدیث میں ہے کہ تمہارے نماز اور کسی اور دوران نماز خون تھوکا اس کے پھر نماز ادا کرتے رہے اس

حدیث کی حرید و ضاحت صحیح البخاری 1/ 224-222 نور فتح الباری نیز اس پر میری تحقیر
تعلیق (1/ 75) میں ملاحظہ فرمائیے۔

فی تعلیق کے بارے میں محقق صحیح البخاری 1/ 75 میں ملاحظہ فرمائیے۔
(مسند احادیث بصحیفہ لاہل 1/ 683، تحت رقم: 470، الناشر: مکتبہ المعارف، ریاض)

وہ جو توفیق مند و دہل توفیق میں ہے وہ علم

کائنات کے خالق سے توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔

المعلم بعد من لا یفوق

خروج الدم من غیر المخرج لیس من بوجہ الوضوء
من أرجو لعدم عن الدم هل هو مبطل للصلاة؟

سوال: شمر گاہ کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں سے خون کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ج ((لا، نعم دیلاً شرعياً بطل علی أن خروج الدم من غیر المخرج من بوجہ
وضوء والأصل أنه لیس بافوض والعبادات مبہا علی التوفیق فلا یجوز
لأحد أن یقول هذه لعبادة مشروعة إلا بدلیل، وقد ذهب بعض أهل العلم إلى
بعض بوجہ بخروج الدم اکثر عرقاً من غیر المخرج، وإذا توضحاً من خرج منه
ذلك احتیاطاً وخروجاً من خلاف فهو حسن لقول السی صلی لله علیه وسلم
«دع ما یریدک إلی ما لا یریدک»))

جواب: ہمیں کسی بھی دلیل کے بارے میں علم نہیں ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ شمر گاہ کے علاوہ
جسم کے دیگر حصوں سے اگر خون نکلتا ہے تو اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بلکہ سارے پاس اسکی
اصل (دلیل) ہے کہ جس نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عبارات کا رد اور توقیف پر ہے ہر کسی کے لئے یہ
جائز نہیں ہے، بلکہ وہ یہ کہے کہ عبارت فقہی دلیل کے بھی جائز ہے، اور بعض اہل علم نے شمر گاہ کے علاوہ
جسم کے دوسرے حصوں سے زیادہ خون بہنے کو، نقص وضو بتایا ہے لہذا زیادہ متدبر میں اگر کسی کو خوش

لگتا ہے تو وہ بطور احتیاط وضو کر لے اس اختلاف سے بچنے کے لیے وضو کر کے توبہ ہے جیسا کہ یہ
کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دُعِ مَا يَرْيُكَ إِلَى مَا لَا يَرْيُكَ))

"اِس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔"

(فیوض الحیوۃ، ج 5: 282)





۱۱) کیا نیت اور نیت کی وضاحت ہے؟

(۱) طہیر پھونے پر اور (۲) نئے کرے پر

کیا ہے اور نیت کی وضاحت کیا ہے؟

نیت کرنے سے اور نیت پھونے سے وضاحت ہے یا کسی اس مسئلے میں طہارے کریم کا اختلاف ہے بعض طہارے کریم کہتے ہیں کہ وضاحت چاہیے اور بعض طہارے کریم کہتے ہیں کہ وضاحت کوئی نیت وضاحت کر کے تو بھر ہے۔

پہلی: نیت: (حدیث میں وہاں سے)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خُذْنَا مُحَمَّدٌ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَسْرٍ وَبِ عِنْدِ الْحَافِي، مَا أُنُوْ غِلَانَةُ مُحَمَّدٌ
بْنِ عَسْرٍ وَبِ خَالِيهِ، مَا أُنُوْ سَنَةِ، عَنِ ابْنِ أَرْفَمٍ، عَنْ
عِظَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
«إِذَا رَغِبَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَنْتَقِلْ عَنْهُ ائِذْ، ثُمَّ
لْيَبْعِدْ وَضُوءَهُ وَيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ» سَلِيمَانُ بْنُ أَرْفَمٍ مَثْرُوكٌ))

جب تم میں سے کسی کی نماز کے دوران نیت پھونے سے باز رہو تو اس کو چاہئے کہ نماز کو چھوڑ کر
ناک کاٹوں اور اس کے بعد دوبارہ نیت پھاڑو تاکہ نماز کا اعادہ کرے اس روایت
کی سند میں سلیمان بن ارفم ہے یہ شخص متروک ہے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱، ۲۷۸، کتاب الصلوة، باب فی الوضوء من الخارج من البدن)

کالرحاف ونقی، و حجة و بحوث، رقم: ۵۶۰، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت)

فَأَخْطَأَ يَبِيداً فَقَالَ: عَنْ يَبِيدِ بْنِ الزُّبَيْدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي الذَّرْدَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيَّ، وَقَالَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَائْتِنَا هُوَ، مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ))

اسحاب کرام رحمہ اللہ اور تابعین رحمہ اللہ میں سے بہت سے اہل علم کی رائے ہے کہ قے اور نمیر سے وضو (نوب جاتا) ہے، اور ایسا عیاں ثوری رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قے اور نمیر سے وضو نہیں ٹوکتا، مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، حدیث کے طرق کو ذکر کرتے ہوئے بعد نام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ضبط حدیث بہترین ہیں، جسکی اسلم کی حدیث اس باب میں سب سے صحیح ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء في الوضوء من القيء والزغاف - قے اور نمیر سے وضو کا بیان، حدیث نمبر 87، فتح البانی رحمہ اللہ نے ان حدیث کو صحیح کہا ہے۔ "توثیق الحدیث" سنن ابی داؤد، المصوم 32 (2391)، (تحفة الأنشراح، 10964)، مسند احمد (5، 195، 6، 443)، سنن الدارمی المصوم 24 (1769)، (ولعظ الحسیع "قاء فأعطر" X صحیح))

تیسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ زُعَافٌ أَوْ فُلَسٌ أَوْ مَدْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَتْبَعْ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَنْكَلُمُ))

"جسے لہزد میں قے، نمیر، پانی کی ڈکار آجائے تو وہ لوٹ جائے، دوسو کرے پھر پانی نماز پڑھا کرے، لیکن اس دوران کسی سے کلام نہ کرے۔"

(مسند ابن ماجہ، کتاب القامۃ، الصادق، السنۃ کتاب: ما جاء في البقاء على الصلاة نماز پڑھنا

کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 221] شیخ الہادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تخریج
احدیث: "تقریب ابن ماجہ، [تحفة الأشراف: 16252، معجم الزجاجة: 428]، [ضعیف]، [اس
کی سند میں ۲ میل میں عیاش رحمہ اللہ میں، اور ان کی روایت تھامیوں سے ضعیف ہوتی ہے، اور یہ اسی قبیل
سے ہے]"

چوتھی دلیل: (حدیث عبد الصمد بن بروج رحمہ اللہ)

((حدثنا محمد بن سفيان بن عيينة، عن علي بن زبير
العرافعي، ما أنزيه بن داود، عن إسماعيل بن عتيار، عن أبي
خريزج عن أبيه، قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من
فلس أوفاء أزرعف فليصرف فليتوضأ وليتيم على صلاته))

ابن بروج رحمہ اللہ اپنے والد (عبد الصمد بن بروج رحمہ اللہ) کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ
امی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس کسی کو (نماز کے دوران) نکل آئے یا نکلے جائے یا
نکسے چوسے یا کسی کو مارے نکل جانا ہے اور دوبارہ وضو کر کے اور ہی نماز کو تمام
کرے۔

(سنن الدارقطنی: 1/282، کتاب الطہارۃ، باب فی الوضوء من الخارج من البدن
كالرعاف والقيء والحجامة وسوءه، حدیث نمبر: 567)

پانچویں دلیل: (حدیث ابو سعید رحمہ اللہ)

((أما حديث أبي سعيد فأنبأنا محمد بن عبد الملك قال أنبأنا
الخبزاري عن الدارقطني عن أبي حاتم بن حبان قال ما أحمد بن
يحيى بن زهير قال حدثنا عمر بن الخطاب السجستاني قال ۛ عمرو
بن عون قال أن أبو بكر المزاهري عن أبي الخجاج عن الزهري عن

عطاء بن یرید عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " إذا قام أحدكم أو رجع وهو في الصلاة أو أخذ فليتنصرف فليتوضأ ثم ليحيي فليبني على ما مضى)

جب کسی شخص کو نماز کے دوران قے آجائے یا گھبراہٹ پڑے یا کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ نماز کو پھوڑ کر نماز سے نکل جائے اور دوبارہ وضو کرے جہاں تک اس کی نماز ہوئی تھی وہاں سے وہ نماز ادا کرے۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کا قول:

((هذا حديثان لا يصحان أما الأول فعليه الشافعي والشافعية عتدوا الله بن حكييم))

(امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اس بارے میں دو حدیثیں نقل کرتے ہیں کہ میں یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں، پہلی روایت میں وہی ہے جس کا امام عبد اللہ بن حکیم ہے۔

پانچویں دلیل: علامہ ابن حام رحمہ اللہ کا قول:

((ثُمَّ الْقَدْ الْوُضُوءُ مِنْ سَجْدَةٍ مِنْ إِفْطَارِ النَّوْلِ، وَالذِّمُّ الشَّائِلِ، وَالْفُتُوءُ، وَمِنْ دَسْفَةٍ مِمَّا لَمْ يَفْعَلْ، وَالنُّوْمُ الْمُضْطَجِعِ، وَفَقْهَةُ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، وَمِنْ خُرُوجِ الذِّمِّ))

یعنی کہ سات وجہ ہت کی ہیں اگر ہر سے بے وضو کیا جائے گا وہ سات چیزیں اس طرح ہیں۔

- (1) پیشاب کے قطرے نکلنے سے وضو کیا جائے گا۔
- (2) پہنے والے خون کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔
- (3) حق کے آنے سے وضو کیا جائے گا۔
- (4) کھوت لگے سونے کی وجہ سے وضو کیا جائے گا۔

(5) لہذا میں قبر لگانے کی وجہ سے دشمن کیا جائے گا۔

(6) غم نہ لگنے کی وجہ سے دشمن کیا جائے گا۔

(الحق القدر لائن تمام، 1، 36، کتاب الطہارۃ، "فصل فی توقیر الوضوء")

((ہذا الوضوء من سنن نبی))

((احبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنا أبو خنفر شحمہ بن سُلیمان بن منصور المذکور، ثنا سهل بن عفان البصري، ثنا الجارود بن يزيد، عن أبي ذئب، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - "يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَنَةٍ مِنْ إِفْطَارِ الْيَوْمِ، وَالْذَمِّ السَّائِلِ، وَالْقِيَاءِ، وَمِنْ دَسْعَةٍ، أَوَّلًا بِهَا أَنْفٌ، وَالنَّوْمِ الْمُصْطَجِعِ، وَفَهْمَةِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، وَمِنْ خُرُوجِ الدَّمِّ سَهْلٍ مِنْ عِفَانٍ مَحْمُولٍ، وَالْجَارُودِ بْنِ يَزِيدٍ صَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا يَصِحُّ هَذَا))

اس روایت میں سهل بن عفان مجہول راوی ہے اور جارود بن یزید ضعیف راوی ہے اس دونوں کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پاتی ہے۔

(انحدیث میں امام شافعی، ابی حنیفہ، واسحابہ سے نقلی: 1، 364، 363 کتاب الطہارۃ، "مسألة

(21) واقفي، والرعاف، والدم الخارج من غير مخرج الحدث لا يقص

الوضوء" رقم: 637، المأثور: الروضة، القاهر، مصر)

"يُعَادُ الْوُضُوءُ مِنْ سَنَةٍ مِنْ إِفْطَارِ الْيَوْمِ، وَالْقِيَاءِ، وَمِنْ دَسْعَةٍ سَلًا الْعَيْنِ، وَنَوْمِ الْمُصْطَجِعِ، وَفَهْمَةِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، وَخُرُوجِ الدَّمِّ

الرازي، يوهريه | محدث ابن حجر المصقلاني | المصدر: الدرر النيرة | تخریج: أحادیث

الهداية | الصفحة: 33 | خلاصة حكم المحدث: إسناده واهو جدا

علامہ علی بن حسین کا قول

علامہ بدرالدین علی بن حسین (یُعَاذُ الْوُضُوءُ مِنْ مَنِيْعٍ) کے اسد میں لکھتے ہیں،

((قال "صاحب الدراية" روى البيهقي و "صاحب لمحيط" عن
السي "صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "يُعَاذُ الْوُضُوءُ"
آخره، نحوه، وليس فيه والحدث))

(اہنایہ شرح، ہدایہ: 1-273، "فصل فی موافق الوضوء-اعنی، والدلم من موافق
الوضوء" الماثرۃ: ۱۰۱، مکتبہ الملیہ بیروت)

کثیر وچھوٹے شرکیہ ایک ہی وضو سے صحت پان کی تحقیق

عہد القرائن عباسی میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سیرتین نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ الْحَقَّاقِ ، مَا أَتَى عَلَانَةً لِمُحَمَّدُ
بْنِ عَمْرٍو بْنِ خَالِدٍ ، مَا أَتَى ، مَا أَتَى سَلَمَةَ ، عَنِ ابْنِ أَرْفَمَ ، عَنْ عِظَامِ
عَبْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا
رَعِبَ أَخَذَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصِرْفْ فَلْيَغْسِنْ عَنْهُ اِذْمَ ، ثُمَّ يَبْعُدْ
وَضُوءُهُ وَتَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ" سَلِيمَانُ بْنُ أَرْفَمَ مَرْوُكٌ))

جب تم میں سے کسی کی نماز کے دوران کثیر پھوٹ پڑے تو اس کو پاب ہے کہ نماز کو چھوڑ کر
خنون دھو لے اور اس کے بعد دوبارہ سے نیا وضو بنا کر نماز کا اعادہ کرے اس روایت کی سند
میں سلیمان بن ارقم فحش مَرْوُک ہے۔

(عن الدارقطنی 278، 1، کتاب العبادۃ "باب فی الوضوء من الخارج من الیدین کالزعاف والعیء، ولحمامہ ومحوہ" رقم: 560، الناشر: مؤسسۃ دار الہاد، بیروت)
 موطا: نکیر کے بارے میں جو روایت یوں کی جاتی ہے "تمام کی تمام ضعیف روایات ہیں بہرہ نکیر
 پھر ث نے سے وضو کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

امام ابن حبیہ رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن حبیہ رحمہ اللہ کے بعد وضو کے بارے میں کہتے ہیں:

((الخزج والنعصا والجمامة والزعاف والقنيء. فمذهبنا
 والشافعي لا ينقض. ومذهب أبي حنيفة وأحمد ينقض))
 رقم پر شہادت بخاتم سے اور قمار کر دانے سے اور نکیر پھونکے جانے سے اور کئے کرنے سے
 (ان امور کے بارے میں) امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹ
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام ابن حبیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((أنها لا تنقض الوضوء. ولكن يستحب الوضوء بها))
 ان امور میں وضو نہیں ٹوٹ لیکن ان امور میں وضو کرنا مستحب ہے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: 21، 222، "باب بواقض الوضوء خروج لجمادات من غیر
 نسبیلیں" الناشر: مجمع فہم لہذا المصطفیٰ الشریف، المدینۃ المنورۃ، السعودیہ)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا قول:

((أما العیء والزعاف فهذا لا يبطل الوضوء. ولكن من باب
 الاحتياط، إذا توضأ الإنسان هذا احتياط))

جہاں تک ہے اور تکمیر چوتہ کا تعلق ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کوئی انسان وضو کرنا چاہتا ہے تو یہ بطور احتیاط ہے۔

(شرح لکھنؤ شریعتی، قرآن الہامی، ابواب، مودعص، الوضوء)

ابواب، الوضوء، 6/ 66، <https://binbaz.org.sa/audios>

شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

((مرتب فی أحد كتب الحديث وقال باب ما جاء في الوضوء من النقيء فهل الوضوء هنا للوجوب وهل إذا استقاء الإنسان أو أتاه قيء عليه وضوء؟

لا، الصحيح أن كل ما خرج من البدن فإنه لا ينفض الوضوء، لا ارقى ولا الدم ولا غير ذلك إلا البول والعائط، أو ما خرج من مخرج البول أو العائط، هذا هو القول الراجح))

نہیں یہ قول صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح قول یہ ہے کہ جسم سے نکلے ہوئے ہر چیز سے وضو نہیں توڑتا۔ جس سے وضو ٹوٹتا ہے نہ خون نکلے سے وضو ٹوٹتا ہے اور نہ عیاشیاب اور پاخانہ کی بجائے کے علاوہ جسم کے کوئی اور حصے سے کچھ بھی نکلے وضو نہیں توڑتا جو چیز عیاشیاب اور پاخانہ کی جگہوں سے نکلے تو وضو نہیں توڑتا۔

(لکھنؤ شریعتی، 86، 29، کتاب باب، الفتا، 86) "حكم الوضوء من القيء"۔
مصدر: کتاب، دروس صوتیہ، مہر عہدہ موقع (الشبكة الإسلامية)

(2) کتب کے بارے میں ضوابط

اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹا بلکہ وضو کرنا مستحب ہے لازم نکلیں۔

حدیث معدان بن ابی طلحہ عن ابی المرداء میں ہے کہ: "کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی تورود توڑ دیا اور وضو کیا (معدان یہ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے وہاں سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور میں نے اس سے اس بات کا ذکر کیا تو سب نے کہا کہ ابو المرداء سے صحیح کہا میں نے ہی آپ کو بتایا کہ "یہ روایت" صحیح اللہ ہی 1. 142 143 "میں صحیح سند سے ساتھ مروی ہے البتہ اس روایت کی سند میں معقولہ و اضطراب پایا جا رہا ہے لیکن وہ میرے مطالعے سے اس حدیث سے کہ میں نے اس کو اچھے سے ضبط کیا ہے، جیسا کہ امام ترمذی نے اسے اور امام احمد نے کہا ہے، مزید تفصیلات کے لئے "نیل المادکار" 1/ 164 اور شیخ احمد محمد شاہ نے ترمذی پر تعلق ملاحظہ فرمائیں۔

((وقد نص شيخ الإسلام ابن تيمية في مجموعته الرسائل الكبرى "علی استحباب الوضوء من العین لهذا الحديث 2 (234)) اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "مجموع الرسائل الكبرى" ج 2، 234 "میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد وضو کے مستحب ہوئے پر ہی حدیث کا ذکر کیا ہے۔

(تزم المیزان علی فتح السنة للابن ہانی صفحہ 12، "ومن ما يستحب له الوضوء المأثر بدار الراية)

²³ ومع وجود حسن لهذا الحديث - يوجد من يقول به صحته وقال: إنه حديث جيد - ويقول به ضعفه وتلفته هذا الذي يظهر، به وجوده يهي صحته وانتمه وحديث حسن أصح شيء، في هذا الباب يقول - منه هو صحيح مقصود - كتاب شرح من الترمذي - عند تكريم المظهر

حدیث معدان بن ابی طلحة عن ابی الدرداء کے ہرے میں عبدالرحمن بن عبد بنار فریوائی لکھتے ہیں، ان نوگوں کی دلیل باب کی یہی حدیث ہے، لیکن اس حدیث سے استدلال وہ باتوں پر موقوف ہے:

❖ ہر ایک حدیث میں لفظ یوں ہو ((فاء فتوحاً)) "تے ن تو وضو کیا" جب کہ یہ لفظ محفوظ نہیں ہے زیادہ تر مصادر حدیث میں زیادہ روایت کی رہا ہے ((فاء فاعطى)) "تے ن تو روزه توڑ لیا" ہے ((فاء فاعطى)) کے بعد بھی ((فتوحاً)) کا لفظ نہیں ہے، یا کسی طرح ہے جس طرح اس روایت میں ہے۔ یعنی ((فاء فاعطى فتوحاً)) "یعنی تے ن تو روزه توڑ لیا" اور اس کے بعد وضو کیا "اور اس لفظ سے وضو کا وجوب ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ ایسا ہوتا ہے کہ تے کے بعد آدمی کھڑا ہو جاتا ہے اس لیے روزه توڑ لیتا ہے، اور نکالت کے طور پر وضو کرتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اور زیادہ نکالت پسند تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تھا جس سے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی علم می نہیں ہے۔

❖ نمبر ۱۰ یہ کہ اگر ((فاء فتوحاً)) کا لفظ ہی محفوظ ہو تو ((فتوحاً)) کی وجہ سے یہ ہو، جیسا کہ "تے کی اس لیے وضو کیا، اور یہ بات حقیقت میں سے بلکہ یہ فاء تعقیب کے لیے بھی صحیح ہے، جیسا کہ "تے کی اور اس کے بعد وضو۔
(سنن اتریزی | مجلس علی وراۃ ص ۱۰۱ | ۲۰۰۹ء ناشر مکتب بیت السلام لاہور)

شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ کا قول:

شیخ الہدیٰ رحمہ اللہ کے بعد وضو، ہرے میں کہتے تھے:

((الوضوء من الفرض لمعدان بن ابی طلحة عن ابی الدرداء
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاء فاعطى فتوحاً حقیقت ثوبان
فی مسجد دمشق فذكرت ذلك له فقال: صدق ثاب صیب نہ

وصوہ أخرجه الترمذي 1 142 143 وعبره بإسناد صحيح
والاضطراب الذي وقع في سنده لا يعلل لأن حسيبا لمعلم قد حوذه
كما قال الترمذي وأحمد وأصح قيل الأوطار 1 164 وتعليق الشيخ
أحمد محمد شاكر على الترمذي))

مستند

نے کرنے کے بعد یا غیر بیوت کے بعد وضو کے مسئلے میں امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا
موقف رائے ہے یعنی کہ سقے اور غیر کی وجہ سے وصول لازم نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں جس روایات
کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے دوسری روایات ضعیف ہیں لہذا ضعیف روایات کا کلی جہت نہیں ہیں چنانچہ یہ
بات واضح ہو گئی کہ قے کرنے کے بعد وضو کرنا اس میں نہیں البتہ حدیث معہد میں انہی طحاہ
عن ابی الدرداء کے مطابق قے کرنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ اس حدیث میں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ذکر کیا گیا ہے اور اس حدیث کو شیخ ابی ہاشم رحمہ اللہ نے "صحیح" قرار دیا ہے بتا رہے ہیں
کہ قے کے بعد وضو مستحب ہے اس میں نہیں ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قے کے بعد وضو کرے
کو مستحب کہا ہے اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قے کرنے کے بعد بطور احتیاط وضو کرنا ہے، اور شیخ
البانی رحمہ اللہ بھی قے کے بعد وضو کرنے کو مستحب کہتے ہیں اور یہ موقف درست ہے، اس کا ذکر اگر
گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



۱) کیا عورت (بیوی) کو چھوٹے چادر پہنے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

اس مسئلے میں چار موقف پائے جاتے ہیں:

- (۱) پہلا موقف ہے کہ عورت کو چھوٹے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- (۲) دوسرا موقف ہے کہ عورت کو چھوٹے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- (۳) تیسرا موقف ہے کہ شہوت سے چھوٹ یا زبردستی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
- (۴) چوتھا موقف یہ ہے کہ شہوت سے پھرنے یا زبردستی سے وضو ٹوٹتا ہے البتہ اگر نڈی خارج ہو جائے تو اس سے وضو فرس ہو جاتا ہے۔ (رایع)

قول اول بہلا موقف

عورت کو چھوٹے چادر پہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

قبیل، مکمل، (حدیث و شریعت)

ام المؤمنین میں مدعا کے تحت بیان کرتی ہیں:

((كُنْتُ أَدَامُ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِخْلَايَ فِي قُبْلَتِهِ، إِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَعَبَضْتُ رِخْلِي، إِذَا قَامَ بَسَطْنَاهَا، قَالَتْ وَالنَّبِيُّ يُؤَمِّدُ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيخُ))

کرتی کریم ﷺ کے آگے سر جلی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قہر میں ہوتے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے، تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی، ان دونوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی العرائس - چھوٹے پر نماز پڑھنا [ہا کر ہے])
حدیث نمبر: ۳۸۲۲

دوسری ویس: (حصہ ہفتم) (پریم دت)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام ابو مسکن سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، امام ابو مسکن سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں:

((عَدْتُ رُسُلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْلَةً مِنَ الْأَيَّامِ،
فَانْتَسَيْتُهُ فَوَقَعْتُ بِيَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي السَّجْدِ وَهُوَ
مَنْصُوبُ رَأْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِرِجَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَسِعَافَاتِكَ
مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ مِنْكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي نَسَاءَ عِلَّتْ أَنْتَ، كَمَا أَتَيْتُ
عَلَى نَعْيِكَ))

”میں نے ایک رات نئی تریہ سنی کہ بہتر پر نہ پایا تو آپ سنا کہ کوئٹہ تھی، میرا چھوٹا آپ سنا کہ آپ کے پاس کے کوئے پر پڑا، اس وقت آپ سنا کہ سجدے میں تھے، آپ سنا کہ انہوں نے کھڑے تھے اور آپ سنا کہ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ! میری ناراضی سے تیری رضا مندی کی بناء میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی بناء میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری عی بنا ہوں آتا ہوں، میں تیری شاپاری طرح چاہوں نہیں کر سکتا، تو وہی ہے جسے تو نے اپنی تعریف خود چاہی گی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصدقات، ما یقال فی الزکوٰۃ والسنجود - روٹ N، صفحہ ۱۷۱) کے احادیث نمبر 486 [1090]۔ سن 879ء۔ سن النبی: 169۔ جامع الترمذی: (349)

تیسری ویکل :- (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

امام ابو مثنیٰ سید عالمؑ کی تعلیمات پر مبنی ہے:

(((مرفوع) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَ

مندرجہ بالا تمام تحقیقات کے مد نظر یہ حدیث قابلِ محنت ہے اور اس حدیث کے بہت سارے شواہد بھی موجود ہیں جیسا کہ الشیخ شعیب الداعود طیبہ کی تحقیق میں سرچکا ہے لہذا یہ حدیث قابلِ استدلال ہے اور یوں کو برسرِ پتے یا پھوس سے دھوکے میں تو قاطعاً البتہ اگر کوئی خارج ہو جائے تو اس سے مصروفِ غل ہو جاتا ہے۔

مول قاسم دوسرا صوف

(سورۃ النساء) کو پھر دیکھتے ہیں: **﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾**

یعنی دیکھ: **﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾**

﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 43)

”یا تم نے عورتوں کو چھو اور“

﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾

((وَمِنْهَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ الْفَضْلِ الْأَسْعَدِيَّ، نَا أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ، نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَدِيٍّ، عَنِ الْأَعْشَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُثَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، فِي مَوْجِهٍ عَزَّ وَحَلَّ **﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾** [النساء 43] قَالَ: «هُوَ مَا دُونَ الْجَمَاعِ وَفِيهِ الْوُضُوءُ»))

عبد اللہ (ن مسعود بخاری) **﴿أَوْ لَا مَسْئَمَ الْيَمِينِ﴾** [النساء 43] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بھڑکے کا ہے (یعنی کہ یوں دیکھنا اس میں شامل ہے) اور اس میں وضو ہے۔

(استدراک علی الصحیحین للامام 1، 228، رقم: 469، الناشر: دار لکب الصحیہ، بیروت)

﴿لَا مَسْئَةَ﴾

نام قریشی تفسیر کا قول

((قَوْلُهُ تَعَالَى (أَوْ لَا مَسْئَةَ النِّسَاءِ) قَرَأَ مَجْمُوعٌ وَاشْتَرَحَ كَثِيرٌ وَأَثْبَتَ غَيْرُ وَاعَصَمَ وَاشْتَرَحَ عَامِرٌ (لَا مَسْئَةَ) وَقَرَأَ حُفْرَةُ وَالْكَسَائِيُّ (لَا مَسْئَةَ) وَفِي خِصَاءٍ فَلَا تِلْكَ أَقْوَالُ الْأَوَّلِ. أَنْ يَصْخَرُونَ لِمَسْئَةِ خَامِئَتِهِمُ الْثَانِي. لِمَسْئَةِ نَاشِئَتِهِمُ. الْثَالِثُ يَجْمَعُ الْأَمْرَيْنِ حَقًّا وَ (لَا مَسْئَةَ) بِمَعْنَاءِ عِنْدَ أَكْثَرِ النَّاسِ، إِلَّا أَنَّهُ حُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَرِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: الْأَوَّلِيُّ هِيَ اللَّعْنَةُ أَلْ يَصْخَرُونَ (لَا مَسْئَةَ) بِمَعْنَى قَتْلَتُمْ أَوْ مَطْبَعْتُمْ، لِأَنَّ يَكُلُّ وَاجِدٌ مِنْهُمَا يَمْلَأُ قَالَ وَ (لِمَسْئَةِ) بِمَعْنَى غَشَّيْتُمْ وَمَسْئَتُمْ))

﴿أَوْ لَا مَسْئَةَ النِّسَاءِ﴾ (سورة النساء، آیت نمبر: 43) جمع، میں تیس، اور مرد، عاصم اور ابن عامر نے (لَا مَسْئَةَ) پر حابہ مردہ و کسان نے اس کو (لِمَسْئَةِ) پڑھا ہے اس کے تیس معنی بیان کئے جاتے ہیں: (1) جماع (2) سہارہ تہضم کو چھو (3) جماع اور سہارہ تہضم یعنی کہ چھو یہ دونوں چیزیں اس میں شامل ہیں اکثر علماء کے یہاں (لَا مَسْئَةَ) کا یہی معنی مراد لے گئے ہیں، البتہ محمد بن بکر کے حوالے سے کہ جاس ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (لَا مَسْئَةَ) کا معنی معنی (قَتْلَتُمْ) یعنی کہ "تم نے پر۔ دیا" یا اس کے ہم مثل معنی تھے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شومرا اور عیسیٰ سے ہر ایک کے لئے ایک فصل ہوتا ہے لہذا (لِمَسْئَةِ) کا معنی جمع کرنا اور چھانا ہوتا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قریشی) 5: 223، دار الکتب المصریہ، القاہرہ)

نام ابن کثیر تفسیر کا قول

((وَأَمَّا قَوْلُهُ أَوْ لَا مَسْئَةَ النِّسَاءِ فَقَرِءَ لِمَسْئَةِ وَلَا مَسْئَةَ وَاخْتَلَفَ

الْمُعْتَبِرُونَ وَالْآيَةُ فِي مَعْنَى ذَلِكَ عَلَى قَوْلَيْنِ [أَحَدُهُمَا] أَنَّ ذَلِكُ
كِبَايَةِ عَنِ الْجَمَاعِ، يَقُولُهُ تَعَالَى وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ
وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَيُضَفْ مَا فَرَضْتُمْ [البقرة ٢٣٧] وَقَالَ تَعَالَى
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا طَلَقْتُمْ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ
تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدْوٍ تَعَتَّدُوهُنَّ [الأحزاب: 49] ((

(لَا مَسْئَةَ) کی دوسری قرأت (الْمَسْنُومَاتُ) ہے اس کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ
مرہومہا سے جیسے وہ آیت میں ہے: «وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ»
وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَيُضَفْ مَا فَرَضْتُمْ» (بقرہ 237) یعنی تم اپنی
عورتوں کو طلاق سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر ہو تو جو مقرر ہے اس کا آدھا دو اور
آیت میں ہے: «اَلْاِيْمَانُ وَالْوَاكِفَةُ» تم یہاں اہل عورتوں سے نکاح کر دیکر طلاق سے
پہلے نہیں طلاق دے دو تو ان کے آدھ مہر نہیں، یہاں بھی لفظ «مِنْ قَبْلِ أَنْ
تَمْسُوهُنَّ» (سورۃ الاحزاب: 49) ہے۔

((قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ
سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَبِيرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي
قَوْلِهِ أَوْ لَا مَسْئَةَ الْمَاءِ قَالَ الْجَمَاعُ))

ابن ابی حاتم سیحیہ اثر نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ: «أَوْ لَا مَسْئَةَ الْمَاءِ» سے مراد طلاق ہے۔

((وَزَيْدٌ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي نِجْمٍ وَغُنْدَرٍ وَطَارِقٍ وَخُسَيْدٍ وَغُنْدَرٍ
بْنِ غَمِيرٍ وَسَعِيدِ بْنِ خَبِيرٍ وَانْشَقَبِي وَفَتَّادَةُ وَمُقَاتِلُ بْنُ حَبِانَ، نَحْوُ
ذَلِكَ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ابی نجم، غندر، طارق، خسید، غندر، بن غمیر، سعید بن خبیر، انشقی، فتنادہ، مقاتل بن حبان، نحو

میں بوسہ بھی "مس" میں داخل ہے اور اس سے بھی وضو کرنا پڑے۔

(تفسیر ابن کثیر: 2: 276-277، انما اثر، دار الکتب المصریہ بیروت)

((عن علي، «أَوْ لَا مَسْنَمُ التَّسَاءُ» [النساء 43] قَالَ هُوَ الْجَمَاعُ))

یہ تا علی فرماتے ہیں ((لا مَسْنَمُ)) سے مراد جماع ہے (یعنی کہ اس سے مراد مطلقاً نہونا

نہیں ہے)

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، آیت: 43)

دوسری دلیل: (حدیث ابن عمرؓ)

یہ تا عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں،

((قُبِّلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَةٌ وَجَسَنُهَا بَيْدُهُ مِنَ السَّلَامَةِ، فَمَنْ قُبِّلَ امْرَأَةً أَوْ

جَسَنُهَا بَيْدُهُ فَقَلْبُهُ الْوُضُو))

کہ بوسہ لینا مرد کا بٹی عورت کو اور نہونا اس کا ہاتھ سے سلامت میں داخل ہے، تو جو شخص

بوسہ لے بٹی عورت کا یا نہونے اس کو اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہے۔

(مسند امام مالک [روایت کئی، کتاب الطہارۃ، باب اَلْوُضُوءُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَةً - بوسہ لینے

سے بٹی عورت کا وضو کرنا جائے گا، حدیث نمبر 94، تخریج الحدیث، "موقوف صحیح،

وأخرجه لبيهي في "سنه الكبير" رقم 613، وانداز قطبي في "سنه" رقم

516، 518، 519، 520، 521، 522، 526، وعبد الرزاق في "معصنه" رقم 496،

497، وابن أبي شيبة في "معصنه" رقم 495، شركة الحروف نمبر 87، فواد

عبد الباقی نمبر 2، کتاب الطہارۃ، ج 64)

تیسری دلیل: (حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات مجھ تک پہنچی ہے۔

((مِنْ قُبَلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ الْمُضْوَءُ))

جب کوئی مرد اپنی عورت کا جوریتا سے قواس پہن کر نکلتا ہے۔

(مولانا مالک [روایت] عنی، کتاب العبادۃ، باب الموضوء من قُبَلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ۔ اپنی عورت کا جوریتا سے اپنی عورت کا وضوء کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 95۔ ترمذی، ص 107، "موقوف صحیح، وأخوجه الدارقطني في "سنن" برقم 487، وابن أبي شيبة في "مقصود" برقم 500، شركة الحروف سير 88، نواد عبد الباقی رقم 2۔ کتابت المطبوعات۔ 65)

علمائے کرام کی اقوال

امام ابن النفر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

((وقال بعضهم للسلامة نظائر في الكتاب من ذلك المتبصرة والنس والتمس واجد في النفس قال الله تعالى: «لا جرح عنيكم إن طلقتم النساء ما لم تمسوهن» [البقرة: ٢٢٦] الآية وقال «إذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل أن تمسوهن» [الأحراب: ٤٩] وقال «وإن طلقتموهن من قبل أن تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة» [البقرة: ٢٣٧] فذكر جمل ذكره الميسر في هذه الآيات والنس والتمس والسلامة والمساة وقد أجمع أهل العلم على أن رجلاً لو تزوج امرأة ثم متها بيده أو قتلها بحضرة جماعة ولم يغفل بها فطلقها أن لها بصف الصداق إن كان سمي لها

صداقا والمُنْعَةُ إِنَّ لَمْ يَكُنْ سَتَى لَهَا صَدَاقًا وَلَا عِدَّةً عَلَيْهَا، قَدْ
اجْتَمَعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ إِنَّمَا أَرَادَ فِي هَذِهِ الْآيَاتِ الْجَنَّةَ،

فَبَدَا كَانَ كَذَلِكَ حَكْمًا لِلنَّسِ بِحُكْمِ التَّيْنِ إِذَا كَانَ فِي الشَّعْبِ
وَاحِدًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَفِي أَجْمَعِ كُلِّ مَنْ حُيِظَ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ
عَلَى أَنْ لَا يَضُوهُ عَلَى الرَّحْلِ إِذَا قُتِلَ أُمُّهُ أَوْ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ بِكَرَامَةٍ ((

بعض مدعا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں مباشرت، مس اور لمس کے ایک ہی معنی بیان کئے گئے
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمْ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ﴾

(سورۃ البقرہ: 236)

"اگر تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو گے اور ان پر ہر مقرر کئے طلاق دے دو تو۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِذَا لَعَنْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ﴾

(سورۃ الاحزاب: 49)

"جب تم مومن عورتوں سے لعن کرو، اور پھر ان سے پہلے (یعنی طلاق دے دو تو۔"

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ مَرِضْتُمْ بَهَنَ فَرِيضَةٍ﴾

(سورۃ البقرہ: 237)

"اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں پاؤں لگا یا۔"

اللہ تعالیٰ مذکورہ تین آیات میں میس کا ذکر فرمایا ہے لہذا اہل علم کا اس بات پر اجماع
ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اس عورت کو میس کر دے اور بوس و دیگر کرتا اور
اس کے بعد اور اس کو میس کر دے طلاق دیتا ہے تو ایک جماعت کے نزدیک وہ عورت آزاد ہے مگر
فقہ اہل بیت کی اور اس کے لیے کوئی حدوت نہ ہوگی یہ امتناع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے مذکورہ آیت میں چھوٹے کا جو ذکر فرمایا ہے اس سے مراد جماع سے بعد اچھوتا اور جماع کرنے والوں کے ایک ہی جہتی ہونے کا نام ہے نہ کہ (السن الزنبر) جس کا مطلب ہے جہتیں اور اہل علم کا اس بات پر بھی جماع ہے کہ اگر کوئی شخص لڑی ہاں، یعنی یا لیکن کا بطور عزت و اکرام پر سر لیتا ہے تو اس پر وضو نہیں، (مال و بی) اور لیکن کو چھوٹ سے وضو نہیں ہوتا، اس بات کی دلیل کے لئے امام الزنبر رحمہ اللہ نے حسب دلیل حدیث نقل کی ہے:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَفِيفَةَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ غَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّيْنَرِ، عَنْ غَمِيرِ بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَمَةً يَنْتِ رُسْبَ يَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي حَمْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَةً يَنْتِ أَبِي الْعَاصِي (دَلِيلٌ عَلَى))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز حالت قیام میں امامت نہایت زربت رسوں کو چھیٹتے اور سجدہ کرتے وقت نیچے سر اڑا کرتے تھے۔

(۱) واسطی اسن الاجماع والاشکاف لابن الزنبر ۱/ ۲۸، کتاب المہارۃ، رقم ۱۵-۱۶، ذکر نوحہ الثالث الذي أجمع أهل العلم على وجوب الطهارة منه وهو الملامسة واحتسبوا في كيفية الطهارة التي يجب فيه قال الله جل ذكره: "أَوْ لَا مَسْتَمِ اسَاءَ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا الْآيَةُ" أجمع أهل العلم على أن الملامسة حدث ببعض نوصوه واحتسبوا في النفس وبما، الناشر دار الفکر، بیروت)

۲۷ مئی ۱۳۸۵ھ

((مَنْ يَقُولُ لِنَسْ أَلْمَزَّةَ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَآخِرِينَ وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَخَذَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

وَالْأَكْثَرُونَ يَنْتَقِضُ))

جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام حنبلیؒ شامل ہیں۔

(اسیات شرع صحیح مسلم ص ۱۰۱، مجمع الزوائد ۴/ ۲۰۳، کتاب الصلوة، "ما یقال فی الركوع والسجود"، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام بخاریؒ کا قول:

((اختلف أهل العلم فيما قبل امرأة، أو معها بيده ولا حائل بينهما، فذهب جماعة إلى أنه ينتقض وضوءه، فها يُزوي دين. عن عمرو وعبد الله بن عمر، وعبد الله بن مسعود، وهو قول الزهري، والأوزاعي، ومالك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، وحملوا النص المذكور في قوله تعالى «أو لامستم النساء» [النساء. ۱۵] على غير الجماع))

اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو چھوئے یا بوسہ دے تو کیا وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ بعد ازاں مسئلے میں علما نے کرام کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، صحابہ کرامؓ میں سیدنا عمرؓ اور اصحاب جنسہؓ، سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ، سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہی بات مروی ہے، تابعین میں امام ربیعؒ، امام زہریؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ ان راوی یہ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ تمام علما نے کرام اس آیت پر

لَا مَسْئَمَ الْتَمَاءُ (سورۃ النساء: 43) کے بارے میں کہتے ہیں کہ (لَا مَسْئَمَ) سے
چودا مراد ہے (لَا مَسْئَمَ) سے علل مراد نہیں ہے۔

((وَلَمَسَ الثَّعْبَرُ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ جَنْدُ الشَّافِعِيِّ، وَجَنْدُ أَحْمَدَ يُوجِبُهُ))
اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے پاؤں کے چومنے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ امام
احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کوئی عورت کے پاؤں کو بھی ہاتھ لگا رہا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ
جاتا ہے۔

((وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوءُ بِلَمَسِ الْمَرْأَةِ وَيُزَوِّي ذَلِكَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ الْحَنَسِ، وَيُوْ قَالَ الثَّوْرِيُّ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ،
وَاجْتَمَعُوا بِهَا))

اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگائے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے صحابہ میں
سے عبداللہ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے اور تابعین میں امام حسن بصریؒ، امام سنیال
الثوریؒ اور اصحاب الرائے اسی بات کے قائل ہیں۔

(شرح السنۃ لمصنوع: 1-345، کتاب الطہارۃ، "باب بوضوء من لمس
المرأة"، الناشر: المکتب الاسلامی، دمشق، مصر)۔

امام شوکانی رحمہ اللہ تحریر:

((بَأَنَّ لَمَسَ الْمَرْأَةِ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَإِلَى ذَلِكَ ذَهَبَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ
عَمْرٍو وَالزُّهْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُهُ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَغَيْرُهُمْ))

سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ، زید بن اسلمؓ، امام زہریؒ، امام شافعیؒ، امام شافعی
رحمہ اللہ، اصحاب شافعی رحمہ اللہ، اور زید بن اسلمؓ یہ کہتے ہیں کہ عورت کو چومنے سے
وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

((وَذَهَبَ عَلَيْهِ وَاثِنْ غَنَائِينَ وَغَطَاءٌ وَطَلَاوُسٌ وَالْبَعْرَةُ خَبِيفَةٌ وَأُثْيُو حَبِيبَةٌ
وَأُثْيُو يُوشَفُ إِلَى أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ))

سیدنا علیؑ، سیدنا عبد اللہؑ اس عہاس خیمہ، مام عطا سیدنا، مام طاووس سیدنا، اور اہل
بیت سیدنا، مام ایح فید سیدنا، مام ابوج سب سیدنا یہ کہتے ہیں کہ عورت کو چونسے سے
و طو نہیں ٹوٹتا۔

(نیل الوطار مشکوٰۃ: 1، 246، أبواب مودافع الوضوء، باب الوضوء من مس المرأة،
الناشر: دار الحديث، مصر)

مدین من خان قوی سیدنا محمدؐ

((وَأَمَّا وَحُوبُ الْوُضُوءِ أَوْ النِّيمِ عَلَى مَنْ مَسَّ الْمَرْأَةُ بِيَدِهِ أَوْ بَشْيَةٍ مِنْ
بَدَنِهِ فَلَا يَصِحُّ الْعَمَلُ بِهِ اسْتِدْلَالًا بِهَذِهِ الْآيَةِ، لَمَّا عُرِفَتْ مِنْ
الِاحْتِمَالِ))

جو کوئی شخص عورت کو پہنچا تو اسے چھونے یا بدن سے چھونے تو اس شخص پر وضو یا نیم
فرض نہیں ہوتا اور اگر کوئی اس آیت مبارکہ (سورۃ النساء، آیت ۳۴) کے اس طرح
کے معنی بیان کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے تاکہ اس طرح کے معنی میں احتمال پیدا نہ ہو۔
(نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام، صفحہ نمبر: ۱۷۸، الناشر: دار کتب العلمیت)

قول جلیل اور دلیل کے دلائل پر تفصیلات

شیخ سیدنا محمدؐ

((س سؤال من فضل - سوري معيم في انكويت يقول. مذهب
الشافعي رحمه الله يقول بأن لمس النساء ببعض الوضوء، فمن هن
هؤلاء النساء؟ وهل لمس حواشي المحارم اللاتي لم يمسهن بعض

(الوصوه ۲)

کیا عورت کو چھو سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور عورتوں میں کون کون شامل ہیں؟ کیا تاباغ بچوں کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

((ح لیس النساء فی بعضہ للوصوہ خلاف میں اعضاء منهم من قال نہ بعض مطلقاً کالشافعی رحمہ اللہ ومنہم من قال نہ لا بعض مطلقاً کبعض حنیفہ رحمہ اللہ ومنہم من قال بعض مع الشهوۃ یعنی اذا لمسها بتلدید وشهوۃ بعض الوصوہ وی دیکھتے ہیں کہ بعض مطلقاً لا یعنی امام احمد رحمہ اللہ والصواب فی ہذہ المسالۃ - وهو انہ یعم علیہ لدلیل - هو ان من المرأۃ لا بعض الوصوہ مطلقاً))

جواب: عورتوں کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس مسئلے میں علما نے کرام کا اختلاف پیدا کیا ہے، بعض علما کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ہاتھ لگائے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بعض علما کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ نہیں لوثا، اور بعض علما کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شہوت کے ساتھ عورت کو چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر شہوت کے چھونے سے وضو نہیں لوثا یہ قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اس مسئلے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ نہیں لوثا۔

(مجموع فتاویٰ و مقامات مشرفہ لایمن ہا: 10، 135، "باب فی الوضوہ حل لمس المرأۃ - بعض الوضوہ"، الناشر: دار الفکر، دمشق، الطبعة: 1412ھ، 2001ء)

شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

((مس المرأة لا ینقض الوضوہ مطلقاً، سواۃً بشهوۃ أو بغیر شهوۃ، إلا أن ینخرج منه شیء))

عورت کو چھونے سے مطلقاً منع نہیں ہوتا چاہے شہوت کے ساتھ چھوگیں یا بچہ شہوت کے
البتہ مذی وغیرہ خارج ہو جائے تو ضرورت پاتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ درساں لائن ۱۱: ۲۰۲)

شیخ الہیٹی رحمہ اللہ کا قول:

((وإحقق أن مس المرأة وكذا تقبيلها لا ينفص نوصوء سواء كان
شهوة أو بعير شهوة، وذلك لعدم قيام دليل صحيح على ذلك، بل
ثبت أنه صلى الله عليه وسلم كان يقبل بعض أرواحه ثم يصلي ولا
يتوضأ، أخرجه أبو داود وغيره، وله عشرة طرق، بعضها صحيح كما
بينته في "صحيح أبي داود" (رقم ۱۷۰-۱۷۳) وتقبيل امرأة ما
يكون مقروء بالشهوة عادة، والله أعلم))

یہ بات حق ہے کہ عورت کو چھونے یا بوسہ دینا نہ صرف شہوت کے ساتھ بلکہ شہوت کے
بغیر بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ بات
حدیث سے ثابت ہے کہ پی کریم ﷺ ان لوگوں میں سے تھے جن کا بوسہ ہوتا اور
نہا اور فرماتے لیکن اصل نہیں کرتے تھے اس حدیث کو امام یوسف رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل
کیا اور اس کے دس طرق تھے ان میں سے بعض طرق صحیح ہیں جیسا کہ امام یوسف رحمہ اللہ
نے "حدیث نمبر: ۱۷۰، ۱۷۳" میں نقل کیا ہے البتہ عورت کو بچہ سے بھی پہلو
ہے کہ اس میں شہوت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

(مسند امام ربیع رحمہ اللہ ج ۴: ۴۲۹، تحت رقم: ۱۰۰۰، الناشر: مکتبہ العارف، اریامس)

مکتبہ اسلامی

امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر کوئی خوشی کے ساتھ لذت محسوس کرتے ہوئے لہجہ بیوی کو چھوے گا تو اس پر وضو ہے اگر بغیر شہوت سے ہو تو اس پر وضو نہیں امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر مرد اپنی بیوی کو چاہے شہوت سے چھوے یا جمہ شہوت سے چھوے وہ تو اس حالات میں وضو نہ کرنا جائز ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کی دلیل حدیث حاشیہ ہے اور یہ حدیث ثابت ہے جیسا کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے سنن ابو داؤد میں کہا اور امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تصانیص میں اسی بات کو نقل کیا ہے۔

«أَمَّا لَا مَنَسْئِمَ الْبَسَاءِ» (۱) (۱۰۱۳) امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کا تاہری حنفی مراد یہ ہے اور یہ معنی درست بھی ہے لیکن منسلف اور غلبہ میں سے بیشتر نے (لا منسئم) سے جہاں مراد یہ ہے اس صائے کرام کا کہنا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں جہاں کئی بھی اسی طرز کے لفظ ہیں ان کے لئے جہاں وہاں پر اس کا معنی شہوت مراد لیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف دلی آیت میں ارشاد فرمایا:

«وَلَا تُبَاسِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ»

(سورہ البقرہ: ۱۸۷)

”اور عورتوں سے اسی وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں احکام میں ہو۔“

احکام کے دوران منکلف کو جماع شہوت سے روکا گیا اور اگر کوئی دوران منکلف اپنی بیوی کو چھوے گا تو اس میں کوئی گناہ نہیں لہذا اس وقت چھنا حرام ہے جبکہ شہوت کے ساتھ ہو اور اسی طرح یہ چھنا اس وقت حرام ہے جب تک منکلف احرام کی حالت میں ہو اور اس حالت میں اگر کوئی منکلف اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے تو یہ ناجائز ہے اس پر اس کو کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

چنانچہ عورتوں کو چھوے والا سندھ میں یہ بات بڑی واضح ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی یہ قول مروی نہیں کہ انہوں نے اپنی بیویوں کو ہاتھ لگایا ہو اور اس کے بعد وضو کیا ہو ایسی کوئی بھی بات کتب حدیث میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی سے اس طرح کی کوئی بات نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے چنانچہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹ یہاں تک کہ اگر شہوت کے ساتھ چھونے تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا اہلیت چھوے والے کو مذی خارج ہو جائے تو اس حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مذی کے خارج ہونے پر وضو فرض ہے مذی خارج ہونے کے لئے چھونا ضروری نہیں ہے بعض لوگوں کو عورت کو چھونے بغیر بھی مذی خارج ہو جاتا ہے لہذا مذی خارج ہوئے پر وضو فرض ہے لیکن عورت کو چھونے پر وضو فرض نہیں ہے اگرچہ شہوت سے چھونے تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا یہی موقف صحیح ہے۔ واللہ اعلم



(۱) سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں

حدیث سے، اس (حدیث یحییٰ علیہ السلام) سے

سیدنا یحییٰ علیہ السلام سے روایت سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ غَسَلَهُ الْغُسْلُ، وَمِنْ خَمْلِهِ الْوُضُوءُ يَغِيْبِ الْمَيْتَ)) (مروء)

"میت کو سہلے سے غسل اور اسے اچھے سے دھوے۔"

امام ابن کثیر کا قول

((وَمِنْ النَّاسِ مَنْ عَلِيٍّ وَعَلِيَّةٍ. قَالَ أَبُو عِيْسَى حَدَّثَنَا أَبِي هُرَيْرَةُ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْفُوقًا، وَهَذَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُعْمَلُ الْمَيْتَةَ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا غَسَلَ مَيْتَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ. وَقَالَ مَا يَنْبَغُ أَنْ يَأْتِيَ أَسْتَحْبَبَ الْغُسْلُ مِنْ غُسْلِ الْمَيْتِ وَلَا أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا، وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ أَحْمَدُ مَنْ غَسَلَ مَيْتًا أَرْجُو أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الْوُضُوءُ فَأَقْلُ مَا قِيلَ فِيهِ، وَقَالَ إِسْحَاقُ لَا يُبْذَرُ مِنَ الْوُضُوءِ. قَالَ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَغْتَسَلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ مَنْ غَسَلَ الْمَيْتَ))

"سیدنا یحییٰ علیہ السلام سے روایت سے کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس باب میں میرے مومنین سیدنا علی اور امیر مومنین سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بھی احادیث آئی ہیں، اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو میت کو غسل دے، صحابہ کرام و تابعین ہم سے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ جب کوئی کسی میت کو غسل دے تو اس پر غسل ہے، بعض کہتے ہیں اس پر وضو ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں میت کو غسل دینے سے غسل کرنا میرے نزدیک مستحب ہے، میں اسے واجب نہیں سمجھتا اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے، امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس نے میت کو غسل دیا تو مجھے امید ہے کہ اس پر

فصل واجب نہیں ہو گا۔ رہی وضو کی بات تو یہ سب سے کم ہے جو اس مسئلے میں کہا گیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ تحریر فرماتے ہیں: وضو ضروری ہے، امام عبد اللہ بن مبارک سیستانی سے مروی ہے کہ اسوں نے کہا کہ جس نے میت کو غسل دیا وہ نہ غسل کرے گا نہ وضو۔

(جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الغسل من غسل المیت میت کو غسل دینے سے غسل کرنے کا بیان، حدیث نمبر 993، شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

امام خطابی رحمہ اللہ کا قول:

((لا أعلم أحداً من الفقهاء يوجب الاعتسال من غسل الميت ولا الوضوء من حملة، ويشبه أن يكون الأمر في ذلك على الاستحباب وقد يحصل أن يكون المعنى فيه إن غاسل الميت لا يكتاد بأن من لا يصيبه نضح من رشاش الفسول وربما كان على بدن الميت نجاسة فإذا أصابه نضحه وهو لا يعلم مكانه كان عليه غسل جميع البدن ليكون الماء قد أتى على الموضع الذي أصابه النجس من بدنه))
مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ فقہائے کرام میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ میت کو غسل دینے والا غسل کرے گا اور نہ وضو کرے گا۔ کیا علمائے کرام میں سے کسی نے بھی اس چیز کو واجب نہیں کہا ہے اور اس بارے میں بڑا احادیث ہمیں ملتی ہیں وہ تمام احادیث استحباب کے لئے ہیں، ہو سکتا ہے سنی یہ ہو کہ غسل دینے والا اکثر میت کے غسل کے پانی سے بچا کر نہیں رو پاتا اس کو اس کی چھینٹیں پھونچتے ہیں اور کبھی کبھی میت کے جسم کی نجاست ہوتی ہے جس کی پٹینیں غسل دینے والے کے جسم پر پڑتے ہیں اور غسل دینے والا نہیں جانتا اس لیے اس کو غسل لینا بہتر ہے تاکہ اگر اس سے بدن کا حصہ ایسا ہو جو ٹوٹ ہو تو وہ بھی پاک ہو جائے۔

(معجم السنن للعلانی: 1: 307، کتاب الصلاة، "باب الغسل من غسل الميت"، الناشر المطبعہ الطبریہ حلب)

شیخ محمد صالح المنجد

((سـ سؤال من سـ صـ من الرصاص يقول ما صحة حديث «من غسل ميتاً لم يغسل، ومن حمّله لم يوص» ، وهل الأمر على وجوب أم الاستحباب، ولماذا؟

جـ الحديث المذكور ضعيف، وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم في أحداث أخرى ما يدل على استحباب الغسل من تعسب الميت أما حمّله فلم يصح في الوصوه منه شيء، ولا يستحب الوصوه من حمّله لعدم الدليل على ذلك))

"جو میت کو غسل دیکھا، غسل نہ کیا اور جو میت کو نہ دیکھا وہ وضو نہ کیا" مذکورہ حدیث کی صحت کے بارے میں بتائیں، اور اس امر (یعنی کہ جتارے کو نہ دیکھا دینے کے بارے) میں وضو کا فرض ہے یا مستحب ہے؟

جواب:- مذکورہ حدیث ضعیف ہے البتہ یہ بات نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جو میت کو غسل دیکھا اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اور جو جتارے کو نہ دیکھا وہ وضو نہ کیا یہ بات صحیح نہیں ہے ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہے اور نہ ہی یہیے سوچنے پر وضو کرنا مستحب ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے۔

(مجموع فتاویٰ و مسائل، متنوع دلائل، 10: 180، "باب الغسل ما صحة حديث من غسل ميتاً لم يغسل ومن حمّله لم يوص" جمع و اشرف، محمد بن سعد الشومر، الناشر دار المسعودی، المطبعہ المطبوعہ، الطبعة العربية، السعودية)

فتح الباقی مستحکم قول:

((وَسَحَبَ لِي غَسْلَهُ يَعْنِي لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ
عَلَّ مِثْقَالَ عِلْدٍ وَمِنْ حَمَلِهِ مَلِيحاً " أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ (2، 62)
63) وَالْتَرْمِذِيُّ (2، 132) وَحَسَنٌ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ (751)
مَوَارِدُ) وَالطَّيَالِسِيُّ (2314) وَأَبُو أَحْمَدَ (280، 433، 454، 472) مِنْ طَرِيقِ
أَبِي هُرَيْرَةَ، وَبَعْضُ حَرْفِهِ حَسَنٌ، وَبَعْضُهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْنَدِ
(وَقَدْ بَيَّنْتُ ذَلِكَ بَيَانًا شَافِعِيًّا فِي كِتَابِي " الشَّرْهُ مُصْطَابٌ " - كِتَابُ
الْعَمَلِ) وَقَدْ سَقَى لَهُ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي " تَهْدِيبِ النَّسِ " [أَحَدِي عَشَرَ
طَرِيقًا عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ: " وَهَذِهِ الصَّرَاقُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَدِيثَ مَحْفُوظٌ))
جو کوئی شخص میت و غسل دے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ میت و غسل دے کے
بعد خود بھی غسل کر لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مذکور ہے، جو کوئی میت کو غسل
دے وہ غسل کرے اور جو میت کو اچھا دھو کر دے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد و ترمذی
نے سنن ابو داؤد (2، 62-63) میں نقل کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن الترمذی
(2، 132) میں نقل کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بقیہ صحیح
(751-م) میں نقل کیا ہے اور مسند الطیالسی (2314) اور مسند احمد (280، 433،
454، 472) میں یہ حدیث پیدا ہے اور ہر یہ کے طرق سے ذکر کی گئی ہے اس حدیث کے
بعض طرق حسن ہیں اور بعض طرق امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہیں، امام ابن
القیم رحمہ اللہ " تہذیب النسخ " میں اس حدیث کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجیدہ و طرق
سے بیان کی گئی ہے امام ابن القیم رحمہ اللہ مزید اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس
حدیث (کے زیادہ طرق) سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے۔
(احکام ایجاز کلامی 1، 53-10) غسل میت، رقم: 31، الناشر: المکتب الاسلامی)

۳۰

جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو کرے کے مسئلے میں دو مرفوع احادیث ملتی ہیں ان دونوں احادیث کی مسناد صحیح ہیں اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال سے یہ بات اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے کہ جنازے کو کندھا دینے کے بعد وضو کرنا مستحب سے اللہ جو لوگ اس مسئلے میں وضو کو فرض قرار دیتے ہیں یہ بات صحیح نہیں ہے اور جن احادیث میں اس مسئلے میں وضو کی غلطی مذکور ہے وہ غلطی فرض وضو کے لئے یہاں کی گئی ہے مستحب وضو کے لئے غلطی نہیں کی گئی ہے لہذا جو کوئی بھی جنازے کو کندھا دیکھا اس پر وضو کرنا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر کوئی اس موقع پر وضو نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں واللہ اعلم۔



طریق الخطیب أخرجه ابن الجوزي في "التحقيق" 1/140، رقم 231، وفي
 لعل: 1/368، رقم 368، ورواه ابن عدي في "الكامل" 3/1027، ومن طريق
 سبهي في "خلافيات" 1/279-280، من طريق عبد العزيز عن
 عبد الكريم، وهو أيضاً. قال ابن عدي: "والبلاء في هذا الإسناد عبد العزيز
 وعبد الكريم، وهما ضعيفان" أما قال ابن الجوزي في "العدل" "وهذا لا يصح، وفيه
 عن (أحد من) أرى أحسن لم يسمع من أبي هريرة.
 والثانية عبد الكريم، فعدناه أيوب السختياني بالكذب. وقال أحمد وبهي
 ليس بشيء. وقال السدي غير ثقة. وقال الدارقطني متروك.
 والثالثة عبد العزيز، قال وبهي ليس بإسوي ثقة. وقال مسلم بن الحجاج
 ذهب الحديث. وقال سبهي متروك الحديث. وانظر أيضاً - نصب
 الرأية: 1/48)

دوسری روایت: (حدیث چارہ)

سیدنا عابر ابن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، وَأَبُو بَكْرِ التَّيْمِيُّ ،
 وَأَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَرِيدٍ الرَّغْزَبَانِيُّ قَالُوا : حَدَّثَنَا وَبَرُهِيمُ
 بْنُ هَالِبٍ ، مَا تَحْمَدُ بْنُ يَرِيدٍ بْنُ سَبَّاحٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي يَرِيدُ بْنُ سَبَّاحٍ ،
 سُبَيْمَانُ الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي سَعْيَانَ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَنْ صَحَبَ مِنْكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ
 ثُمَّ لِيُبْعِدِ الصَّلَاةَ»))

مگر کوئی شخص نماز کے دوران قیام لگائے تو اس کو چاہیے دوبارہ وضو کرے اور پھر نماز کا
 اعادہ کرے۔

۱۴۰۰ھ قلعی سنیہ ہاوس

((قَالَ لَمَّا أُوِيَ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا يَصَحُّ، وَالصَّحِيحُ عَنْ جَابِرٍ جَلَّاهُ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ يَرِيدُ نُسْبَانِ ضَعِيفٌ، وَيُكْسَى بِأَبِي عَزْرَةَ الزَّهَّادِيَّ وَابْنَهُ ضَعِيفٌ أَيْضًا، وَقَدْ وَهَمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فِي مُوصَفَيْنِ أَحَدُهُمَا فِي رَفْعِهِ إِثْنًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْآخَرُ فِي لَفْظِهِ وَالصَّحِيحُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ جَابِرٍ مِنْ قَوْلِهِ مَنْ ضَحَدَ فِي الصَّلَاةِ أَعْدَدَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَنِ الْأَعْمَشِ جَمَاعَةٌ مِنَ الزَّمْعَاءِ الثِّقَاتِ مِنْهُمْ سَعِيدُ التَّوْرِي، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ الطَّيْرِيُّ، وَكَعْبَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَنِيُّ، وَعُسْرُ بْنُ عَلِيٍّ النُّعْمِيُّ، وَغَيْرُهُمْ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَابْنُ خُرَيْجٍ، عَنْ يَرِيدِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ جَابِرٍ))

ابو ہریرہؓ کی سنیہ نے ہم سے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے برخلاف صحیح حدیث سیدنا جابر سے بھی مروی ہے (نام دار قلعی سنیہ مزید) کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک ضعیف راوی ہے اور اس کی تہیت ابو ہریرہؓ کی ہے اور اس کا پڑا بھی ضعیف راوی ہے۔ یزید بن سنان نے اس روایت میں دو واضح غلطیوں کی ہیں نہ کہ ایک اس نے ہم سے اس سے یہ کہہ کریم کہ سنیہ سے حدیث بیان کر دی ہے اور اس نے الفاظ میں رد و بدل کر دیا ہے جیسا کہ سیدنا جابر کی صحیح حدیث کے الفاظ ہیں اس صحیح حدیث کو اعش سنیہ نے ایسی غلطیاں سنیہ سے اور ابوسعید سے سیدنا جابر کے قول کے طور پر اس حدیث کو نقل کیا ہے سیدنا جابر فرماتے ہیں جو کوئی شخص نماز میں قس پڑھے اس پر قمار

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ ضَحَكَ فِي الصَّلَاةِ فَرَقَرَةٌ فَلْيَعْبُدِ الْوُضُوءَ
وَالصَّلَاةَ» وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ إِذَا قَهَقَهُ الرَّجُلُ أَعَادَ الْوُضُوءَ
وَالصَّلَاةَ وَحَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ شَيْخٌ لِأَهْلِ الْبَصْرَةِ يَقَالُ لَهُ سَلِمَانُ
بْنُ مُحَمَّدٍ الْغَرَارِيُّ وَكَانَ ضَعِيفًا سَيِّئَ الْحَالِ فِي الْحَدِيثِ . حَدَّثَ بِهِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَلِمَانَ بْنِ
أَرْقَمٍ عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أُبَيٍّ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَلِكَ))

جو کوئی نماز کے دوران قہقہہ لگا کر ہنستے تو وہ دوبارہ وضو کرے اور اپنی نماز کو بھی دوبارہ
ادھر کرے۔ حسن بن قتیبہ نے انہی الفاظ میں اس روایت کو بیان کیا ہے یعنی کہ جو کوئی نماز
کے دوران قہقہہ لگا کر ہنستے تو وہ دوبارہ وضو کرے اور اپنی نماز کو بھی دوبارہ دکرے اس
روایت کو اہل مصیر کے ایک شخص نے بیان کیا ہے جس کا نام سلیمان بن عمر الزہری سے
اور یہ محدثین کے ذریعہ ضعیف راوی ہے اور یہ حدیث کے بارے میں جو بھی کہیں جانتا
اس نے اسے عبد اللہ بن وہب، یونس، زہری، سلیمان بن ارقم، حسن، اور سیدنا اس کے
طریق سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(سنن الدار القمی 1: 386، کتاب الطہارۃ، "باب أحادیث العیصیۃ فی الصلاۃ وعملہم-
نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے کی احادیث اور ان کی قلتوں کا بیان، حدیث نمبر 2601،
الناشر دار معارف، شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد سومر اس حدیث کی تحقیق میں کہتے ہیں
:أُخْرِجَ ابْنُ عَدَى فِي "الْكَامِلِ: 5: 762"، قَالَ حَدَّثَنَا رِيدٌ بْنُ عَمِيْدَانَ عَنْ
رِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرٌ بِنِ عَمِيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِقَعَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ الْخِرَاعِيِّ عَنْ الْحَسَنِ
عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ ضَحَكَ "أَعَدَّ
وُضُوءَكَ". مِنْ طَرِيقٍ أُخْرِجَهُ ابْنُ الْخُزَيْمِيِّ فِي "الْمُعْتَمَلِ: 1: 370" رِقم: 616، وَمِنْ

"التحقیق 1 141، رقم 239، واخرجه أيضًا البيهقي في "الخلاصة" 1 379،
وابن الجوزي في العيون: 1 371-370، رقم 617، وفي طريق المصنف عمر بن
قيس، المعروف "سدل صعيص"، تقدمت ترجمته، قال الربيعي في "نصب
الريفة" 49، واخرجه البيهقي عن عبد الرحمن بن سلام عن عمر بن قيس، به.
ولا بن عدي فيه طريق آخر، أخرجه عن بعية عن محمد الخراعي عن الحسن
عن عمرو بن الحصين بن الربيع عن علي بن أبي حمزة عن محمد بن الحسن
الصلاة "عدو صوء" انتهى. قال ومحمد الخراعي من مجهولي مشايخ بعية.
قال وهرز عن محمد بن راشد عن الحسن، وابن راشد مجهول. انتهى)

پرحقی دلیل: (حسن بصری رحمہ اللہ کا)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((حدثنا بذلك أبو بكر التميمي ببغداد، ما أخذ بنو غلطي الترمذي،
خالد بن جذائش، ما حماد بن زهير، عن هشام، عن الحسن، قال
بينما النبي صلى الله عليه وسلم يصلي إذ جاء رجل في بصره طر
أر قال أغشى فوقع في بئر، فضحك بعض القوم فأمره من ضجرت
أن يعيد الوضوء والصلاة، مذكرته لخص بن سليمان، فقال أن
حدثت به الحسن، عن حفصة، فهذا هو الصواب عن الحسن
البيضاقي مرسلاً))

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ نماز کے دوران ایک شخص آیا اور کہیں میں
جا کر دوران نماز کچھ لوگ فحش پڑے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ بے
تھے وہ روپاہ وضو کر کے اپنی نماز کا اعلاہ کریں، میں نے یہ روایت حفص بن سلمان کے

سننے بیان کی تو وہ کہنے لگے میں نے یہ حدیث حسن کو بیان کی تھی اور اسوں نے حضور کو بیان کی یہ روایت حسن مہری سے مراد مروی ہے۔

شیخ ابوالحسنؒ کا قول:

شیخ ابوالحسنؒ قزوینی سے متعلق ضعیف روایات کے بارے میں کہتے ہیں:

((وحدیث طرق كثيرة أخرى وكلها معلولة ليس فيها ما يحتاج به ، وقد ساقها الدارقطني في مسنده (59-64) والربيعي في "نصب الرية لأحاديث الهداية" (1، 47-54) وبينما عللها ، وجمع ذلك كله لعلامة أبو احسان الكشي في رسالته "المسألة بفصل نصوصه بالمعقبة"))

(قزوینی سے وصول کئے گئے احادیث بہت سے طرق سے مروی ہے اور اس کے تمام طرق معلول ہیں اس میں سے کوئی ایک روایت بھی حجت کے قابل نہیں ہے ان بیشتر روایات کو امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور علامہ زبیریؒ نے نسب الریۃ میں نقل کیا ہے اور ان روایات میں پائے جانے والے ضعف کی فتور کو بیان کیا ہے ، علامہ ابوالحسنات کاشغریؒ نے اپنے رسالہ "المسألة بفصل نصوصه بالمعقبة" میں ان روایات کو نقل کیا ہے۔

(ارورہ مطبوعہ لاہور، 117، "فصل فيما يبطل الصلاة" - (392) - (حدیث حاضر مرفوعاً بالمعقبة تعص الصلاة ولا نعص الوصوء" ، المآثر: المکتب الاسلامی، بیروت)

مذہب حنفی کے متعلق بعض حقائق

امام بخاری رحمہ اللہ کا قول

((وقول الله تعالى «أَوْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ» وقال عطاء
يُمن بخرُج من ذنوب الدُّودِ أَوْ مَنْ ذَكَرَهُ نَحْوُ الْقَمَلَةِ يُعِيدُ الْوُضُوءَ
وقال جابرٌ مَنْ غَشِيَ اللَّهُ إِذَا ضَجَّكَ فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ، وَلَمْ يُعِدِ
الْوُضُوءَ))

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم اپنی
نیت پڑھو تو تم کو لو۔“ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے صر سے (یعنی در سے) یا
انگے صر سے (یعنی دریا فرج سے) کوئی کیڑا یا حشرات کی قسم کا کوئی جانور نکلے اسے چاہیے
کہ وضو پڑھے، جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں سر پڑے تو
نماز کو پڑھنے اور وضو نہ پڑھنا۔

(صحیح البخاری کتاب الوضوء، باب من لم يبر الوضوء إلا من المخرجين، من الغني
والذئير اس بارے میں کہ بعض لوگوں کے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانہ کی آواز سے کچھ نکلے سے
وضو نہ پڑھنا، قبل حدیث نمبر ۱۷۶، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مستحق بیان قرار دیا)

امام ابن جریر عثمانی رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن جریر عثمانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تحف السبحة“ میں اس کی دیگر امانتیں بھی ذکر کی ہیں اور
اس حدیث کے موقوف ہونے پر اس کو صحیح کہا ہے ”یخمس التحاف المبررة بأعوان مسكره من
طراف العشرة 3، 159، حدیث (2734): ”ليس في الضجبت وضوء“، مؤثوق۔
مسند جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام الأنصاري طبعه بن خراش، عن
جابر، الناشر مجمع بنك عهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة السعودية۔

تقریباً ہر ایک حدیث میں امام زہری کے نام کے ساتھ

امام زہری رحمہ اللہ کا اثر

((حَدَّثَنَا أَبُو تَصْفَرٍ الْقَاسِمِيُّ ، مَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ فِي مَطَرٍ ، مَا مُحَمَّدُ بْنُ
الضَّبَّاحِ الْحِزْرَانِيُّ ، مَا الْوَلِيدُ ، ثَمَّاءُ شَيْبٍ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ
، قَالَ «لَا رُضُوهُ فِي الْفَهْقَةِ وَالصَّحِيحِ» فَلَوْ كَانِ مَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ ،
عَنِ الْحَسَنِ ، عَنِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِيحًا عَنِ الزُّهْرِيِّ ،
لَمَا أَفْتَى بِحِلَالِهِ وَصِدِّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ))

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فقہ کا کہنے سے وضو کس وقت، ماہ زہری رحمہ اللہ
نے اس بھائی رحمہ اللہ کے طرق سے نبی کریم ﷺ کی روایت نقل کی ہے اور اگر وہ
روایت صحیح ہو تو امام زہری رحمہ اللہ اس کے خلاف اور اس کی حد میں توی نہ دیتے اور اللہ
اعلم۔

امام زہری رحمہ اللہ کا اثر

((وَكَذَلِكَ رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَتَّانٍ ، عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا ، عَنِ التَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَفَدَ كَثِيرًا قَبْلَ هَذَا وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو
حَبِيبَةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ مَغْبِذِ الْحَبِيبِ
مُرْسَلًا ، عَنِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَوَهْمَ فِيهِ أَبُو حَبِيبَةَ عَلَى
مَنْصُورٍ وَإِنَّمَا رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ زَادَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبِيحٍ ، عَنْ
مَغْبِذِ وَمَغْبِذُ هَذَا لَا ضَعْفَ لَهُ . وَنَقَالَ إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدْرِ
مِنَ الْقَابِضِينَ . حَدَّثَ بِهِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ ابْنِ سَبِيحٍ غَيْرَ لَانِ بْنِ
حَامِصٍ وَهَشِيمَةَ بْنِ بَشِيرٍ ، وَهَذَا أَخْفَظُ مِنْ أَبِي حَبِيبَةَ لِلْإِسَادَاتِ
حَدِيثُ أَبِي حَبِيبَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ))

بشام بن حسان نے جس سے اس روایت بیان کی ہے اس روایت میں حسن بن علی کی واسطے کے بی کریم مسند سے روایت بیان کر رہے ہیں چنانچہ میں نے اس سے نقل بھی اس بات کو نقل کر دیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے اس روایت و مضمون میں راۓ ان، حسن اور معبد جیسی کے واسطے سے اس روایت کو بیان کیا ہے اس روایت میں امام ابو حنیفہؒ مسند کو مضمون میں راۓ ان پر مبنی ہوا ہے یہ نکتہ اس روایت کو مضمون میں راۓ ان کے مبنی ہے یہ بن حنیفہ اور معبد جیسی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور معبد جیسی صحابی نہیں ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے جس نے اور تابعین میں سب پہلے تقدیر کے مسئلے میں کلام کیا تھا امام ابو حنیفہؒ نے اس روایت کو مضمون میں راۓ ان اور محمد بن یحییٰ بن حنیفہ سے نقل کیا، کہاں پر یہ بات بھی اختیار لازم ہے کہ شیطان میں جامع اور شیم بن بشر دونوں روای نام ابو حنیفہؒ سے ہیں، یہاں اسناد کو یاد رکھنے میں غلطی میں مبتلا ہیں۔

(سنن الدار قطنی، 386، کتاب الطہارۃ، "باب أحادیث القمقمة في الصلاة وعدمهم- نماز میں قمقہ لگا کر پسنے کی احادیث اور ان کی حثوں کا بیان، حدیث نمبر: 603، 4، الناشر: دار المعرفۃ)

امام ابن المنذر مسند کا قول:

((دَثَّرَ الْوُضُوءَ مِنَ الضَّحَلِ فِي الصَّلَاةِ أَخْتَجَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الضَّحَلَ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ لَا يَنْقُضُ طَهَارَةً وَلَا يُوجِبُ وُضُوءًا وَأَخْتَجُوا عَلَى أَنَّ الضَّحَلَ فِي الصَّلَاةِ يَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَأَخْتَلَفُوا فِي تَقْصِيرِ الطَّهَارَةِ مِنْ ضَحَلٍ فِي الصَّلَاةِ فَأَوْجِبَتْ طَائِفَةٌ عَلَيْهِ الْوُضُوءَ وَزَمَنَ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْهُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالتَّحْمِي وَيَه قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَخْتَجَ مُخْتَجٌ بِحَدِيثٍ مُنْقَطِعٍ لَا يَنْبُتُ))

دوران نماز وضو سے وضو کا کر، اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز کے باہر اگر کوئی

ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے البتہ اس بات پر
 جملہ ہے کہ اگر کوئی نماز کے اندر ہوتا ہے تو اس کی شمار ناقص ہو جاتی ہے، اور اس بات
 میں اختلاف ہے کہ ہر کے دور اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ایک جماعت کا یہ ہوتا ہے
 کہ اگر کوئی نماز کے دور ان ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کو روایت کرے والوں میں
 حسن بدی سیحیہ اور ابو ابراہیم سیحیہ ہیں اور سیحیہ اشوری سیحیہ اور صحابہ اہل
 بھی کی بات کے قائل ہیں اور جو روایات اس مسئلے میں بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں وہ
 منقطع ہیں اور ثابت نہیں ہیں۔

(الوسط فی السنن والایضاح والاختلاف لابن المنذر، 1، 226، الناشر: دار طیبہ ریاض،
 سعودیہ۔ والایضاح لابن المنذر، صفحہ 42، کتاب الوضوء، "أحداث بعض کل واحد منها
 الطہارۃ، ویوجب الوضوء"، الناشر: دار الآثار العربیہ والخریج، القمہ، مصر)

ہام ابن عبد البر سیحیہ کا قول:

((جمع نعساء علی أن الفقیہ لا تنقص وضوء فی غیر الصلاة
 فکذلک لا تنقص فی الصلاة))
 طالع کر ام کا اس بات پر اعلان ہے کہ قتب کا کہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ نماز کے باہر
 جسے یا نماز کے اندر۔

(الکافی فی قد اہل المدینۃ لابن عبد البر 1، 151، کتاب العبادة، "باب ما یوجب الوضوء من
 الأحداث وما لا یوجبہ" علی ما جمیع الی الصلاة، الناشر: مکتبہ الریاض الحدیثہ
 ریاض، سعودیہ)

امام دارقطنی رحمہ اللہ

((وَمَا الْمُتَقَنُّ فَإِنْ كَانَتْ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ لَمْ يَنْتَقِصِ الْوُضُوءُ إِخْرَاجًا وَإِنْ كَانَتْ فِي الصَّلَاةِ بَطَلَتْ الصَّلَاةُ وَاجْتَلَعُوا فِي انْتِقَاصِ الْوُضُوءِ بِهَا. فَهَذَا الشَّاعِرِيُّ إِلَى أَنَّهَا لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَبِهِ قَالَ مِنَ الصَّحَابَةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَمِنْ التَّابِعِينَ عَطَاءُ وَالزُّهْرِيُّ وَعَزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَمِنْ الْمُتَقَنِّ مَالِكٌ وَأَخْذُوا بِإِسْحَاقَ، وَقَالَ أَبُو حَبِيبَةَ الْمُتَقَنُّ فِي الصَّلَاةِ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ))

اس بات پر عمل ہے کہ اگر کوئی نماز کے باہر قہر لگا کر ہوتا ہے تو اس کا وضو سب سے بہت کم بات میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی نماز کے قہر لگا کر ہوتا ہے تو وضو ہوتا ہے یا نہیں امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا صحابہ کرام میں سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا جابر ابن عبد اللہ، سیدنا ابو موسیٰ اشعری اور تابعین میں سے ربیع بن جعد، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اور فقہاء میں امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ، امام اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کوئی نماز میں قہر لگا کر ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(الکبیر للامام دارقطنی: 1/ 203، باب الاحداث: "مألة اخراج من غير محرج الحدوث لا بقص لوصوه"، ان شرار الكتب، طبع بيروت)

امام دارقطنی رحمہ اللہ

((وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الصَّحَابِ فِي الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ مُتَقَنُّ فَهُوَ مُتَقَنُّ وَمَذْهَبُ مَجْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَجَابِرُ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ وَهُوَ قَوْلُ مَجْهُورِ التَّابِعِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي الزَّيَادِ قَالَ أَدْرَكْتُ مِنْ قَهْرَيْنَا الدَّيْنِ يَنْتَهِي إِلَى قَوْلِهِمْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَالْعَلَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ

الزُّهْرِي وَحَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ نَبِي ثَابِتٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَقِبَةَ
وَمُتَيْمَانَ بْنَ بَسَّارٍ وَمَتَيْحَةَ جَلَّةَ سِوَاهُمْ يَقُولُونَ الصُّحُفُ عَنِ الصَّلَاةِ
يَنْقُضُهَا وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ التَّبَّيْطِيُّ وَرَوَيْنَا عَنْهُ عَنْ عَطَاءٍ
وَالشَّعْبِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَحَكَّةَ أَصْحَابُنَا عَنْ مَكْحُولٍ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ
وَالْإِسْحَاقِ وَأَبِي نُزَيْمٍ وَدَاوُدَ وَقَالَ الْحُسَيْنُ الْبَصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ السَّخَعِيُّ
وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَبِيْمَةَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَعَنْ الْأَوْزَاعِيِّ رِوَايَتَيْنِ
وَأَخْبَرُوا أَنَّ الصُّحُفَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَغْفِقَةٌ لَا يُبْطِلُ الْوُضُوءَ وَعَلَى
أَنَّ الْمَغْفِقَةَ حَارِجُ الصَّلَاةِ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوءَ))

نماز کے اندر بیٹے سے متعلق ملائے گرام کا اہکاف ہے بعد اس وقت جبہور کے سواقی ہے
کہ اس سے وضو نہیں وقتا جیسا کہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سیدنا
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور جبہور میں نہیں ہوتا اور ان کے بعد والوں کا بھی
یہی قول ہے امام بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے (اس کے بعد چوٹی سند یہاں کی)
میں ان میں سے یہ ہوتا ہے اور ان کے علاوہ ان کے مشابہ کا یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی نماز کے
دوران ہوتا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن وضو نہیں ٹوٹتا امام بیہقی کہتے ہیں کہ
عطاء، بیہقی، شعبی، بیہقی اور ربہری بیہقی مت یہی مروی ہے اور ان کے اصحاب
مکرمل، بیہقی، مالک، بیہقی، احمد، بیہقی، اسحاق، بیہقی، ابو ثور، بیہقی اور داود، بیہقی، اسی کے
قائل ہیں، البتہ حسن بصری، بیہقی، ابو امام، شعبی، بیہقی، سعید، الثوری، بیہقی اور
ابو حنیفہ، بیہقی اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں بیٹے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر وہ
بیہقی سے جو روایات نقل کی جاتی ہیں ان میں دونوں طرح کے روایات ملتی ہیں لیکن
اودامی، بیہقی اس بات کے قائل ہے کہ وضو کس وقت بھی کہ اگر کوئی نماز کے دوران ہوتا
ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی لیکن وضو نہیں ٹوٹتا۔

(المجموع شرح المبدیۃ للذہبی: 2/ 61-60، کتاب الطہارۃ، باب الاعتدال فی تنقیص الوضوء، الناشر

ادارۃ الطباعۃ مسیریۃ، القاہرۃ)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول:

((المعصية، بدنها لا تنقص الوضوء في الصلاة ولا خارج الصلاة
لكنها تبطل الصلاة فقط))

نماز میں قنبر لگا کر سننے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نماز کے باہر وضو ٹوٹتا ہے البتہ قنبر
لگا کر سننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یہی کہ صرف نماز باطل ہوتی ہے (وضو باطل نہیں
ہوتا)۔

(شرح مدار الفقہاء ج ۱ ص ۳۳۶، مسألة والرد عن الإسلام - فصل - المعصية لا
تنقص الوضوء الناشر: دار عطاءات العلم، ریاض - دار ابن حزم، بیروت)

علامہ سرحدی رحمہ اللہ کا قول:

((والنقص في الصلاة، تنقص الوضوء، والثبوت لا ينقصه))
اگر کسی نے نماز کے دوران قنبر لگا کر سننے کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کسی نے ہمہ تن
مسکرا کر وضو نہیں توڑا۔
(المسود للسرحدی، ۱/۲۲۶، کتاب الصلاة، باب الوضوء غسل، الناشر: مطبع السعادة، مصر)

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ کا قول:

((والنقص في كل صلاة ذات ركوع وسجود والقباس أنها لا
تنقص وهو قول الشافعي - رحمه الله - لأنه ليس بخارج محض،
ولهذا لم يكن حدثاً في صلاة الجنازة وسجود التلاوة وخارج
الصلاة ولما قولته عليه الصلاة والسلام "ألا من صحت ونكحتكم

فَقَعْنَهُ فَلْيَعِدَّ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ جَمِيعًا^۱ وَمِثْلُهُ يُتْرَكُ الْقِيَاسُ وَالْأَكْثَرُ
وَرَدَّ فِي صَلَاةٍ مُطْلَقَةٍ قَبْلَ تَنْصُرَ عَلَيْهَا وَالْقَعْنَةُ مَا يَكُونُ مَسْمُوعًا
لَهُ وَلِجِبَرَايِبِهِ وَالصَّحْتُ مَا يَكُونُ مَسْمُوعًا لَهُ دُونَ جِبَرَايِبِهِ وَهُوَ عَلَى
مَا يَبِيلُ يُغْنِيهِ الصَّلَاةُ دُونَ الْوُضُوءِ^(۲)

مگر کوئی ایسی نماز جس میں رکوع اور سجدہ کیا جاتا ہے قہبہ لگا ہے تو اس کا وضو نوٹ جاتا
ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اس سے (وضو نہیں ہوتا) کیونکہ قہبہ سے نہایت
نہیں نفی ہوا بحالت نماز، نماز، ہذا، سجدہ، رکعات اور نماز سے باہر اگر کوئی قہبہ لگا کر ہستا
ہے تو وضو میں ہوتا، لیکن ہمارے پاس یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: خیر دار و اگر کسی نے قہبہ لگا کر سنا تو ایسا شخص وضو اور نماز دونوں کو ہر گز
بہرہ اس دلیل کے آنے کے بعد قیاس کو ترک کر دیتا چاہئے یہ دلیل مطلق نماز کے متعلق
بیان کی گئی ہے چنانچہ اس کی اطاعت کرنی چاہئے یہ کہ قہبہ اس کو کہا جاتا ہے جس

۳۵ - ۶ من طبعک فی الصلاۃ فلیعدّ الوضوء والصلاۃ

الروزی ابو حنیفہ الحدیث ابن جوزی المصدر الطحاوی

الصدۃ أو رقم ۶۶۸۱ خلاصۃ - من الحدیث لا یصح - حدیث مشاہیر - الصحیح الجلیل

من طبعک فی الصلاۃ فلیعدّ الوضوء والصلاۃ

الروزی جامعین حدیث الحدیث ابن جوزی المصدر الطحاوی

الصدۃ - أو رقم ۶۶۸۱ خلاصۃ - من الحدیث لا یصح - حدیث مشاہیر - الصحیح الجلیل

الشرح - حرجہ ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱)

بہرہ

من طبعک فی الصلاۃ فلیعدّ الوضوء والصلاۃ

الروزی ابو حنیفہ الحدیث ابن جوزی المصدر الطحاوی

الصدۃ - أو رقم ۶۶۸۱ خلاصۃ - من الحدیث لا یصح - حدیث مشاہیر - الصحیح الجلیل

الشرح - حرجہ ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱)

من طبعک فی الصلاۃ فلیعدّ الوضوء والصلاۃ

الروزی ابو حنیفہ الحدیث ابن جوزی المصدر الطحاوی

الصدۃ - أو رقم ۶۶۸۱ خلاصۃ - من الحدیث لا یصح - حدیث مشاہیر - الصحیح الجلیل

الشرح - حرجہ ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱) و ابن عبد بن (المجروحین) (۶۶۸۱)

سے قریب والے ہمسائی بن سکے اور بننا اس کو کہا جاتا ہے جو خود اس کے لیکن پاس والا نہ بن سکے لہذا جسے وضو نہیں تو ثمالیہ نماز نوب جاتی ہے۔

(الہدلیۃ فی شرح بدیۃ المستدری، 1، 18، باب الوضوء، "فی مواضع یوصوہ"، "الناشہ"، دراجیہ، التراث العربی، بیروت)

وضو کا حکم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے دوران قنبرہ لگا کر بننے سے وضو نوب جاتا ہے اور نماز کے باہر وضو نہیں ہوتا جو تک وضو نوب کے قائل ہیں وہ ان احادیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو ضعیف ہیں تو یہ بات بالکل غیر درست ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ چائے نماز کے اندر ہوں یا نماز کے باہر ان دونوں حالات میں اگر کوئی قنبرہ لگا کر پستہ ہے تو اس کا وضو نہیں تو ثمالیہ اگر کوئی حالت نماز میں قنبرہ لگا کر پستہ ہے تو ایسا فعل بھی نماز کو دہرائے گا وضو کو دہرائے گی ضرورت نہیں احادیث صحیحہ اور جمہور علماء کرام کی کے قائل ہیں کہ قنبرہ لگا کر بننے سے وضو نہیں ہوتا لہذا یہ موقف صحیح اور درست ہے یہاں تک کہ قنبرہ لگا کر بننے سے وضو کی دلیل کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور کسی بھی مسئلے میں قرآن و حدیث سے دلیل متنازعہ ہے اور مانع موقف کے لیے ثبوت ضروری ہے۔ واللہ اعلم





2020年12月20日(日)

(1) قیود فرضیہ و سوانح

(2) بیت اللہ کا طواف

حوائف کے لیے وضوء شروع ہونے میں انعقاد ہے البتہ لازم اور شرط ہونے میں اختلاف ہے جبکہ فرض وضوء کے قائل ہیں جبکہ قول اہل یہ ہے کہ حوائف کے لئے وضوء شرط و لازم نہیں ہے۔

حواشی: قوس ثالث پر عمل بہتر ہے: قوس چہلث۔ یہ کہ کہ احتیاطاً اور اختلاف سے باہر نکلنے کے لئے وضو کر کے (ایک شیمیں بیٹھنے کے لئے) کہا ہے کہ مستحب ہے، اور خروجاً عن خلاف (کیونکہ طواف کے لئے وضو کرنے میں اختلاف ہے جبکہ وضو کر کے طواف کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب)۔

تیسری اور سب کے داخل کا ذکر کرتے ہوئے ایک مستقل مقالہ موجود ہے آئے دئے صفحات میں ان شاء اللہ۔

(۵) مصنف چھوٹا (قرآن مجید)

قول اس دوسرے کے بغیر جائز نہیں، جس پر کہتے ہیں کہ وضو کرنا واجب ہے۔

قول ہائی، فیج اپنی میسج کی تحقیق و تہج یہ ہے کہ وہ مستبہتے ہیں۔²¹

ہوٹ نام ہی جس سے ہے۔ اور شیخ مہمان نہیں کی ہے کی طرف میں توں کی طرف مائل ہو۔ کے بعد جو کہ جیسے دے اعلیٰ میں نہیں ہے اور شیخ کو اس سے ہے مصلحت کا مقام ہے ماحول سے مصحح کو چاہے ہوتے کیونکہ وضو۔ کہے میں انکشاف ہے جبکہ وضو کہے میں کسی کا حکایت نکلتی۔ واللہ اعلم

یہ تفسیل غور سب کے ذہن کل کا ذکر کرتے ہوئے ایک مستقل مقالہ محراب نے وے صفحات میں النشاہ اللہ۔

١٥ (الصحيحة ١٤٦) "نَسِمَ (أَبْطَلُ) أَنْ يَرَاكَ عَمْرٌ طَوَارِقُ يَوْمَ هَاجَلِي لَأَكْفِيكَ عَذَابِي وَمَعْدَ حِينَ رَدِّ الْأَعْلَامِ غَضَبِ التَّعْظِيمِ." (يَتَنَبَّأُ كَرِهَتْ أَنْ تُفَكَّرَ إِيَّاهُ إِلَّا عَلَى طَوَارِقٍ، أَيْ سَعَةِ مَعْنَاهُ أَنَّهُ أَفْطَارُ هَذَا الْإِسْمِ أَيْضًا إِحْقَارِ عَمِيهِ فَقَدْ طَرَفَ فِيهِ الْإِسْحَابُ) أَيْ هُوَ الْأَصْلِيَّةُ الْمُرْجَاةُ أَيْ دَائِمَةٌ وَغَيْرُهَا وَهِيَ تَخْرُجُ مِنْ "صَحِيحِ لَيْسَ فَيُؤَيِّدُ (٢٣)"

(۱) احکام حق کے لئے شکر کا مستحب ہے

وضو کے لیے شروع مقامات؟

(۱) دُر کے لئے (اذا ان منیٰ بھی اگر ہے) صحیح کتب حدیث کا دوسری دیتے وقت ہا وضو

رہنے کا انجام کرتے تھے کیونکہ دوسرے حدیث کے دوران اللہ کا ذکر بار بار آتا ہے۔

(2) ہر نماز کے لیے ہا وضو مستحب ہے۔

(3) میت اٹھانے کے بعد۔

(4) جب بھی وضو کرنے

(5) تھے کے بعد

(6) طواف کے لیے وضو شروع ہونے میں ایسا ہے البتہ لازم اور شرط ہونے میں اشکاف

ہے، مگر فرض و شرط کے کائل ہیں جبکہ قول ثانی یہ ہے کہ طواف کے لئے وضو شرط

اور فرض نہیں

حیث: قول چوتھ پر عمل ہوتا ہے قول ثالث یہ ہے کہ متبادر اشکاف ہے۔ یعنی تھے کے لئے وضو

کرے وہاں شیشیں نہیں ملنے کی۔ کہ مستحب ہے و شروع من الخلاف (کیونکہ طواف کے لئے وضو

کرے میں اشکاف ہے جبکہ وضو کے طواف کرنے میں کسی کا اشکاف نہیں۔ وھذا علم

(7) غسل سے پہلے وضو مستحب ہے لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے،

حیث: دلیل کے اعتبار سے دونوں اقوال میں قرعہ پاں جاتی ہے لہذا احتیاط اسی میں کہ وضو کرے

غسل سے پہلے واللہ اعلم

(8) علیہ جوئے قرآن مجید کے لیے

(9) مصحف چھوئے قرآن چھوئے

الفصل الخامس

وہ چیزیں جن پر وضو کرنا مستحب ہے

الفصلی معلومات

پہلا موقف: پہلا موقف

(درج اولیٰ سو، توں میں دوسو کرنا مستحب ہے)

پہلا موقف کے لئے پہلا موقف

مہمان کرام کے اس سلسلے میں دو موقف پائے جاتے ہیں۔

- (1) پہلا موقف: مہمان مہمان کے لئے ہر نماز کے لئے پادشاهِ لازم سے فرض ہے۔
- (2) دوسرا موقف (جس پر مہمان کرام کو چاہے کوئی تہم ہو یا مسافر ہو ہر نماز کے لئے پادشاهِ لازم کرنا مستحب ہے لازم نہیں فرض نہیں۔

پہلا موقف

پہلا موقف کے لئے دوسرا موقف

پہلی دلیل: (سورۃ الاحزاب: 6)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْبِلُوا عَلَى الْمَوْتِ بِحُسْنٍ
وَأُذِيبْكُمْ إِلَى الْقَرَابِطِ وَأَسْلَحُوا بِرُفُوسِكُمْ وَأَرْزُلْكُمْ إِلَى
الْكَافِرِينَ﴾

(سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر 6)

"اے ایمان والو! جب تم قتل کے لئے اسحقو چاہے فتح کرو، چاہے مہمان کو قتل کرو، چاہے مہمان کو قتل کرو، چاہے مہمان کو قتل کرو، چاہے مہمان کو قتل کرو۔"

(دوسری دلیل: حدیث میں نہیں)

پہلا موقف صحیح ہے۔

((كَانَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَذُنْتُ

کَیْفَ کُنْتُمْ تَضَعُوْنَ؟ قَالَ: یُخْرِیْ أَحَدُنَا الْوُضُوْءَ مَا لَمْ یُحْدِثْ))
 "نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لیے نیا وضو فرمایا کرتے تھے، میں نے کہا تم لوگ کس طرح کرتے تھے، کہتے تھے ہم میں سے ہر ایک کو اس کا وضو اس وقت تک کافی ہوتا، جب تک کوئی وضو نہ دے، وہی چیز خوش۔ آمنا (میں) شباب پاحتہ یا نید و فیہ))۔
 (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، مناقب الوضوء، من غیر حدیث، بغیر حدیث کے بھی نیا وضو کرنا جائز ہے، حدیث نمبر: 214، سن الترمذی: 60، سن ابوداؤد: 171، سن نسائی: 131، سن ابن ماجہ: 509)

تیسری دلیل: (حدیث عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ)
 محمد بن یحییٰ بن وہب نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ بتائیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا سبب (غرض وہ وضو ہوں یا بے وضو) کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا: مجھ سے ۱۳۰ سال پہلے میں خطاب فرمایا کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن علی عامر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا:
 ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ ظَاهِرًا وَغَيْرِ ظَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقِيَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، أَمَرَ بِالنِّسْوَالِ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بَيْنَهُمَا فَتْرًا، فَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْوُضُوْءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ))
 کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا، خواہ آپ ﷺ وضو سے ہوں یا بے وضو، مگر جب آپ ﷺ پر یہ حکم دشوار ہوا تو آپ کو ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیا گیا، عبد اللہ بن عمر کا خیال تھا کہ ان کے پاس (ہر نماز کے لیے وضو کرنے کی) قوت ہے، اس لیے وہ کسی بھی نماز کے لیے اسے چھوڑتے نہیں تھے۔
 (سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، مناقب النیسوال، باب مسواک کا بیان، حدیث نمبر: 48، فتح البانی)

نکاحی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)

اس مسئلے میں بیان کی جائے گی کہ اس حدیث میں کون سی بات

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيْدٍ الشَّعْرِيُّ
ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ رِيَادٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَأَنَا لِحَدِيثِ أَبِي يَحْيَى أَثَقَرُ، عَنْ عُطَيْبٍ، وَقَالَ
مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي عُطَيْبٍ الْهَمْدَلِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،
فَلَمَّا ثَوَدِي بِالظَّهْرِ ثَوَضًا فَصَلَّى، فَلَمَّا ثَوَدِي بِالْفَصْرِ ثَوَضًا، فَقُلْتُ لَهُ
فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ ثَوَضَ عَنِ
ظَهْرِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَشْرَ خَسَابٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا حَدِيثٌ مُسَدَّدٌ،
وَهُوَ أَثَمٌ))

”ابو عطیف ہمدانی کہتے ہیں کہ میں عید الفطر کے روزے کے پاس تھا، جب ظہر کی اذان ہوئی تو
اپنے دوسرے کے کنارے بیٹھ گیا، پھر عصر کی اذان ہوئی تو دوبارہ دوسرے کے پاس سے
پہنچا (ابن ماجہ نے اس کا کیا سبب ہے؟) انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
تھے ”جو شخص ظہر کے بعد وضو کرے گا اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا“۔ ابو داؤد کہتے
ہیں یہ مسند ابن ماجہ میں ہے اور یہ بیان مکمل ہے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرُّخْلَى تُجَبِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ - وضو نہ کر کے پھر یہ
وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر 62، فتح الباری، بیروت) نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ تخریج الحدیث
”سنن الترمذی الطہارۃ 44 (59)، سنن ابن ماجہ الطہارۃ 73 (512)، (تحفۃ
لأشرف 8590) (ضعیف)۔“ اس سند میں عبد الرحمن ضعیف ہیں اور ابو عطیف مجهول ہیں۔“

مترجمین حدیث کا نام

((وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الْأَقْرَبِيُّ، عَنْ أَبِي عُطَيْبٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنِ
أَبِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ حُرَيْثٍ

المزوریہ حدثنا محمد بن یزید الأناسی، عن الأفریقی، وهو إسماعیل صعیف، قال علي بن النعمان قال یحیی بن سعید القطان ذکر له شام بن غزوة هذا الحديث فقال هذا إسماعیل مخریج، قال سمعت أحمد بن الحس، يقول سمعت أحمد بن حنبل، يقول ما رأيت بعینی مثل یحیی بن سعید القطان))

یہ حدیث فرماتی ہے ابو عقیف سے ۱۰۔ ابو عقیف نے ابن عمرؓ سے اور ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ہم سے اسے مسند بن حریث مروزی نے محمد بن زید واسطی کے واسطے سے بیان کیا ہے اور محمد بن زید نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اور یہ سند ضعیف ہے، علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطان کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کا ذکر بشام بن غزوة سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سند مشرقی ہے، میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے احمد بن حنبل کہتے ہوئے سنا ہے، میں نے اپنی تحفہ سے یحیی بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سنا ہے۔

(مسند الترمذی کتاب الطبہ مناقب ما جاء فی الوصوہ لیکن ضعیف۔ ہر حال کے لیے وضو کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 59)

ہم کافی سب سے باتوں

((من نوضاً علی ظہر کتب اللہ لہ عشر حسبات * قال أبو داود هذا حديث مسند وهو أنتم، وأنا لحديث أبي يحيى أنفق قال الشيخ عیبة المزنی بن یزید الأفریقی غیر قوی))

”جس نے وضو کرے گا وہ دس حسبات کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے“ امام ابو داود رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسند کی روایت ہے اور یہ چوٹی کی روایت ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس یحییٰ کی حدیث زیادہ مضبوط ہے

(امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میرے شیخ کہتے ہیں کہ عہدِ اربعین زیادہ افریقی منکر
حدیث ہے یہ قوی نہیں ہے۔

(سنن کبیری للبیہقی 1/251 کتاب الطہارۃ باب تہذیب الوضوء رقم 762، الناشر: دار الکتب العلمیہ
بیرات)

دوسرا صوف

ہاں ہمارے شیخوں نے اس کو کراہی میں نہیں لکھا ہے

(حدیث زید غریب)

بریدہ (عمر ابن حبیب سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْضُوعَ
وَاجِبٍ، وَمَسَّحَ عَلَى خُفَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَرُ لَقَدْ صُنَعَتْ الْيَوْمَ شَيْئَانِ لَمْ
تَكُنْ تَصْنَعُهُمَا قَالَ عِنْدًا صُنَعَتْهُمَا عَسْرُ))

”میری اکرم سنیتم نے فتح کے دن کی نماز میں ایک وضو سے پڑھیں اور پٹے سروں
پر مس فرمایا، بعد نماز چلتے ہوئے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ نے آج ایسا کام کیا جو
آپ ﷺ نے پہلے بھی نہیں کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا: عمر! میں نے عمر ایسا کیا
ہے۔“

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب جوار الصلوات کذا یوضو واجب - ایک دوسرے کی نماز میں
پڑھے کا جوار، حدیث نمبر 277 [642]۔ سنن الترمذی: 61۔ سنن ابوداؤد: 172۔ اس
مشائی: 133۔ سنن ابن ماجہ: 510)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَالْعَتَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَاةَ يَوْضُوعَ

واجب ما لم یُحدِث، وکان یفصم یتوضاً لکل صلاۃ، استحبنا وإرادة الفضل، ونروی عن الأفریقی، عن أبي عطف، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "من توضأ على طهر كتب الله له به عشر حجاب". وهذا إسناده ضعيف وفي الباب عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى انظفروا والعصر يوضو (واجب)

"اہل علم کا ہی پر فعل سے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں، جب تک "حدیث" سے جو بعض اہل علم استنباط اور فضیلت سے ارادہ سے ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے، نیز عبد الرحمن، مرتبی نے سند (اہل طعیف من ابن عمر) روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو وضو وضو کرے گا تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا" اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اس باب میں جابر بن عبد اللہ سے بھی روایت سے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک وضو سے عمر اور مصر دونوں پڑھیں۔"

(مشترک ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء أنه یصلی الصلوات یوضو واجباً۔ نبی اکرم ﷺ کے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان حدیث میں: 61)

نبی کریم ﷺ ایک وضو سے ساتھی دو نمازیں پڑھتے ہیں

جیل، مکمل، محدث، شریف

امام موسیٰ سید عاشق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((كان رسول الله صلى الله عليه وسلم یصلی باللیل ثلاث عشرة ركعة، ثم یصلی إذا سمع النداء بالصبح ركعتین خفیفین))
کہ نبی کریم ﷺ ساتھی دو نمازیں پڑھتے تھے، پھر جب صبح کی آذان سننے تو دو ہلکی رکعتیں (سخت فجر) پڑھ لیتے۔

(صحیح البخاری کتاب تہجد باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر - باب نحر من سنن میں قرأت کیسی کرے؟ حدیث نمبر: 170-1 صحیح مسلم: 736 [1717])

دوسری دلیل: (حدیث ما تشریح)

مسور بن حرثؓ اور عبدالرحمن بن زہرؓ سے انہیں ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا، ام مومنین سیدہ عائشہؓ فرمنا سے ہم سب کا سلام کیا اور اس کے بعد عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں دریافت کیا، انہیں یہ بھی بتادیا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ آپؐ یہ دو رکعتیں پڑھتی ہیں حالانکہ ہمیں نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ان دو رکعتوں سے منع کیا ہے اور اس میں فرمنا نے کہا کہ میں نے عربین خطاب میں فرمنا کے ساتھ اس رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو راہنمائی فرمائی کہ جب بے بیان کیا کہ میں ام مومنین سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچایا، اس کا جواب آپؐ نے یہ دیا کہ ام مومنین سیدہ ام سلمہؓ سے اس کے متعلق دریافت کر چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں واپس ہوا اور ام مومنین سیدہ عائشہؓ کی گفتگو نقل کروائی، انہوں نے مجھے ام مومنین سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت میں بھیجا اس پیغامات کے ساتھ جس کے ساتھ ام مومنین سیدہ عائشہؓ فرمنا کے یہاں بھیجا تھا، ام مومنین سیدہ ام سلمہؓ نے یہ جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے تھے لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپ ﷺ خود یہ دو رکعتیں پڑھ رہے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائے، میرے پاس انصار کے قیدی جو حرام کی چند عورتیں بھیجی ہوئی تھیں اس لیے میں نے ایک باندی کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں سو کر یہ پوچھے کہ ام مومنین سیدہ ام سلمہؓ فرمنا جی میں کیا کہہ سوں اللہ (ﷺ) آپ ﷺ تو ان دو رکعتوں سے منع کیا کرتے تھے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ خود اس پڑھتے ہیں، اگر نبی کریم ﷺ ہاتھ سے اشارہ کریں تو ہم بھیجے ہٹ جائے باندی نے پھر اسی طرح کیا اور آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو بھیجے ہٹ گئی۔ پھر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو

(آپ نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا کہ اسے ابو اسید کی بیٹی اتم نے صحر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَأَيُّهُ أَتَانِي نَأْسٌ مِنْ عِبِيدِ الْمَبْنِيِّ فَمُشَلُّوْنِي عَنِ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ
بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَانَانٍ))

کہ میرے پاس عید القیس کے کچھ لوگ آگئے تھے اور ان کے ساتھ بات کرنے میں میں
ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھتا تھا سو یہ وہی دو رکعت ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب اسبوابہا، إذا قلیم وهو یصلی فأشار بیده واستمع۔ اگر نماز سے کوئی
بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے تو نماز کا سہ۔ ہوئی، حدیث نمبر: 1233)

تیسری دلیل: (حدیث سید الخلیل)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی
طرف جو خیر کے قریب ایک جگہ ہے پہنچے، آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی، پھر ناشتہ منگوایا گیا تو
سوئے ستوئے اور پوچھ نہیں آیا کیا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ منگوایا آپ نے:

((فَأَكَلْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَيَّ الصُّغْرُوبُ
فَنُصِصْتُ وَمُضْطَضًّا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

پھر رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور ہم نے (بھی) کھایا، پھر صغروب (کی نماز) کے لیے
کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے گلی کی اور ہم نے (بھی گلی کی) پھر آپ ﷺ نے نماز
پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من مضطض من الشویق ولہ بتوضاً، اس سے پیش کہ
کوئی شخص سڑک کھڑے ہو کر صرف گلی کرے اور نیا وضو نہ کرے، حدیث نمبر: 209۔ ولسن لسنال: 186۔

اشن لکن ماجہ: 492)

پاؤں، نعل: (حدیث صحیح)

سیدنا یحییٰ مرتے تھے۔

((حَرَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَدَحَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً، فَأَكَلَ وَأَتَتْهُ بِقِصَاعٍ مِنْ رُطْبٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظَّهْرِ وَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِغُلَّالٍ مِنْ غُلَّالَةِ الشَّيْءِ، فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَتَمَّ بِوَضْءٍ))

مگر رسول اللہ ﷺ (حدیث میں) کھلے، میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ ایک انصاری عورت کے پاس آئے، اس نے آپ ﷺ کے لیے ایک بکری، رگ کی آپ ﷺ نے (اسے) اتار کر فرمایا، وہ ترکمروں کا ایک طبق بھی لے کر آئی تو آپ ﷺ نے اس میں سے بھی کھایا، پھر عمر کے لیے وضو، یزید اور طہر کی نماز پڑھی، آپ ﷺ نے دائیں پسے کا رادہ کھائی تھا کہ وہ بکری کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت لے کر آئی تو آپ ﷺ نے (اسے بھی) کھایا، پھر آپ ﷺ نے مصری نماز پڑھی اور (دراورد) وضو نہیں کیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی نزولہ النوضوہ مما غیرت الشراک، ایک پرچک ہوئی چیز سے وضو نہ کرنے کا ہیں، حدیث نمبر: 80 شیخ ابوالحسن سیوطی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

یزید صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے متعلق حالات کے احاطہ

یزید صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔

((حَدَّثَنَا خُضْرٌ، عَنْ يَرِيدَ هَوَازِيٍّ سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّكَ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ بِوَضْءٍ وَاحِدٍ))

کہ سیدنا یحییٰ ایک وضو کے ساتھ اپنی ماریں ادا کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، 2: 64، کتاب الطہارۃ، "باب من کان یصلی الصلاۃ بوضوء واحد")

چیز منقسم ہونے پر ملاحظہ ہو سنی ہیں، یعنی جیسے مسافر کو سفر کی حالات میں ملاحظہ ہو سکتی ہیں اسی غور و فکر کے دوران ہمیں ایک اور بھی چیز ملی وہ یہ کہ ایک ایسی طہارت جو وقت کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے اور اس میں منقسم اور مسافر دونوں برقرار ہیں اور اس میں وقت کے گزرنے سے طہارت منقسم ہو جاتی ہے حالانکہ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ منقسم اور مسافر کا وقت الگ الگ ہوتا ہے لہذا جب یہ بات معلوم ہو گئی جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے یہی کہ جو چیز منقسم کی طہارت کو توڑتی ہے وہی چیزیں مسافر کی طہارت کو توڑنے والی ہوتی ہیں ہذا وقت کے گزرنے سے مسافر کی طہارت نہیں ٹوٹتی اسی طرح وقت کے گزرنے سے منقسم کی طہارت بھی نہیں ٹوٹتی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔

(شرح معانی الآثار للعلامة: 1/ 44، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، ھل یجب لكل صلاة أم لا؟، 5، الناشر: عالم الکتاب)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((يَجُوزُ الْخَفْعُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَوُضُوءٍ وَاحِدٍ عِنْدَ غَاثِهِ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَتَحْدِيدُ الْوُضُوءِ مُسْتَحَبٌّ إِذَا كَانَ قَدْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الْأَوَّلِ صَلَاةً، وَكَرِهَهُ قَوْمٌ إِذَا لَمْ يَعْطِفْ قَدْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الْأَوَّلِ صَلَاةً، فَرَضًا أَوْ نَهْيًا))

اہل علم کے نزدیک ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا جائز ہے بعض یہ ہیں کہ اگر کوئی پہلے وضو سے ایک فرض نماز اور پھر پکا ہے تو دوسری فرض نماز کے لئے یہ وضو کر لینا مستحب ہے اور اگر کسی نے وضو کر کے بعد فرض یا کوئی نفل نماز کہیں پڑھی ہے تو اس کے لئے ہذا وضو کرنا ضروری نہیں بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(شرح السنہ لمؤلفی، 449، کتاب الطہارۃ، "باب استحب ان یوضوہ لکل صلاۃ"، الناشر: المكتبة الاسلامیہ، شمل بیروت)

لام نووی رحمہ اللہ کا قول:

((اتَّفَقَ أَصْحَابُنَا عَلَى اسْتِحْبَابِ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ وَهُوَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى وَضُوءٍ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُغْتَسِلَ وَمَنْ يُسْتَحَبُّ فِيهِ خَمْسَةُ أَوْجُوهِ أَصْحَابُنَا صَلَّيَ بِالْوُضُوءِ الْأَوَّلِ مَرَّةً أَوْ مَعْلًا))

ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب عمل ہے یعنی جب کوئی شخص وضو کر چکا ہو، پھر بغیر کسی حدث کے دوبارہ تازہ وضو کرے تو یہ عمل کب مستحب کہلاتا ہے؟ اس بارے میں پانچ قول پائے جاتے ہیں ان پانچ اقوال میں سے سب سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ اگر کسی ایک وضو کے ساتھ کوئی فرض یا نفل نماز ادا کر چکا ہو تو پھر دوسری نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے۔

(المجموع شرح منہب للنووی، 469، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء، الناشر: دار الفکر، البیروت، قاہرہ)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول:

((وَمَنْ يُسْتَحَبُّ التَّجْدِيدُ لِكُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْخَمْسِ؟ فِيهِ بَرَاءٌ وَفِيهِ عَنْ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللَّهُ رِوَايَانِ. وَكَذَلِكَ أَبْصَلْنَا قَدِيمَ فِرْدَوْسٍ «صَلَّى بِهِمُ الصُّغْرَى وَالْعِشَاءَ حَتْمًا مِنْ غَيْرِ تَجْدِيدٍ وَضُوءٍ يُلْعَنُ»))

کیا پانچ نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے وضو کی تجدید کرنا مستحب ہے؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے اس مسئلے میں امام احمد رحمہ اللہ سے دو قول مروی ہیں ایک یہ کہ یہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حرہ لے کر پہنچے تو مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ ادا فرمایا مغرب کی نماز کے

بعد عشرانی نماز کے لئے وضو کی تجدید نہیں فرمائی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَمَّنْ صَلَّى أَكْثَرَ مِنْ حَتَمِ صَلَوَاتِ بَوُطُوهِ وَاجِدٌ؟ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا لَمْ يَنْقُضْ وَضُوهُ))
 امام ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا پانچ نمازیں ایک وضو سے ادا کی جاسکتی ہیں تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں اگر یہ کہ وضو نہ ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَرُشَا نَعْلَمُ الْفُقَهَاءَ فِيمَنْ صَلَّى بِالْوُضُوءِ الْأَوَّلِ هَلْ يُسْتَحَبُّ لَهُ التَّجْدِيدُ؟ وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُصَلِّ بِهِ، فَلَا يُسْتَحَبُّ لَهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ، بَلْ تَجْدِيدُ الْوُضُوءِ فِي مِثْلِ هَذَا بِذَعَةِ تَحَالُفِهِ لِمَنْزِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَهُ إِنْ هَذَا الْوَقْتُ))
 البتہ فقہاء کے (ایک اس بارے میں کام ہے یعنی کہ کہ فقہاء کی بحث کا تعلق پہلے وضو کے ساتھ نماز پڑھنے والے سے ہے نہ کیا اس کے لیے جس نے ایک وضو کے ساتھ نماز پڑھا وہ اس کے لئے دوبارہ تجدید وضو مستحب ہے (تو اس کا جواب یہ ہے) جس سے پہلے وضو کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس کے لیے وضو کی تجدید کرنا مستحب نہیں ہے، بلکہ اس صورت میں تجدید وضو کرنا بدعت ہے اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے طریقہ نے خلاف ہے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ 21، 371 اور 377، الناشر مجمع المدینہ العلمیہ، المصنف الشریف، المدینۃ المنورۃ، الاسعویۃ)

یعنی کہ اس بارے میں تحقیق کہ ہر نماز کے لیے تارود وضو کرنا واجب کہ وضو نہ تو نماز تو اس مسئلے میں ہم نے علانے کرام کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے سورۃ المائدہ آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے اکثر علانے کرام نے اس آیت سے بارے میں یہ استدلال کیا ہے جب بھی تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اگر وضو نہ تو وضو کر لو بعد ازاں داری مسیتہ نے پختی مسند میں اس آیت کے تحت اسی طرح باب قائم کیا "جب تم بے وضو ہو تو وضو کر یا کرو" امام شافعی رحمہ اللہ سے اہل علم نے اسی طرح نقل کیا ہے بعد بعض علانے کرام نے اس آیت کے ظاہری معنی پر عمل کیا یعنی کہ یہ علانے کرام ہر نماز کے لئے تارود وضو کے قائل ہیں اور بعض علانے کرام نے اس بات میں اختلاف سے کہ یہ حکم مسنون ہے یا اسے ہی اس کا حکم باقی ہے بین الامم ابوداؤد رحمہ اللہ نے جو حدیث نقل کی وہ اس بات پر اہمیت کرتی ہے کہ یہ حکم مسنون ہے چنانچہ امام ابن خزیمرہ رحمہ اللہ سے عبد اللہ بن حنظلہ کی حدیث نقل کی جس میں اس حکم کی مسنونیت اور تاریخ حکم کا ذکر ہے اور تاریخ حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ سواک کو وضو کے بدل لازم قرار دیا گیا لیکن ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ ہر نماز کے ساتھ تارود وضو کا حکم مسنون نہیں کیا گیا وہ حکم بدستور قائم ہے جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی اس کو امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے مکرر مسیتہ سے دور اہل یہ یہ مسیتہ وغیرہ سے نقل کیا اور بعد میں امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اگرچہ کہ یہ بات ثابت ہو تو لازم نووی مسیتہ سے جرم یہاں ہے اور لازم نووی مسیتہ یہ بھی کہ کہ اس بات اجماع قرار پاتا ہے کہ ہر نماز کے لئے تارود وضو کرنے کے ضرورت نہیں ہے نہ کہ یہ فرض نہیں البتہ بعض نے سورۃ المائدہ کی آیت کے ظاہری معنی پر عمل کیا ہے اور یہ عمل ان لوگوں کے لئے مانا جائے گا جو وضو سے نہیں ہیں ہر احوال کو گے وضو ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ وضو کر لیں اور جو پہلے ہی سے وضو سے ہیں ان کے لیے یہ حکم مسنون ہوا ہے گا البتہ جو لوگ وضو نہ کرنے کے باوجود بطور استحباب وضو کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل مستحب قرار پائے گا اور سنت سے بھی یہی بات ثابت ہے جو اس باب کی احادیث

میں نہیں ملتی ہیں۔

(فتح الباری لابن حجر مقدسی 1: 316-315، کتاب الوضوء، "قوله باب الوضوء من غیر حدث"؛ الملتزم: دہر المعرفۃ بعلومہ)

نکات کا خلاصہ

حدث، جن مومنین کے بعد وضو کرنا واجب ہے، ان کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔
 عیون بعض علماء کرام نے بغیر حدث کے وضو و تہجد کہا ہے، یہ نکتہ اس سے پائی کا، اعراف اور وقت کا میں ہونا، رم آتا ہے، پناچ تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز سے پہلے وضو اس وقت ہی فرض ہے جب کہ کوئی شخص ہے وضو ہو اگر یا وضو ہو تو وضو اس شخص پر فرض نہیں وضو وضو کر کے بارے میں علماء کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ تہذو وضو اسان کے اندر چستی اور ہزگی پیدا کرتا ہے اور وضو کرنا گناہوں کی معصرت کا ذریعہ بھی ہے اور کار شاپ ہے البتہ فرض نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام اس وقت تک ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے جب تک کہ ان کا وضو نوٹ جانے یا کوئی حاجت ضروری پیش نہ آجائے پناچ یہی عمل نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی ہیں اس کی سب سے جی دلیل صحیح کا واقعہ ہے (حدیث سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ صحیح مسلم 277: 642) اس دن آپ ﷺ نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی۔

ابن تیمیہ کا موقف: نماز میں وضو کی ضرورت

1. سب سے پہلے یہ ہے کہ جو شخص با وضو ہو تو اس پر وضو فرض نہیں ہے اور یہ مسئلہ مشفق علیہ ہے البتہ صاف مقامی کے لئے اور بطور نیت ثواب کے لئے وضو کرنا جائز ہے۔
2. نمبر دو جو شخص پہلے وضو سے با وضو ہو تو اس پر وضو کرنا فرض نہیں ہے۔

(3) خیر تین ہمیشہ باخود رہتا بہترین اور مستحب عمل ہے لیکن یہ عمل فرض نہیں ہے، بلکہ اگر
چی کرے گا تو اس پر زیادہ اور دینا غیر درست ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا ابو سعید خدری سے روایت کردہ احادیث

ہجری، مکمل، احادیث ابو سعید خدری سے (۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:
((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَغُودَ، فَلْيُوضَأْ، زَادَ أَبُو بَكْرٍ
فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا، وَقَالَ: ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَادِيَ))
جب تم کسی سے کھانے لینی چاہو تو پہلے وضو کر لے، پھر سے کہنا چاہے تو دوسرا وضو کر لے،
(انص بن ثابت سے روایت کرتے ہوئے) ابو بکر نے لینی حدیث میں یہ اضافہ کیا:
دونوں بار کے درمیان وضو کر لے، نیز ان یهود (بکر سے) کے لیے یہ بیچارہ (دوبارہ)
کے الفاظ استعمال کیے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، حواہ، بزم الخشب، واشتغاب الوضوء، وخصی الفرح)
إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرِبَ أَوْ يَتِمَّ أَوْ يَتِمَّ - نہایت کی حالت میں کھانے پینے کے لئے
شکر کا دعا پڑھنا اور وضو کرنا مستحب ہے جب دو کھانے پینے، سونے یا بھانے کرے گا تو وہ کرے، حدیث
نمبر 308 [707]۔ سنن ابوداؤد: 220۔ سنن الترمذی: 141۔ سنن النسائی: 263۔ سنن ابن
ماجر: 587)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْسَجِيُّ بِمَرْوٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ هَاشِمٍ
الْمُسْكِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَصِيمِ
الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي التَّوَجُّلِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا أَنَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَيَتَوَصَّأُ وَإِنَّمَا أَشْطُ لِلْعُودِ))

جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے جدا کر لے اور دوبارہ جماع کرتا ہے تو وضو کر لے وضو کرنے کی وجہ سے دوبارہ جماع میں لذت پیدا ہوگی۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کا قول:

((مرد بهذا السعة الأخيرة مسلم بن إبراهيم))

اس حدیث کے آخری الفاظ (وضو کر لے کی وجہ سے دوبارہ جماع میں لذت پیدا ہوگی) اس الفاظ کو نقل کرے میں مسلم بن براہیم متقدم ہیں۔ ("وعن علي بن شعيب الأريوطي، في 'المستدرک'، نورد بها شعبة عن عاصم، واسترد من مثله مقبول عندهما)

(الاسان فی تریب صحیح ابن حبان، 4، 13-12، "أحكام الحبب ذکر اعدة انتي من أجها أمر بهذا الأمر"، حدیث نمبر 1211، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت، الشیخ شعیب الاریوطی نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے "إسناده صحيح" جعفر بن ہاشم السکری، حدث عبد جماعة، ووثقه الخطيب في "ماریجة" 7، 183 ونامی رجال لإسناد علی شرطها وأخرجه ابن خزيمة في "صحیحة" برقم [221]، عن أبي یحیی محمد بن عبد الرحیم البراء، وأحاکم في "المستدرک" 1، 152، والبیهقي في "السنن" 1/204، والبعوي في شرح السنة [271] من طریق علی بن عبد نعیر، كلاهما عن مسلم بن إبراهيم بهذا الإسناد وأخرجه الحاكم أيضاً عن محمد بن عبد الله انصاري، عن أحمد بن محمد بن عيسى القاضي، عن مسلم بن إبراهيم، به، وصححه الحاكم علی شرطها، ووافقه الذهبي)

❖ "وضو کرنے کی وجہ سے دوبارہ وضو میں لذت پیدا ہوگی" اس حدیث میں یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے نہیں بعد کے کسی راوی کے ہیں۔

اہم حاکم مسندہ کا قول:

((هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه بهذا اللفظ، إنما أخرجه إلى قوله "فليوضأ" فقط، ولم يذكر فيه "إنما أنشط للوضوء" وهذه لفظة تفرد بها شعبة، عن عاصم، والثوري عن مغيرة فقبول عندنا)) (المتعلين - من تلخيص الذهبي 542 - لم يخرجوا آخره)

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن شیخین نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نقل نہیں کیا انہوں نے صرف (فليوضأ) کے الفاظ نقل کئے ہیں (إنما أنشط للوضوء) کے الفاظ نقل نہیں کئے ہیں (إنما أنشط للوضوء) کے الفاظ کو نقل کرنے میں عام الاحوال حسب شیعہ تہذیب متروک ہیں اس طرح کی تفردات شیخین نے یہاں متنبہ ہیں۔ (المستدرک علی الصحیحین ج 1 ص 254، کتاب الطہارۃ، حدیث نمبر 542، ابن شریک لکھتے ہیں: "قال في التلخيص لم يخرجوا آخره. تفرد بذلك شعبة رواه عن مسلم بن إبراهيم")

(المستدرک علی صحیحین ج 1 ص 374، رقم: 558، الآثار، دار المعرفۃ، محقق ابن عبد اللہ، عبد السلام بن محمد بن مرغوش اس کی تحقیق میں کہتے ہیں: "أخرجه مسلم ونبو داود وابن ماجه والترمذي وابن حبان ولبس عبدہم جميعا الريادة التي ذكرها المحاكم رحمه الله، والله اعلم")

مقام میں سید کا قول

((أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ عَمْرِو النَّافِذِ، عَنْ مَرْوَانَ الْقُرَارِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ، وَقَالَ "إِذَا أَنَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ"))

امام مسلم سید نے اس حدیث کو عمرو بن نفیل سے نقل کیا ہے اس میں مراد اس
فزاری سے ہے اور اس میں سے عامم سید سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ
جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو پھر دوبارہ نماز کرتا ہے تو وضو کر لے۔

(شرح السنہ صفحہ 2 38-39، کتاب الطہارۃ "باب المہذب إذا أراد الصوم أو العود أو الأكل توصی"، حدیث نمبر 271)

مقام میں سید کا قول

((إِذَا التَّوَضَّعُ بَعْدَ الْجَمَاعِ يَكُونُ أَنْشَطُ لِلْعُودَةِ إِلَى الْجَمَاعِ، لَا أَنْ
تُوضَّوْهُ تَبَيَّنَ الْجَمَاعَتَيْنِ وَاجِبٌ، وَلَا أَنْ الْجَمَاعَ قَبْلَ التَّوَضُّعِ وَبَعْدَ
الْجَمَاعِ الْأَوَّلِ يَحْتَظَرُونَ))

یعنی کہ دوبارہ وضو کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے والا جب پھر سے وضو
کرتا ہے تو وہ دوبارہ نماز کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے البتہ ایک مرتبہ نماز کرنے
کے بعد دوسری مرتبہ نماز کے درمیان میں وضو کرنا واجب نہیں اور ایسا بھی نہیں کے
دوبارہ وضو دوبارہ نماز کرنا منع ہو یا وضو کرنا منع ہو۔

(صحیح ابن حزمہ 1 110، ابن شریک، المکتب الاسلامی، بیروت)

فتح بن یازید کا قول:

من حدیث "إذا أتى أحدكم أهله ثم أراد أن يعود فليتوضأ بيهما وضوءاً" (وَعَنِ أَبِي مُعَيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بِيَهُمَا وَضُوءًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ رَأَى الْحَاكِمَ فَإِنَّهُ أَنْشَطَ لِلْعُودِ. وَلِلْأَرْبَعَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ وَهُوَ حَبَّ مِّنْ غَيْرِ أَنْ يَغْتَسِلَ مَاءً" وَهُوَ مَعْلُوكٌ - وَعَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْحَمَاةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَمْرَعُ بِيَمِينِهِ عَنِ شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصْبَعَهُ فِي أَصْوَرِ الشَّعْرِ، ثُمَّ يَحْسُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حُمَاتٍ، ثُمَّ يُغَاظُ عَنِ سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ))

حدیث کا اردو ترجمہ:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے، پھر دوبارہ (وہاں) کرنا چاہے تو اس کے درمیان وضو کر لے۔ (مسلم)

حاکم بن روایت میں یہ اضافہ ہے: "یہ (وضو کرنا) دوبارہ (محل) کے لیے زیادہ شاذ اور ہو گا۔" چاروں (امام ترمذی، امام نسائی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے بعد ۳ جاتے تھے۔ "لیکن یہ روایت ضعیف (معلول) ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہا کر شرمچا دھوتے، پھر وضو فرماتے، پھر پانی سے کرپنی انگلیوں سے سر کے بالوں کی بیڑوں میں داخل کرتے، پھر تین چو پانی لے کر سر پر بہاتے، پھر پورے جسم پر پانی بہاتے، پھر آخر میں پاؤں دھوتے۔

رسول کے ارادے سے پہلے وضو کرنا واجب

اس مسئلے میں ہمیں دونوں طرح کی احادیث ملتی ہیں جنہیں کہہ کر ہم سنیقہ سے حالت جنابت میں وضو فرمایا جائے اور دوسری طرف یہ حدیث بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ بیچ وضو نہ کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ جن ارادے سے پہلے وضو فرمایا کرتے

ہماری حدیث: (حدیث حاشیہ: ۱)

امام ابو نعیم یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ))

"کہہ کر نبی کریم ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو شرمگاہ کو دھو لیتے اور نماز کی طرف وضو کرتے۔"

(صحیح البخاری، کتاب "مسائل باب الجنب يتوضأ ثم يسام"۔ اس بارے میں کہ جنسی پسینے وضو کر لے یا نہ کرتے، حدیث نمبر: 288، صحیح مسلم: 305 [700]۔ سنن ابوداؤد: 222۔ سنن ابوالحسن: 259۔ سنن ابن ماجہ: 593)

دوسری حدیث: (حدیث حاشیہ: ۲)

عبداللہ نے تابعی صحابہ سے، انہوں نے سیدنا محمد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی کہ سیدنا عمر نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْتَغِي أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: مَعَهُ، إِذَا تَوَضَّأَ))

"اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو کیا وہ (اسی

جُثْبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمَسَّ مَاءً، قَالَ أَبُو ذَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يَرِيدَ بْنَ هَارُونَ، يَقُولُ هَذَا الْحَدِيثَ وَهُمْ يَقْبَعِي
حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ))

کہ فی کریم ﷺ جنابت کی حالت میں (بھی بھلی) پانی کو ہاتھ تک نہ اغیر ہی سوجاتے
تھے۔

امام یورادو جیسے کہتے ہیں: ہم سے حسن بن علی واسطی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے
یرید بن ہارون کو کہتے سنا کہ یہ حدیث: "فی ابوابہا" کی حدیث دہم ہے۔

(سنن یورادو، کتاب الطہارۃ، باب فی الحُثْبِ یُؤَخَّرُ الْفُضْلُ - جیسا کہ اس کے اس کے
علم کا بیان، فتح مہتابی بیروت نے اس حدیث کو صحیح بنایا ہے)

سیدنا امام ابن العربیؒ کی تصنیف کے مطابق یہ وہم ایک طویل حدیث کے اختصار میں واقع ہو
ہے، اور نہ اصل معنی صحیح ہے، جیسا کہ بھی بیان ہوا ہے اس کے آپ ﷺ نے نہ فصل پر ہی دوسرے

یونان کے کچھ کتبوں میں جو فصل پر ہے اس کی تصنیف کی ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے

عبد اللہ بن ابی قیس (عبد اللہ بن عوف قسری) جیسے کہتے ہیں کہ میں نے ام اسوئیں سیدہ
عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے در کے بارے میں سوال کیا کہ آگے حدیث بیان کی کہ میں
نے پوچھا:

((كَيْفَ كَانَ يَضَعُ فِي الْحَنَاءَةِ، أَوْ كَانَ يَفْضُلُ قَبْلَ أَنْ يَمَامَ، أَمْ يَمَامَ قَبْلَ
أَنْ يَفْضُلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ، فَمَامَ، وَرُبَّمَا
تَوَضَّأَ، فَمَامَ، قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأُمْرِ سَعَةً))

آپ ﷺ جنابت کی صورت میں کیا کرتے تھے؟ کیا سارے پہلے غسل فرماتے تھے؟
غسل سے پہلے سوجاتے تھے؟ ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا: آپ ﷺ ان

”دوسری چیز اس کو اختیار کیا ہے، یہاں اوقات یہاں کر سوتے اور یہاں اوقات دھو کر کے سو جاتے،

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے (میں نے) سحائے میں، سخت، رکھی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب جواز یوم الخُضْبِ واستحباب الوُضُوءِ لَهُ وَتَعَسُّلِ الْفَرْجِ

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَسَامِ أَوْ يُجَامِعَ جن میں نے سوتے کا جواز اور اس کے لئے شرمگاہ

کا، حونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھائے، پیے، سوتے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر

307: [705]۔ سنن الترمذی: 18، سنن ابوداؤد: 226، سنن النسائی: 404، سنن ابن

ماجرہ: 581)

تیس گھر میں داخل ہونے کا طریقہ اور اس کا نفع

یہ داخلی ٹی ٹی بیان کرتے ہیں کہ یہ کریم سید نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَسْرٍ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُرْزَبَانَ،

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ غَسْرٍ فِي جَوْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُجَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَايِكَةُ بَيْتًا يَبِيتُ صُورَةً، وَلَا كَلْبَةً، وَلَا خُضْبًا))

”فرشتے تیس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، یا کتا ہو، یا جھپٹا ہو۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب المہاجر، باب فِي الْخُضْبِ يُؤَخَّرُ الْفُضْلُ۔ جس نے اس میں دیر کرے اس

کے حکم کا بیان، حدیث نمبر 227، شیخ ابی ہاشم نے اس حدیث کی سند کو ضعیف کہا ہے، ”قال

شَيْخُ الْإِسْلَامِ صَحِيحٌ فِي ذَوْنِ قَوْلِهِ وَلَا جُضْبٌ“ اس کے راوی ”الحسن“ اور ابن کثیر نے

”ولا جُضْبٌ“ کو ضعیف ہے، اور نہ اس کے سوا باقی کلمے صحیح ہیں دیگر صحابہ سے مروی ہیں۔

تخریج الحدیث ”سنن المسائی الطہارۃ: 168 (262)، والصبی: 11 (4286)، سنن

ابن ماجہ: 44 (3650)، (معجمه الأشراف: 1029)، وعد أخرجه مسند

احمد (1/104، 83)، سنن الدارمی / الاسنادان 34 (2705)، ویاتی عند المؤلف فی
 نیاس مرقم (4152) (ضعیف)۔ لکھی ہوئی لیکن احادیث تھیں۔
 ولہ دون قوہ "ولا جب" شاہد من حدیث اُبی طحیة عبد البخاری (3225)،
 ومسلم (2106) وأخر من حدیث عائشة عبد مسلم (2104) وثالث من حدیث
 میمونہ عبد مسلم (2105)، وسأنی مرقم (4157)۔

نوٹ: بعض مائے کرام یہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن علی کو جمہور علماء سے ثقہ اور مقبول کہا ہے مگر اس
 حدیث کی سند "حسن" ہے۔

اس حدیث کے تحقیق میں شیخ ضعیف، ارکاظ جلیلہ کہتے ہیں: (مسند احمد 2: 65 حدیث
 نمبر 632، مؤسسہ الرسالہ) (حسن لغیرہ دون ذکر الجلب، وهذا إسناده ضعیف، بھی۔
 وهو المضمري الكوفي۔ لم یرو عنه غیر امہ عبد اللہ، وذكرہ ابن حبان می
 شحات، وقال لا یعجزني الاحتجاج بحیره إذا اورد، وناقى رجاله ثقات رجال
 شیخین غیر عبد اللہ بن بھی، فقد روى له أبو داود وإسنادی وابن ماجه، وهو
 مختلف فيه، وقد تقدم الكلام عليه عبد رقم [570]، وأصح (([608]))

نوٹ: اس حدیث میں فرشتوں کا ذکر آیا ہے ان سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں اس سے ملک، موت
 اور کراماتیں مراد ہیں جیسا کہ علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں۔
 ((قَوْلُهُ . (لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ) أَي . مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ ، لَا الْحَفَظَةِ ،
 وَمَلَائِكَةُ الْمَوْتِ))

(تجملہ الامم والاعجاز 2: 72)

علامہ کرام کے اقوال

اس مسئلے کے بارے میں علامہ کرام کے اقوال۔

سیدنا ابی سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول

((حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ،

"إِنْ شَاءَ الْخِطْبُ نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ"))

"مگر جتنی بھر وضو نہ پائے تو سو سکتا ہے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2، 134، کتاب الطہارۃ، "ہی الحب یرید أن ٲأكل أو یرام" حدیث

نمبر: 672، الناشر: دار الفکر، اقصیٰ، ریاض)

نام محمد بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول

((عدهب قومٌ إلى هذا ، ویمتن دهب إلیہ ، أبو یوسف ، فقالوا لا

مری تأتأ أن یرام الخٲب من غیر أن یموضاً ، لأن التوضؤ لا یخرجہ

من خال الجنابة إلی حال الطہارة ، وحالهم فی دین آخرون ، فقالوا

ینتھی نہ أن یموضاً بلصلاً ، قبل أن یرام))

علامہ کرام کی جماعت کا یہ موقف ہے اس میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں اس

جماعت کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں سو جائے ہے تو اس میں کوئی حرج

نہیں ہے نہ عذر اگر وضو کر بھی لے تب بھی وہ جنابت سے ظاہر کی طرف نہیں آتا یعنی

ظاہر نہیں کہلوتا (یعنی کہ وضو کرے سے جنابت دور نہیں ہوتی جنابت دور کرنے کے لئے

فصل لازم ہے) ، علامہ کرام کی دوری جماعت نے اس بات سے استکفاف کیا ہے اور کہا

ہے کہ بھڑکی ہے کہ حالت جنابت میں سونے سے پہلے وہ اسی طرح وضو کرے جیسے نماز

کے لیے کیا جاتا ہے۔

(شرح مسائل الآثار للطحاوی 1: 125، کتاب الطہارۃ، باب الحجب یرید الصوم أو الأكل أو الشراب أو الجماع، "الناشر عالم الکتاب")

عام بخونی مسجد کا قریب

((وَأَنَّ شَيْتَ الْخَنِيفَةِ، هَالِكٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ دَيْتَ أَخِيكَ لِيُدْخَلَ عَلَى الرَّخْصَةِ، وَكَانَ يَتَوَضَّأُ فِي أَغْلَبِ أَخْوَابِهِ لِيُدْخَلَ عَلَى الْغُصْبَةِ))

اگر یہ حدیث ثابت ہے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح کا فعل بھی بھی کیا کرتے تھے تاکہ امت کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں وضو کی رخصت بھی ہے لیکن آپ ﷺ، کلمہ و بیشتر اوقات میں حالت جنابت میں وضو فرمایا کرتے تھے اور یہ فضیلت کی بات ہے۔

(شرح السنن للعلوی 2: 36، کتاب الطہارۃ، باب الحجب إذا أراد الصوم أو العود أو الأكل، "نوعاً" الناشر المكتبة الاسلامیہ - دمشق، بیروت)

عام اس صاں مسجد کا قریب

((قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "تَوَضَّأَ وَاعْسَلَ ذَكَرَكَ" أَمْرًا تَذْبِئًا وَمَوَلُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "ثُمَّ مِنْ" إِبَاحَةٍ وَلَيْسَ فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "وَاعْبِثْ ذَكَرَكَ" دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الصَّبِيَّ لِحْجَسٍ لِأَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِ الذِّكْرِ إِنَّمَا أُمِرَ لِأَنَّ الْمَرْءَ قَلَمًا بَطْءًا إِلَّا وَبِلَاغِي ذِكْرِهِ شَيْئًا لِحْجَسًا فَإِنْ تَعَرَّى عَنْ هَذَا فَلَا يَكْفِي أَنْ يَغْتَلُو مِنَ الْبَوْلِ قَبْلَ الْإِغْتِسَالِ قَبْلَ أَجْلِ مَلَاقَةِ النِّجَاسَةِ))

یہ کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ "تمہاری شرمگاہ دو حصوں اور دو حصوں کو"۔ (اصل یہ دونوں حکم بطور احتیاط کے ہیں پھر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد "اس کے بعد تم سو جاؤ" سونے کا حکم بطور امانت ہے۔

(الاحسان ل تقریب صحیح ابن حبان 4/15، کتاب الطہارۃ، "أحكام الجنب" ذکر الإحیاء بعد بعض الجنب إذا أراد النوم قبل الاعتسالة"، الناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت)

اہم تنبیہ بوسیت کا قور:

1) (وَعَالِ التَّوْبَةِ وَشَعْنَهُ، غَنَ غَنِيْدَ اللّٰهِ تَبِي دِيْنَارٍ فِي هَذَا الْحَدِيْثِ
الْغَيْلِ ذِكْرُكَ وَتَوَضُّأً))

اور سفیان الثوری بوسیت شہر بوسیت کہتے ہیں کہ مہر مہدین دینار بوسیت اس حدیث کے بابت کہتے ہیں کہ (جنسی فحش) اپنی شرمگاہ کو، حرمہ اور وضو کرے (پھر اس کے بعد)۔
سوسکتا ہے۔

(مسند لکھری ص 1: 307 کتاب الطہارۃ، "باب الجنب یومد النوم فیعمل مرجہ وبتوض ووضوء، بصلاة، ثم یسأم"، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

حکمت کتاب

اس حدیث کو شیخ ابوبانی بوسیت نے ضعیف کہا ہے لہذا ہمیں فحش کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے شرمگاہ میں داخل نہیں ہوتے تو یہ بات غلط ہے اور اگر اس حدیث کی سند کو حسن (یا حسن طبر ومان) یہ جاسے تو اس کا یہ سنی ہو گا کہ، اگر کوئی فحش جنابت کی حالت میں بہت زیادہ وقت گزارتا ہے بہت زیادہ دیر تک بغیر غسل کے رہتا ہے سستی اور کافی کامتا ہوا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی نمازیں بھی چھوٹ جاتی ہیں تو ایسے فحش کے لئے یہی کہا جائے گا کہ جنابت کی حالت میں زیادہ دیر تک رہنا صحیح

نہیں ہے، یہی بنیاد پر یہ حکم دیا گیا کہ کم از کم سو سے پہلے وضو کر لیں البتہ وہ حدیث بھی ضعیف ہے جس کے روئے سیدنا شہداء میں اس کی تائید دیکھتے ہیں:

((حَدَّثَنَا ابْنُ مِهْدِيٍّ، عَنْ خُثَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنُوبَةَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: "إِذَا أُنْجِبَ أَخَذَ كُفَّكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنَّهُ يَصُفُّ الْجَنَّةَ"))

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ سیدنا شہداء میں اس حدیث کو فرماتے ہیں: کوئی شخص رات کو جنابت کی حالت میں ہو اور اگر وہ سونا چاہے تو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کر لے اس سے اس کو ترمیمی طہارت حاصل ہو جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 2/133، کتاب الطہارۃ، "فی الحب یبرء" یا کل أو ینام" رقم: 668، محدثین صحران محمد العزیز ابو حنیبلہ اشعریؒ کہتے ہیں "مفصم" ابو قلابہ لا یروی عن شداد، انظر مسند أحمد 5/240 [17178])

علامہ کریم کہتے ہیں کہ اس حکم میں وسعت دیکھی گئی ہے یہی ہے اس کو واجب قرار نہیں دیا لہذا یہ عمل مستحب شمار کیا جاتا ہے چنانچہ یہی طریقہ یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں سونے سے پہلے وضو کرنا افضل ہے یہ حکم یہ وقت ہے جب کوئی جنابت کے بعد غسل کرے تو کم از کم نماز صبح، وضو کرے۔ واللہ اعلم

روزانہ صبح کی نماز میں پہلے وضو کرنا واجب ہے

ام مومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُثِيَاءً فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ، أَوْ يَنَامَ، قَوَّضًا وَطُغُوذَةً لِلصَّلَاةِ))

کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں ہوتے اور کھانا یا سوچا پاتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیتے تھے۔

(بحر مسلم، کتاب النجس، ثابۃ جوار، یوم الجنۃ واستقباب الوضوء لہ وغسل الفرج إذا أراد أن يأکل أو یشرّب أو ینام أو یجامع۔ جن نے سوئے کا کارہ اور اس کے لئے شرمگاہ کا دھونا اور وضو کرنا مستحب ہے جب وہ کھائے، پیے، سوئے، یا جماع کرنے کا ارادہ کرے، حدیث نمبر 305 [700]۔ مسند ابوداؤد: 224۔ مسنن الترمذی: 256۔ مسند ابن ماجہ: 593)

وضو کے بعد ہاتھ دھونا اور وضو کرنا کی بات

حدیث ماثر ہیں

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان إذا أراد أن ینام وضو جنۃً توطأ، وإذا أراد أن يأکل غسل یدینہ))

”کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سوئے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے اور جب کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھو لیتے۔“

(مسنن الترمذی، کتاب القمل، ثابۃ، انقصار الجنۃ علی غسل یدینہ إذا أراد أن يأکل جنۃً جب کھانے کا ارادہ کرے تو اس کے صرف دونوں ہاتھ دھوے پر اسکا کرے کا بیان، حدیث نمبر 256، فتح البانی ج 1 ص 104 [593]، نخبة الأنشراح 17769، وقد أخرجه صحيح مسند الخيص 6 [305] مسنن ابی داؤد/المنهاجہ 88 [223] مسنن ابی ماجہ وہبہ 99 [584]، 104 [593]، نخبة الأنشراح 17769، وقد أخرجه صحيح لبحاری، المسند 25 [286]، 27 [288]، مسند احمد 36، 102، 200، 279، مسنن الدارمی، المنهاجہ 73 [784]، ویأتی عند المؤلف بأرقام: 258، 259 [صحیح])

ام المومنین سید عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، قَالَتْ: غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ (۱)))

"کہ رسول اللہ ﷺ جب ۲۷ے کا ارادہ کرتے اور آپ ﷺ جنبی ہوتے تو وضو کرتے، اور جب کھانے یا پیے کا ارادہ کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر کھاتے یا پیتے۔"

(سنن، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، اس سے فصل واجب ہو چکا ہے اور جن سے نہیں ہوتا، اذنی صاحب الخشب علی غسل یدینہ إذا أراد أن يأكل أو يشرب - یہی جب پیے کا ارادہ کرے تو اس کے اپنے دونوں ہاتھ دھوے، کتبہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر 258، شیخ ابوالحسن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

نام ابو داؤد رحمہ اللہ کا قول:

نام ابو داؤد رحمہ اللہ سنن ابو داؤد کی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الشَّعْرَازِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ السَّائِكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِهِ وَمُتَّفَعًا، زَادَ: وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ يَدَيْهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، فَعَجَلَ قِصَّةَ الْأَنْبِيِّ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا، وَرَوَاهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ، أَوْ أَبِي سَلَمَةَ، وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

کَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ

"اس سند سے بھی زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مضمون کی حدیث مروی ہے البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا ارادہ کرتے اور بیٹھی ہوتے، تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔"

"اس روایت کو ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یونس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور کھانے کے تذکرہ کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول قرار دیا ہے، نیز اسے صالح بن ابی الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، جیسے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، مگر اس میں "عَنْ غَزْوَةَ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ" (حک کے ساتھ) ہے نیز اسے دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یونس رحمۃ اللہ علیہ سے یونس رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کیا ہے جیسے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔"

(مس ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، غَابُ الْخُفَّ بِأَكْثَرِ - بیٹھی کھانا کھانے تو کیا کرے؟، حدیث نمبر 223، فتح مہلبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو صحیح کہا)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل کیا ہے،

ہم نقل کیا ہے کہ

((وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرَّوْذِبَارِيُّ، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ بْنُ دَاوُدَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّنَّاحِ الْبِرَّازُ، مَذْكُورٌ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ: "غَسَلَ يَدَيْهِ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، مَجْعَلٌ قِصَّةُ الْأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَعْصُورًا. قَالَ الثَّيْنِي وَكَذَلِكَ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ))

محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے "أَبُو سَلَمَةَ" (عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتے ہیں کہ میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو) اپنے ہاتھوں کو دھو لیتے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو یونس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے جس میں کھانے کے الفاظ

مذکور ہیں یہ الفاظ امام شمس سیدہ کا ش کے الفاظ میں (امام شمس کی حدیث کہتے ہیں) شیخ نے کہا کہ یہ حدیث بیٹھ سہ سہ حدیث نے روبرو کی حدیث سے نقل کی ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی 1/312، کتاب المہرۃ، باب الحبس بريد الأكل" حدیث نمبر 980، دہرہ لکھنؤ، المطبعہ المہرۃ)

اہم مباحث کی حدیث کا قول:

((أَنَّ هَذَا حَدَّثَنَا قَالَ أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ الْحَرْثِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ عِيسَى بْنَ يُونُسَ، قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ قَزَافَةَ الْأَيْلِيَّ، عَنْ الرَّهْزِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَيْهِ» فَقَدْ رَوَى عَنْ عَائِشَةَ مَا ذَكَرَ، وَرَوَى عَنْهَا جَلَّافٌ دَبَّ أَيْضًا وَمَا رَوَى عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ بِضَلَاةٍ، فَلَمَّا تَضَاءَ ذَلِكَ اخْتَمَلَ عَيْنَهُمَا، وَابْنُ أَبِي عَرَبٍ أَعْلَمَ أَنَّ يَكُونُ وَضُوءُهُ جَيْنَ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي مَذَّ ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْبَابِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَاءَ لَمْ يَنْتَكِلْ، فَكَانَ يَتَوَضَّأُ لِيَنْتَكِلَ فَيَسْتَبِي وَيَأْكُلُ ثُمَّ تَسَخَّ ذَلِكَ، فَغَسَلَ كَفَيْهِ لِلتَّطْيِيبِ، وَتَرَكَ الْوُضُوءَ وَكَذَلِكَ وَضُوءُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ النَّوْمِ، يَحْتَمِلُ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ أَيْضًا لِيَسَامَ عَنْهُ ذِكْرُ، ثُمَّ تَسَخَّ ذَلِكَ، فَأَبِيحَ لِلْجُنُبِ ذِكْرُ اللَّهِ، فَارْتَمَعَ الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ تَوَضَّأَ وَقَدْ رَوَى فِي غَيْرِ مَوْجِعٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: «أُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَتَوَضَّأُ»، فَأَخْبَرَ أَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا لِلصَّلَاةِ، فَمِنْ ذَلِكَ أَيْضًا مَعْنَى الْوُضُوءِ عَنِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوْ الْأَكْلَ أَوْ الشَّرَبَ وَمَا يَدُلُّ عَلَى تَسَخُّ ذَلِكَ أَيْضًا))

عروہ میں کہتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب حالت جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ کو دھو لیتے، جس حدیث کو ہم نے یہاں کیا ہے وہ حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس حدیث کے خلاف جو ایک اور حدیث ہے وہ حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ عازلہ وضو فرماتے ”لہذا یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کے خلاف ہیں چنانچہ اس مسئلے میں احتمال پیدا ہوتا ہے مزید یہ کہ وضو دہلی حدیث اس زمانے کی ہے جس زمانے میں نبی کریم ﷺ کو گر پانی دستیاب ہو جاتا تو کسی سے بات کرنے کے لئے بھی آپ ﷺ پہلے وضو کر لیا کرتے تھے اور ہم اہل پرہیزگر کھاتے بعد میں یہ حکم سنو کر دیا گیا اس حکم کے بعد آپ ﷺ نے وضو ترک فرمایا اور صرف اپنے ہاتھوں کو دھو کر اکتفا فرمایا پھر جب آپ ﷺ سنا چاہتے تو اس وقت بھی آپ ﷺ کا یہی فعل ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے دکر کے ساتھ آپ ﷺ سوئیں پھر یہ حکم بھی منسوخ فرمایا اور جنابت کی حالت میں بھی اللہ کے دکر کی اجازت دی گئی لہذا اس سے وہ عقیدہ ختم ہو گیا جس کی وجہ سے آپ ﷺ وضو فرمایا کرتے تھے اس دلیل کے لئے ایک اور حدیث سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیت المقدس سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ سے وضو کے پانی کے لئے پوچھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مجھے نماز کا ارادہ ہو گا تو میں وضو کر لوں گا لہذا آپ ﷺ کی اس بات سے یہ واضح ہو گیا کہ وضو نماز کے لئے ہے نہ کہ جنابت کی حالت میں ہو اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں لہذا یہی دلیل سونے، کھانے اور پینے کے لئے بھی درست کرتی ہے بعد حالت جنابت میں سونے کھانے اور پینے کے لئے وضو کا حکم منسوخ ہے جیسا کہ آپ بیت المقدس سے نکلنے بعد فرمایا تھا۔

(شرح معانی الآثار للبخاری: 1، 128، کتاب الطہارۃ باب الحیض یرید الصوم أو الأکل أو الشراب أو الجماع ”الناشر عالم الکتاب“)

فصل چہم

حالت جنابت میں نہانے اور پینے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس مسئلے میں بھی وسعت رکھی گئی ہے لہذا کوئی شخص وضو نہیں کر کے صرف ہاتھ دھوینا ہے تو یہ بھی کافی ہے البتہ اس موقع پر وضو مستحب شدہ کیا گیا ہے واللہ اعلم

فصل میں سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے

عمومی طور پر غسل میں تمام غسل شامل ہیں مثلاً غسل جنابت، غسل حیض و طہاس اور جماع کا غسل عام طور پر ہر غسل سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں علمائے کرام مختلف اقوال ہیں بعض غسل سے پہلے وضو کرنے کو مستحب کہتے ہیں بعض سنت کہتے ہیں بعض اس وضو کو فرض میں بھی شمار کرتے ہیں اس کی تمام تفصیل نیز سہ ماہ نامہ کتاب الغسل میں بیان کریں گے ان شاء اللہ یہاں پر مستحبات وضو کے ضمن میں چند باتیں ملاحظہ فرمائیے۔

نکلی حدیث: (حدیث شریف)

امام الشافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْخَنَازِئَةِ بَدَأَ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَدْخُلُ أَصَابِعَهُ فِي الْقَدَمِ فَيُخَلِّلُ بَهَا أَصُولَ شَعْرِهِ، ثُمَّ يَضْبُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ عُرُوفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يَغِيضُ الْمَاءَ عَلَى جُلْدِهِ كُلِّهِ))

”کہ نبی کریم ﷺ جب غسل فرماتے تو آپ ﷺ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر

اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لیے آپ ﷺ وضو کیا کرتے تھے پھر پانی میں دینی انگلیوں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا غٹیل کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چوسرے لاتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔"

(صحیح البخاری، کتاب غسل، باب ما یؤتی فی غسل الفقل، اس بارے میں کہ غسل سے پہلے وضو کر لینا چاہیے حدیث نمبر: 248۔ صحیح مسلم: 316 [721]۔ سنن الترمذی: 104۔ سنن ابوداؤد: 243۔ سنن النسائی: 420۔ سنن ابن ماجہ: 574)

۱۱۔ سری حدیث (حدیث بن عباس - ج ۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ میمونہؓ فرمیں یہاں فرماتی ہیں:

((سَوَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَفْتَسِلُ مِنَ الْحَبَابَةِ فَعَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ بِيَدَيْهِ عَلَى شِمَالِهِ فَعَسَلَ قَرْنَهُ وَمَا أَصَابَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْخَائِطِ أَوْ الْأَرْضِ، ثُمَّ نَوَّضًا وَضُوءَهُ لِلضَّلَاةِ غَيْرَ رَجُلِيهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ شَحَى فُقُلَ قَدَمَيْهِ، تَابَعَهُ أَبُو عَوْنًا وَابْنُ فَضَالٍ فِي الشَّعْرِ))

کہ جب نبی کریم ﷺ غسل جنابت فرما رہے تھے میں نے آپ ﷺ کا پردہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ہاتھوں سے بالوں پر پانی بہایا اور شنگھ (دھوئی اور جو تہہ اس میں تھپتھا رہا) دھویا پھر ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رکھ کر (دھویا) پھر نماز کی طرح وضو کیا، پانی کے علاوہ، پھر پانی اپنے ہاتھوں سے بہایا اور اس جگہ سے بہت کر دو نون قدموں کو دھویا، اس حدیث میں ابو عونؓ اور محمد بن فضالؓ نے بھی پر اسے کلام کر لیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب غسل، باب ما یؤتی فی غسل الفقل، اس بیان میں کہ لوگوں میں بہاتے وقت پردہ کرنا ضروری ہے، حدیث نمبر: 281۔ صحیح مسلم: 317 [722]۔ سنن الترمذی: 103۔ سنن ابوداؤد: 245۔ سنن النسائی: 428۔ سنن ابن ماجہ: 537)

طالع کرام کے اقوال

حاصل سے پہلے وضو نہ پارے میں طالع کرام کے اقوال
ہام شامی سیکنڈ وولم

ہام میں جو مسند تھی سیکنڈ کہتے ہیں ہام شامی سیکنڈ کتاب الام میں لکھتے ہیں۔

((مرض اللہ تغافل النفس مطلقاً لم يذکر فیہ شیئاً یبدأ بہ قیل شیء،
فکینفا جاء به التغنیل أخرأء إذا أش یقتل جمیع بدیه والاختیار
فی النفس ما روت عائشة، ثم روى حدیث الباب عن مالک بن انس
وهو فی الموطأ كذلك، قال ابن عبد البر هو من أخس حدیث روى
فی ذلك))

یعنی کہ مطلقاً نفس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مرض قرار دیا ہے چنانچہ نفس کی
شرعاً و ضرر سے کی جائے اس کا اگر تمکنت، لہذا جس طرح سے بھی نفس کو بچائے
جس سے کہہ دیں پاک و صاف ہو جائے تو یہاں نفس پاک حاصل کرنے کے لئے کافی ہے
اور اس مسئلے میں اسی طریقہ اختیار کیا جائے گا جس کو ام، مومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان
کیا ہے پھر اس مسئلے میں ام، مالک سیکنڈ نے خود روایت نقل کی ہے اس کو یہاں لکھا گیا ہے جو
موطأ ام، مالک میں موجود ہے، ام، عبد البر سیکنڈ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بابت یہاں کی
مکی تمام احادیث میں سب سے بہترین حدیث ہے۔

((ورقلاً ابن بطال انما جاع علی أن الوضوء لا یجوز مع النفس، وهو
مرذو، فقد ذهب جماعة منهم أبو نوری، وداؤد وغیرہم إلى أن النفس
لا ینوب عن الوضوء للمحدث))

امام ابن بطال رحمہ اللہ نے یہ بات نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس بات پر جماعت سے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا فرض نہیں ہے لیکن ان کا یہ اعلان کا دعویٰ مردود ہے کیونکہ علماء کی ایک جماعت جس میں بوشر اور داؤد وغیرہ نے کہا (غسل سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے) غلطی کے لیے صرف غسل وضو کا جب نہیں ہو سکتا، یہی صرف غسل تر یا جات وضو یا کیا جائے یہ کافی نہیں

(فتح الباری دلائل حج مستدلی، 1: 361، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الناشر، مکتبہ السلفیہ مصر)

د علی القاری رحمہ اللہ کا قول:

((وَالْوُضُوءُ قَبْلَ الْغُسْلِ اخْتَلَفَ فِيهِ، فَأَرْحَبُهُ دَاوُدُ مُطْلَقًا وَقَوْمٌ إِذَا كَانُوا مُتَّحِدِينَ، أَوْ كَانَ الْعَمَلُ مِثْلَ يَوْجِبِ الْجَنَابَةِ وَالْحَدَثِ، وَمِنْصُوصُ الشَّافِعِيِّ أَنَّ الْوُضُوءَ يَدْخُلُ فِي الْغُسْلِ فَيُخْرِكُهُ لَهَا، وَهُوَ قَوْلُ مَا لَيْدٍ))
غسل سے پہلے وضو کرنے میں علماء کرام کا اختلاف ہے امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ غسل سے پہلے وضو کرنے کو مطلقاً واجب قرار دیتے ہیں ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ناپاکی کی حالت، اگر جنابت اور حدث کی وجہ سے ہو تو غسل سے پہلے وضو کرنا واجب ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ غسل میں وضو بھی شامل ہے لہذا یہ ان کے لئے کافی ہے یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لملا علی القاری، 2: 425، کتاب الطہارت، باب الغسل، الناشر، دار الفکر بیروت)

فتح بن ہار رحمہ اللہ کا قول:

((ح إِذَا كَانَ الْغُسْلُ عَنِ الْجَنَابَةِ، وَبَوَى الْمُعْتَمِلُ الْحَدِيثِ الْأَخْصَرِ

والأكبر أحرأ عہما، ولكن الأفضل أن يستنجي ثم يتوضأ ثم
يکمن عنده، اقتداء بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم، وهكذا الخائض
والنساء فی الحکم المذكور)

”اگر غسل جنابت کے سبب کرنا ہو اور غسل کرنے والا شخص چھوٹی اور بڑی نجاست کو دور
کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو دونوں کے لیے غسل کافی ہے، لیکن اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ
پہلی شہادت کو دھوئے، پھر وضو کرے، پھر غسل مکمل کرے یہ کریم ﷺ کی سنت ہے
عمل کرنا افضل ہے، یہی قسم میں نے اور خاص کے بعد عورتوں پر بھی لاکو ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ، مقالات متون لابن باز: 10، 173، ”باب الغسل، الغسل من الجنابة
وغیرها من یجری عن الوضوء“ الناشر: راسمہ ادارۃ لبحوث علمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ
السعودیۃ)

فتح ابن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

((اد غسل بید الوضوء ولم يتوضأ فإنه لا یجرتہ عن بوضوء إلا إذا
کان عن جنابة، فإن کان عن جنابة فلا بأس ان غسل بضعفی عن
الوضوء لقول الله تبارک وتعالی: ﴿وَأَنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَأَتَقُوا
[مائدة 6] ولم يذكر وضوءاً، أما إذا کان اغتسل للتبرد أو لغسل
اجمعة أو لغسل متعب فإنه لا یجرتہ؛ لأن عنه نہیں عن حدث،
والقاعدة إذاً إذا کان الغسل عن حدث - أي عن حصة - أو امرأ
عن حصص - جراً عنه الوضوء ولا فإنه لا یجری))

”اگر وضو کی نیت سے غسل کرے، اور وضو نہ کرے تو اس کا یہ غسل وضو سے کفایت نہیں
کرتی، البتہ اس میں یہ ہے کہ غسل جنابت سے وضو کرے کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَن تَكُونُوا أَقْطَارًا﴾ (سورۃ المائدہ: 6) اور اگر تم چاہی ہو تو غسل کرو، یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وضو کرنے کا حکم نہیں دیا، اور اگر گرمی سے بچنے کیلئے یا جود کے دن کا مستحب غسل تھا تو انگ سے وضو کرنا پڑے گا، لیکن یہ کہ یہ غسل کسی ناپی کو دور کرنے کیلئے نہیں ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر غسل جنابت، حیض، وغیرہ کی وجہ سے ہو تو یہ غسل وضو کی ندرت کر جائے گا، اور وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی، اور اگر غسل واجب نہیں ہے تو یہ وضو کرنا پڑے گا۔

(لقاء الباب المفتوح لابن، مشکوٰۃ: 20، 109، لقاء، نمبر: 109، سوال نمبر: 4، "الاعتقال بیدۃ ابوصوہ لا یجوز إلا بذاک عن جابۃ" مصدر کتاب، دروس صوتیہ ہم بتقریفاً موقع الشبکۃ الإسلامیہ)

نکات

غسل سے پہلے وضو کیلئے ہاتھ اور حلیہ کیلئے، امام شافعی کیلئے اور امام احمد کیلئے یہ کہتے ہیں کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اور امام مالک کیلئے اور امام داؤد کا بڑی کیلئے اس کو فرض شمار کرتے ہیں لیکن کسی بھی حدیث کی دلیل سے اس کا وجوب ثابت نہیں البتہ علماء کرام یہ کہتے ہیں یہ سنت ہے ہذا، غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ امام ابن جہل کیلئے نے مستحب ہونے پر جمع نقل کیا ہے اس بارے میں فقہ المذہبی کا حوالہ اوپر ملاحظہ کیا جائے اور اس مسئلے میں یہ بھی کہنا صحیح ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا شرعی نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ امام بخاری کیلئے نے اس پر باب قائم کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا شرعی ہے اور یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے پہلے وضو فرمایا کرتے تھے جیسا کہ امام ابو نعیم سیدنا شافعی کی حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے اس بات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے البتہ اس کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

خوف از عتابِ باری ہے کہ کوئی غسل جو واجب یا فرض ہو بغیر وضو نہ کیا جائے کیونکہ یہ سنت سے بھی ثابت ہے اور کلام اللہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْفُؤْهُمَا﴾ (سورۃ المائدہ: 6)۔
خوف وکیل کے تہار سے دونوں اقوال میں قوت پائی جاتی ہے لہذا احتیاط اسی میں کہ وضو کر کے غسل سے پہلے دریا غسل ہے جیسا کہ شیخ ابن ہارث نے کہا: واللہ اعلم۔
خوف: صریح علم موجود نہیں اس لئے واجب کا حکم لگانا قطعی طور پر مشکل ہے اور اسیوں لئے کا قاعدہ ذکر کیا ہے لیکن رشدِ حقیقی سے ہدایۃ اجتہاد میں کئی مقامات پر کہ (المفعول لا یوجب کہ واجب کے لئے تو علم چاہئے کیونکہ غسل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا) اور ردِ طاہرہ میں پائے جانے والے علم کے ساتھ دل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "اگر غسل جنابت کے وجہ سے کیا جا رہا ہو اور غسل کرے دالِ قطع چھوٹی اور جی تہمت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو دونوں کے لیے غسل کرے والا نیت کرے تو کافی ہے، لیکن اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی شرط دیکھ کر وضو کرے، پھر غسل مکمل کرے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا، افضل ہے، یہی عمرِ نبیؐ اور نقاس کے بعد موردِ قیاس پر بھی لاگو ہوتا۔"

(مجموع فتاویٰ و مقالات متون لائسن ہارز: 10، 173، "باب الغسل، الغسل من الجنابة وغيرہ، من یجری" عن الوصوہ "المنثر" راسمہ ادارۃ المصنوع الطبعیہ اسلام آباد بالملکۃ العربیۃ السعودیۃ)



ہر ایک حدیث کا حدیث، میں عام۔ (مترجم)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما: میں نے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

((اِذَا اَتَيْتَ مَضْمَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَرَضْتَ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَالْخُلُقُ ظَهَرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَا وَلَا مُنْجَا

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا وَلَا يُغْنِي عَنْهُمُ آثَارُ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝۱۰۰
 أَرْسَلْتُ، فَإِنْ مِتُّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْعِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا
 تَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ، وَرَدُّنَهَا عَلَى الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ بَلَغَتْ
 إِلَهُمُ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْيَدِي أَتَرَلْتُ قُلْتُ، وَرَسُولُهُ، قَالَ لَا، وَنَبِيِّتِ
 الْيَدِي أَرْسَلْتُ))

کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹے ہو تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر
 راستی کرو نہ پرستاریوں سے کہ "اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي
 إِلَيْكَ، وَالْجَنَاحَاتِ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجِيَ
 مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْيَدِي أَتَرَلْتُ وَنَبِيِّتِ الْيَدِي
 أَرْسَلْتُ" اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ میری طرف ہمواد کیا، اپنا سوا کچھ میرے سپرد کر دیا۔
 میں نے تیرے خواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا، تیرے
 سوا کہیں پناہ اور بہت کی جگہ نہیں، اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان
 لایا، جو جہیں تو نے مجھ میں اس پر ایمان لایا، تو اگر اس حالت میں ایسا نہ ہو تو حضرت
 پر میرے گال اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھو۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
 ﷺ کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا، جب میں "اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْيَدِي
 أَتَرَلْتُ" پڑھتا تو میں "وَرَسُولِكَ" (کافہ) کہہ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (یوں
 کہو) "وَنَبِيِّتِ الْيَدِي أَرْسَلْتُ"۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بابُ فَضْلِ مَنْ نَافَثَ عَلَى الْوُضُوءِ، رات کو وضو کر کے سوے
 اٹنے کی نصیحت کے بیان میں، حدیث نمبر 2470۔ صحیح مسلم 2711 [6887]، سنن
 الترمذی، 3394، سنن ابوداؤد، 5046۔ سنن ابن ماجہ، 3876)

دوسری حدیث: (حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ما من مسلم يبسط على ذكر طاهرا فيستغار من النبي، فيسأل الله خيرا من الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه))

”جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور پادشہ سوسہ بے پیراءات میں (کسی بھی وقت) چمک کر اٹھتا ہے اور اللہ سے دعا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور دے گا۔“

((قال ثابت البناني: عديم علينا أبو ظنية فحدثتنا بهذا الحديث عن معاوية بن جندب، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال ثابت: قال فلان، لقد جئت أن أقولها حين أتيت، فما فزئت عليها))

ثابت بنانی مسند کہتے ہیں، ہمارے پاس ابو ظبیہ مسند آئے تو انہوں نے ہمارے سیدنا معاویہ بن جندب کی یہ حدیث بیان کی، جسے ہم نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، ثابت بنانی مسند کہتے ہیں: فلاں شخص نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی سے یہ روایت کی ہے اور اس کلمہ کے ہر اکرنے کی کوشش کی مگر کبھی نہ ہو سکا۔

(مسند ابوداؤد، ابویاب السوء، ص ۱۱۱، التزم علی طہارۃ - ہاضو سنے کی نصیحت کا بیان، حدیث نمبر: 5042، فتح البانی مسند نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تحفۃ الحدیث: ”مسند ابن ماجہ، دعا، 16 [3881]، إجماعه لأشرف 11371، وقد أخرجه مسند أحمد 5، 235، 244 صحیح“)

تیسری حدیث: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من نأث طاهرا مات في شعاره ملك فلم يستبقظ إلا، قال المحدث

اللَّهُمَّ اعِزِّ لِعَبْدِكَ فَلَانٍ فَإِنَّهُ بَابٌ طَاهِرٌ))

"جو آدمی با وضو رات گزارتا ہے، ایک فرشتہ اس کے تختائی لباس میں رات گزارتا ہے، جب بھی وہ بندہ رات کی گھسی کھڑی میں یہ ادھوتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے غلام بندے کو بخش دے جو نگہ اس نے با وضو حالت میں رات گزاری۔"

(مسند احمدیٹ ۱ ص ۱۰۱۱ لاہوری، حدیث نمبر 2539)

تیسری حدیث: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)

سیدنا محمد اللہ ابن مریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ بَاثَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَا يَسْتَقِظُ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ

اللَّهُمَّ اعِزِّ لِعَبْدِكَ فَلَانٍ فَإِنَّهُ بَابٌ طَاهِرٌ))

"جو کوئی رات کے وقت وضو کر کے سوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جب سوے والا نیند سے اٹھتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس بندے کی نظر سے فرما کہ یہ وضو کے ساتھ سو رہا تھا۔"

(صحیح ابی داؤد الترغیب والترہیب، کتاب الوضوء، 385، کتاب الوضوء، الترغیب میں اُن پیام انسان طاہر ادا ہوا، منقہام، حدیث نمبر: 579، الناشر، مکتبۃ المعارف، ریاض، شیخ ابی داؤد نے اس حدیث کو "حسن ظہور" کہا ہے)

چوتھی حدیث: (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

((خَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بْنُ غَالِيٍّ، قَالَ: خَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: أَتَيْتُهُ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يَتَقَلَّبُ فِي جُوفِ الْمَشْجَدِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: 'إِذَا تَوَضَّأَ الْمُسْلِمُ دَغَبَ الْإِنَّمُ مِنْ شَعْمِهِ، وَبَصَرِهِ وَبَدَنِهِ

وَرِخْنِيهٗ قَالَ فَجَاءَهُ أَبُو ظَلَيْبَةَ، وَهُوَ يَحْدُثُنَا، فَقَالَ مَا حَدَّثَكُم؟
فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِي حَدَّثْنَا، قَالَ فَقَالَ أَجَلٌ، سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ عَنَسَةَ
ذَكَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَزَادَ فِيهِ، قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ رَجُلٍ يَبِيتُ عَلَى طَهْرٍ ثُمَّ
يَنْعَازُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَذْكُرُ وَيَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِإِيَّاهُ)"

شیراز حشمتیؒ کہ ایک دن ہم سیدنا ابوالسراہلیؒ کے پاس آئے تو
اس وقت وہ مسجد کے محراب میں بیٹے ہوئے جو کہ نکال رہے تھے، ابوالسراہلیؒ فرماتے
ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں،
سمکھوں یا تھوکوں اور پاؤں کے گناہ غُسل ہو جاتے ہیں، اسی دوران انارے نکالے ابویکسرؒ نے
"سے اور انہوں نے ہم سے پوچھا کہ سیدنا ابوالسراہلیؒ نے کون سی حدیث بیان کی ہے؟
جو اب میں ہم نے اس سے وہ حدیث بیان کر دی جو ابھی کسی شخص کی حدیث سننے کے بعد
ابویکسرؒ نے بیان کی حدیث کو میں نے سیدنا عمرو بن حصہؒ سے سنا ہے اس میں کچھ
الفاظ کا اضافہ ہے عمرو بن حصہؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
جو شخص رات کو وضو کی حالت میں سوتے پھر رات کے کسی پہر میں اس کی آنکھ کھل جائے
اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا اور آخرت کے لئے جو بھی
خیر مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہ خیر عطا فرمائیگی۔

(مسند احمد ابن حنبل، 13، 239، حدیث نمبر: 16958، شیخ احمد محمد شاہؒ نے اس حدیث کی
سند کو حسن کہا ہے۔ الناشر دارالحدیث، القاہرہ "إسنادہ حسن، لأجل شهرہ بن حوشبہ
وَأَبُو أَمَّةٍ هُوَ أَبُو هَبِيٍّ، وَأَبُو ظَلَيْبَةَ هُوَ الْكَلَابُحِيُّ الْخَمَصِيُّ مِنْ نِعَمَاتِ التَّبَعِينَ،
وَالْحَدِيثُ رَوَاهُ فِي مَاحِجِهِ 104، رَفْعُهُ 283، فِي أَنْطَهَارِهِ ثَوَابُ أَنْطَهَارٍ")

(حدیث میں عباسؓ)

یہاں عبد اللہ بن عباسؓ کی تعظیم کرتے ہیں:

((بَشْرٌ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَمَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى حَاجَتَهُ
فَعَمِلَ رَجُلَهُ وَيَدْفِئُوهُ ثُمَّ فَامَ))

"کہ میں ميمونہ کے یہاں ایک رات سویا تو نبی کریم ﷺ اٹھے اور آپ ﷺ اپنی حاجت
ضروریہ سے فوری ہوئے پھر اپنا پیروں دو دھوپا، پھر دو سو پاؤں دھوئے اور پھر سو گئے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انقبت بالليل - گزشتہ میں آدمی کی تکمیل
جائے لکھا دہا چلنی چاہئے، حدیث نمبر 6316۔ صحیح مسلم: 763 (1788)

سنن السنن کی حدیث - الفاظ

((بَشْرٌ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بَشْرٌ الْخَارِبِ وَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَأَرَأَيْتُمْ فَمَامَ لَهَا جَبِيهَ فَأَتَى الْفِرْزَةَ فَحَلَّ شِبَاقَهَا، ثُمَّ
فَوَضَّأَ وَضُوءًا مِثْلَ الْوُضُوءِ، ثُمَّ أَتَى بِرَأْسِهِ فَمَامَ))

"عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خالہ ميمونہ بنت حارثؓ کے پاس
کے پاس رات گزاری، اور رسول اللہ ﷺ بھی اس رات کو ان ہی کے پاس سے آئے، میں
نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی حاجت کے لیے اٹھے، منگ کے پاس آئے،
اور اس کا بندھن کھولا، پھر وضو کیا، وضو میں کے درمیان تھا، (یعنی شری وضو نہیں
تھا)، پھر آپ ﷺ اپنے سر پہ آئے، اور سو گئے۔"

(من الرائي، كتاب المختص، باب الدعاء في السجود - ترجمہ کی دعا کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۲۲) شیخ ابوالحسن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے

اس حدیث کی چھ روایتیں

شیخ ابوالحسن نے شہر بن حوشب کی مذکورہ حدیث جو سنن الترمذی میں دوسرے طرق سے بیان کی گئی ہے اور اس کو حسن کہا ہے ملاحظہ فرمائیے:

مکی روایت: (حدیث ابوالحسن علیہ السلام)

یہنا ابوالحسن والی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((حَدَّثَنَا الْحَسُّ بْنُ عَرَفَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ أَوَى إِلَى مِرَاثِهِ ظَاهِرًا يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَذْكُرَهُ الْمَعْدِسُ"، لَمْ يَنْقُصْ سَاعَةً مِنَ النَّبْلِ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أُعْطَاهُ (إِيَّاهُ))

"جو شخص اپنے میراث پر پاک و صاف ہو کر سونے کے لیے جائے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سے بندہ آجائے تو رات کے جس کسی لمحے میں بھی بیدار ہو کر وہ دنیا و آخرت کی جو کوئی بھی بھلائی مانگے، گئے گا اللہ اسے وہ چیز ضروری عطا کرے گا۔"

۷۴ ترمذی کی روایت کا قول:

((هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رَوَى هَذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ

۱۲۴ من روی الر میراثہ ظاہر اور ذکر اللہ شہر (حسب) کہ النعاسی) لم یقل ساعہ من القلیل قال اللہ شہر من خیر الدنیا والآخرۃ إلا أعطاه اللہ یہ الکفاح ص ۲۰ ط ۲۰۰ حذف ما بین صبریں فی طبعہ بطرف ص ۲۰۸ - أروش، مطبعہ أمراء حمید - ترجمان العلمیہ، لا جالی فی التصحیح والتضعیف، المكتبة الخليفة، بغداد

حُوثِبَهُ عَنْ أَبِي ظَلَيْفَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

یہ حدیث حسن و صحیح ہے، یہ حدیث شریف میں حوثب سے پہلے سے طریق "عن أبي ظليفة، عن عمرو بن عبسة، عن النبي صلى الله عليه وسلم" مروی ہے

←

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب [93]، حدیث نمبر 3526)

مَنْ أَرَى رَأْسَ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى حَتَّى يَدْرُكَهُ الْمَوْتُ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ

اروای: أبو أمامة الباهلی | المحدث ابن حجر العسقلانی | المصدر: هداية الرواة | الصفحة أو الرقم: ٥٤٢ | خلاصة حكم المحدث: [حسن كذا قال في المقدمة] | تنزيح: أخرجه الترمذي (٣٥٢٦)، واطبراسي (١٤٧٨) (٧٥٦٨)، وابن السني في ((عمل اليوم والليلة)) (٧١٩)

ما من مسلم يهبط على ذكر طاهرًا متعاز من الليل يسأل الله خيرًا من الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه

اروای: معاذ بن جبل | المحدث: الألبانی | المصدر: صحيح أبي داود الصفحة أو الرقم: ٥٤٢ | خلاصة حكم المحدث: صحيح

تنزيح: أخرجه أبو داود (٥٠٤٢)، والبيهقي في ((السنن الكبرى)) (١٠٦٤٢)، وأحمد (٢٢٩٢) والنسائي (٣٨٨١) باختلاف يسير

دوسری روایت: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما) [حسن و صحیح]

((أخبرنا محمد بن صالح بن ذريح بقوله: حدثنا أبو غاصم أخذ من جوامع الجمع، حدثنا بن المبارك، عن الحسن بن ذكوان، عن

سَلِيمَانُ الْأَحْوَلِيُّ عَنْ غَطَاوِيِّ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَانَ طَاهِرًا، بَانَ فِي شَعَارِهِ مِلَّةٌ، لَمْ يَسْتَقِطْ" (لا قال المِلَّةُ دَكْرًا اسْتِغْفَارُ الْمَلَكِ لِلْبَائِتِ مُنْتَظَرًا، عِنْدَ اسْتِيفَاطِهِ))
سیدنا محمدؐ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رات کو با وضو سوز پڑے تو اس شخص کے چاند کے اندر فرشتے بھی موجود ہوتے ہیں اور جب وہ شخص نیند سے اٹھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اللہ اس بندے کی مغفرت فرما دے کیونکہ اس نے وضو کے ساتھ اپنی رات گزار دی ہے۔

الترغيب والترهيب - مسدري (۲۳۱:۱)، مجمع الروايد - دہلوی (۲۲۶:۱)، السلسلة - صحیحہ، للأنبائي (۲۵۳۹:۱)۔

ورواه الطبراني أيضاً في الأوسط (۵۸۷) عن ابن عباس معناه وسأيدہ کلمہ لا تخموس من مقال، ممکن اہل بعضہا بقوی بعضا لہذا حکم علیہ اشبح لأبسی ہانہ (حسن معبرہ) (صحیح الترغیب ۵۹۹)

طے کریم کے اقوال

ہدوضو سونے کے بارے میں طے کریم کے اقوال
بعض عمامے کریمؐ ہدوضو سونے کی وجہ اور فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: سیدنا جابر ابن عبد اللہؓ
میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((لَتَوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَمُوتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ))
"نیز موت کا بھائی ہے، اور اہل جنت کو موت نہیں۔"

(المراوي - جابر بن عبد الله | المحدث - الأنبائي | المصدر - صحيح الجامع -
الصحة أو الرقم 6808 خلاصة حكم المحدث - صحيح - لخریج أخرجه

البيهي هي شعب الإيمان" 4745، واصل الجوزي هي العدل الحنافية" 1554)

<https://www.dorar.net/hadith/sharh/110131>

چنانچہ جب کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہے کہ وضو کر لے ملائے کر اس کہتے ہیں کہ تیرا چھوٹی موت سے چنانچہ سونے سے پہلے وضو کر لیا سنت ہے کیونکہ اس بات کا کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ موت کب آسکتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس سے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

«اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَازِلِهَا فِيمَنْ ثَبُتُ
الَّتِي نَفْسُهَا الْمَوْتُ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجْلِ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْتَبِرُونَ ۝»

(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر 39، آیت نمبر: 42)

"اللہ تعالیٰ روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی جگہ کے وقت قتل کر دیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک دیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے، مگر کرنے والوں کے لیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔"

ہم قرطبی رحمہ اللہ کا قول۔

((وَقَالَ ابْنُ رُبَيْدٍ التَّوَمُّ وَقَالُوا وَالْمَوْتُ وَقَالُوا))

ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ تئوہ ت ہے اور موت بھی وفات ہے۔

(المجامع الاحکام القرآن [تفسیر قرطبی] 15/261، المآثر، دارالکتب مصریۃ، القاہرہ)

بلکہ سونے سے پہلے وضو کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ جب بندہ وضو کر کے ہوتا ہے تو اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کی روح بغیر کر لی جاتی ہے پھر اس روح کو اللہ تعالیٰ روک دیتا ہے جس کے بارے میں فیصد ہو چکا ہے اور جن روحوں کا فیصد نہیں کیا گیا ان کو دانہ کو دانہ یا جاتا ہے لہذا سنت کا طریقہ یہ ہے کہ با وضو سوچا جائے تاکہ حالت میں اگر روح قبض ہو جائے تو عمرنے واسے نہایت وضو نہ ہو۔ اللہ اعلم

فاضل عیاض رحمہ اللہ کا قول:

((بوضوء للنوم صحاحہ أن يتوفاه الله على غير طهارة وسبكون أصدق لرؤياه وأبعد من يلعب الشيطان به في مسامحه وترويعه وسكون إن مات آخر عمله من الدنيا الصهارة وذكر الله، ولما جاء أنه في صلاة أو ذكر حتى يستيقظ))

یعنی کہ سوئے سے پہلے وضو کرنا اس وقت سے کہ میں اللہ تعالیٰ مجھے طہارت اس کو موت نہ دے اور یہ کہ (وضو کی وجہ سے) اس کے خواب بچے ہوں اور نیند کے حالت میں شیطان اس کے ساتھ کھلواڑ کرنے یا ڈرانے کی دھشش نہ کرے اور حالت نیند میں مگر موت آجائے تو (وضو کی وجہ سے) دیا کا آخری عمل طہارت اور اللہ کے ذکر میں ہو کر اسی نے وہاں تک پہنچا دیا کہ سو جائے اس وقت تک وہ نماز اور اگر اذکار کی حالت میں ہو گا۔

(آکمال اعظم بطواریک مسمل [شرح صحیح مسلم] الفاضل عیاض: 8، 207، کتاب الذکر والدعاء والتمییز والاستغفار، "باب ما یقول عند النوم وأخذ المصباح" رقم: 2710، الناشر: دار الوفاء، مصر)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول:

((ظاہرہ استخفاف تخذید الوضوء لكل من أراد النوم ولو كان على طهارة، ويحتمل أن يكون مخصوصاً بمن كان لمخدناً، ووجهه فاسدته للترحم من قوله فإن مات من ليلتك فأنت على العطرة، والشرار بالعطرة السنة وقد روى هذا الحديث الشيخان وغيرهما من طرق عن البراء، وليس فيها ذكر الوضوء إلا في حديث الترمذي، وكذا قال الترمذي، وقد ورد في الباب حديث عن معاذ بن جبل أخرجه أبو داود وحديث عن علي أخرجه البراء وليس واحد منهما على

شرط البہاری))

بظاہر اس شخص کے لیے جو سوچا جاتا ہے اس کے لیے تجدید وضو کرنا مستحب ہے، خواہ وہ پاکیزگی کی حالت میں ہو یا نہ ہو، مگر یہ ممکن ہے کہ یہ قسم ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو پاکیزگی کی حالت میں نہ ہوں، باب سے مناسبت یہ ہے اس کو وضو پر، نئے کا تھوڑا کیا اور وضو سے مراد ملت ہوئی ہے، اس حدیث کے دوسرے طرق میں وضو کا ذکر نہیں ہے سوائے اس باب میں سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت آتی ہے اس کو امام ابو داؤد، بیہقی نے روایت کیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی معنی میں حدیث نقل کی گئی ہے جس کو امام زارعی نے ذکر کیا ہے لیکن یہ امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے۔

((فتح الباری لابن حجر مہدوی، 358، 7، کتاب الوضوء، باب فطیل من بات علی الوضوء، الناشر: دارالمنیہ مصر))

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سے پہلے وضو کرنے کی عادت کے بارے میں شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((ما احکمت من الوضوء قبل النوم مساحۃ اشیع ہذا سائل یقول؟))
شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ سوائے پہلے وضو کرنے میں کیا عادت ہے؟ تو شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((سہ، نعم، بحسب کونہ یسأم علی صہارۃ حیر عظیم، فصل عصیم۔
أما احکمة - اللہ اعلم - ما أتذكر شيئاً واضحاً، بحسب کون النبی ﷺ أمر بہدا، وشرعہ للأمة، ہذا یصحی، واحمد للہ، کونہ یسأم علی طہارۃ فیہ حیر کثیر، والا فهو من حین یستعز فی النوم یطعت طہارۃ، النوم بعصمہا، وہکذا لو حرح ریح یطعت طہارۃ، بحسب کونہ یوصا، ویأتی العراش علی صہارۃ ہذا هو اسۃ النبی

أمر بها النبي ﷺ))

اس کی حکمت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے، بلاشبہ جو کوئی شخص پاکیزگی کے ساتھ سوتا ہے تو یہ ایک بہت بڑی نیکی ہے، بادھو سونے میں جو حکمت کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مجھے اس بارے میں کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہے البتہ یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم ہمارے لئے کافی ہے (اس کی حکمت جاننا ضروری نہیں ہے) چنانچہ جو کوئی بادھو سوتا ہے اس کے ساتھ بہت مادی بھلائی ہوتی ہے حالانکہ خیر سے وضو ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم احادیث سے اس کی وجہ سے وضو نہ جاتا ہے لیکن ہنر پر پہننے کے وقت بادھو رہتا ہے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یہی حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

www.KitaboSunnat.com

فصل دوم

جب بھی ہم سونے کا ارادہ کریں تو نبی کریم ﷺ کی یہ سنت ہے کہ آپ ﷺ پہلے وضو کرتے پھر سونے کے لئے تشریف لے جاتے طمان کر ام نے اس کے بیچارے کے لئے اور خاصیت بتائی ہیں جیسا کہ ہمیں خوابوں کا آواز وضو کر کے سونے کی وجہ سے شیطان کے شر سے محفوظ رہنا حالانکہ یہ بات بھی درست ہے کہ جب کوئی لیٹ کر سوتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ یہاں پر سوئے نے نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ وضو سونے تاکہ اس کو بدی حالت میں موت آجائے تو اس کی نیت کے مطابق مرنے والا بادھو ہو گا اور اگر وہ چننے سے بیدار ہو گیا تو وہ اجر و ثواب کا مستحق نہ لائے گا بلکہ وضو کر کے سنا سنا سے ثابت ہے اور اس کے بہت سارے دیکھے گئے ہیں البتہ سونے سے پہلے وضو کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۱۔ حضرت قرآن مجید کے لئے دوسو کن معقب تھے اور کن پہاڑوں پر باطنی طور پر

چند قرآن مجید کو بغیر دوسو چوبیس اور بھی وضو تلاوت کرتے تھے علم میں فرق کیا ہے بعض علماء نے اس لحاظ سے جنہی اور جائز اور بے وضو سے یادے میں اختلاف کیا ہے کہ الگ الگ کتباً ضروری ہے

اس مسئلے میں علماء کے رائے تین اقوال ہیں۔

قول اول صوف نصیر

بغیر ص قرآن مجید کو ہاتھ میں پھر تلاوت کرنا صحیح نہیں البتہ بغیر ص قرآن مجید کو ہاتھ میں لئے بغیر صرف تلاوت کی جا سکتی ہے۔

ہکی دلیل: (حدیث علیؑ)

((حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ مُرَّةٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ أُنِيتُ عَلَى عَلِيٍّ، أَنَا وَرُحْلَابٌ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي خَاجَتَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَأْكُلُ مِنْهَا اللَّحْمَ، وَلَا يَنْجَبُؤُهُ - وَرَبَّنَا قَالَ يَنْجَبُؤُهُ - مِنْ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْحَبَابَةُ))

عبد اللہ بن سلمہؓ کہتے ہیں ایک بار میں اور وہ اور شخص ہمیں سیدنا علیؑ کی خدمت حاضر ہوئے تو سیدنا علیؑ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ بیت المقدس سے نکل کر قرآن پڑھتے، لاد ہارے ساتھ بیٹھ کر گوشت کھاتے، آپ ﷺ کو قرآن (پڑھنے پڑھنے) سے جنابت کے علاوہ کوئی چیز روکتی یا نہیں ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل ۱- 441، حدیث نمبر: 639، الماثر زاد حدیث، الطاهر، الشیخ احمد محمد شکر بن عابدی کے اس حدیث کی سہ کو صحیح کہا ہے)

((وکنکب بن سسکن لیسر بصحیحة مسأ لیه یزکی ولذلت لا بد من سطر فی سند الحدیث
یذا صححه أحد هدی و من قال مسلما فی التبع کتب خریبه ومن حیا من حی یسکو ،
مستم علی بصیرة من صححة حدیث بیه صلی الله علیه وسلم وقد وجدنا فی الأئمة من
ضعف الحدیث من هم علی کما فی هذا العلم و اکثر عددا من الرمذی وابن الحکم مال
روی حالف حرمذی الا کثروا - فضعفوا هذا الحدیث))

اور اسی طرح امام ابن اسکن حدیث کی بھی بھی قابل ہر دوسرے کے ہے چنانچہ اس کی بہ کثرت نہیں کیا جاسکتی حدیث کی
سند کو دیکھا ضروری ہے مگر حدیث کو صحیح کہا کرتے ہیں اور ان اسکن یا ابن یسے دیکھ کر مہینے کے تالیف میں ایسی ہی ہے
جیسے ابن خریزہ ابن حبان شیکہ ذرا انت حدیث میں خود رقم کرنا لازم ہے اسے کہ ایک مسلمان کو اس حدیث
ہوئی تھی کہ مکی کے مکی ہوسے حاصل ہو جائے چنانچہ ہم سے ایسے ایسے روایتیں کو پادے جو اس علم میں ہوں
مترجم لاکر ہیں اور ان کی تعداد امام ترمذی حدیث اور امام ابن اسکن حدیث کی تعداد سے کئی زیادہ ہے اور ان سے
مترجم سے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام ترمذی حدیث اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ حدیث کی
کثرت اس حدیث کی بہت نام نہاد تھی حدیث کی نام نہاد تھی کہ ۱۵ روایتیں حدیث کو ضعیف ہے۔

((اوهال مدری فی محضر - ص ۱۶۶) و ذکر ابو بصیر برادر لا یروی عن علی لا
من حدیث عسوی مرہ عن عبد الله بن سبہ وحکی البخاری عن عسوی مرہ کال عبد
الله - یھی بن سبہ - یھی بن سبہ معروف وسکر وکان قد کمر لا یشایع علی حدیثہ و ذکر انہام
الشافعی ہذا الحدیث وقال لم یسکن عن الحدیث یسویہ قال یھی و ہذا توقف الشافعی
فی ثبوت ہذا الحدیث ان ہدارہ علی عبد الله بن سبہ انکم فی وکان مد کمر و یسکر من
حدیثہ وعلہ بعض السکر و ہذا روی ہذا الحدیث بعدہ کس))

امام الذہبی حدیث - فتح ۱۳۶ - میں ذکر کرتے ہیں امام ابو کریم حدیث کہتے ہیں کہ اس حدیث کو سید
علی شافعی سے مرہ بن اسکن حدیث بن سبہ کے طرف سے بیان کیا جاتا ہے مرہ بن اسکن حدیث بن سبہ کے علاوہ
کوئی دوسرا اس کو بیان نہیں کرتا امام بخاری حدیث ہے مرہ بن اسکن حدیث کہ حدیث کے بارے میں یہ کہ ہے کہ حدیث
میں کہ بن سبہ ہم سے حدیث بیان کرتے ہیں حدیث بن سبہ کی چار روایتیں اس میں سے کچھ حدیث لکھی ہیں جن
کو ہم جانتے ہیں اور کچھ ایسی جو ہم نہیں جانتے مگر بیان ہیں جب حدیث بن سبہ حدیث لکھی گئی تو کئی
روایت کی متابعت میں کی امام شافعی حدیث اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ امام شافعی حدیث سے اس حدیث کے
بارے میں اور اس کے ثبوت کے بہت آجیب ہے کہ حدیث اس حدیث کا اصل روایت اور اس روایت کا دار و مدار حدیث بن

پہلی دلیل: (ابو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ)

سید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمرَ قَالَ: «كَانَا يَقْرَأَانِ آخِرَهُمَا مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَمَا يَخْرُجَانِ مِنَ الْحَلَاءِ قَبْلَ أَنْ يَنْوُضَا»))

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیت الحلاء سے نکلنے کے بعد وضو کے بغیر قرآن مجید کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/222، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر" حدیث نمبر: 1109، الناشر: دار کنوز اشعیاء، ریاض، مکتب: سعد بن ناصر بن عبد العزیز بن حبیب الشمری القحطانی اس حدیث کی سند "محقق کہے" صحیح، أخرجه عبد الرزاق (13، 6) والبیہقی (90/1)

پہلی دلیل: (ابو سعید ابن السیب رضی اللہ عنہ)

سید ابن السیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((حَدَّثَنَا ابْنُ شُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَخْرُجِ، ثُمَّ يَخْذُرُ السُّورَةَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیت الحلاء سے خارج ہونے کے بعد (وضو کے بغیر) سورۃ کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 2/222، کتاب الطہارۃ، "في الرجل يقرأ القرآن وهو غير طاهر" حدیث نمبر: 1110، الناشر: دار کنوز اشعیاء، ریاض، مکتب: سعد بن ناصر بن عبد العزیز بن حبیب الشمری القحطانی اس حدیث کی سند "محقق کہے" صحیح، أخرجه عبد الرزاق (1317)

مول خاص - موقف نمبر 2

حدیث، صخرہ و یا حدیث اکبر بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور تلاوت کرنا صحیح نہیں۔

(بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور تلاوت کرنا صحیح نہیں)

ہنکی، ہیکل (سورۃ الواحہ: 79)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بر شاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾

(سورۃ الواحہ، سورۃ نمبر 56، آیت نمبر 79)

”جسے (قرآن مجید کو) صرف پاک لوگ ہی چوم سکتے ہیں۔“

امام مالک رحمہ اللہ کا قول:

امام مالک رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

((أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ سُوْرَةُ

بُورَقَةِ آيَةِ ٧٩ إِنَّمَا فِي بَسْمَلَةِ هَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي عِبْسٍ وَتَوَلَّى، قَوْلُ

اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلًّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ﴿١٢﴾ فِي

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَعْدَةٍ ﴿١٥﴾

كَرَامٍ بِوَرَقِ سُوْرَةِ عِبْسٍ آيَةِ ١١-١٦))

اسی صحیح مبارک کی بہترین تفسیر میں ہے سورۃ عبس میں جو ہے:

﴿كُلًّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾﴾

(سورۃ عبس، سورۃ نمبر 80، آیت نمبر 11-13)

”یہ ہرگز نہیں چاہیے، یہ (قرآن) تو ایک صحت ہے۔ [11] تو جو چاہے، اسے تیس کر

سے [12] ایسے صحیفوں میں ہے جن میں نعتیہ حالت ہے۔ [13]۔“

(مولام مالک روایت کی، کتاب القرآن، باب الأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ - قرآن

چھونے کے واسطے ہوا صحروری ہے، حدیث نمبر: 469 ب 2)

شیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرع میں جتنے ہیں،

"جو علماء جنابت اور نفیس کی حالت میں بھی تلاوت قرآن سمیت اللہ کا ذکر کرے کی اجازت دیتے ہیں، اس کے نزدیک یہ حدیث درج صحت کو نہیں پہنچتی۔"

(شرح بیوع المرموز: صفی الرحمن مبارکپوری (جدید ایڈیشن): 117 کتاب الطہارۃ، غسل اور جنس کے عقم کا یاں تحت حدیث نمبر 102، اثر: دار السلام، دہلی)

تیسری دلیل: (حدیث عمودیں حریم حرم)

((حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَصْفَرٍ بْنِ خَزِيمٍ، أَنَّ هِيَ الْكِتَابَ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَنْزَوِي حَزْمٍ، أَنَّ "لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا ظَاهِرٌ"))

عبد اللہ بن ابی کریم حزم رحمۃ اللہ علیہ کہ جو کتاب رسول کریم ﷺ نے لکھی تھی سیدہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہا کے واسطے اس میں یہ بھی تھا کہ "قرآن نہ چھوے مگر جو ظاہر ہو۔"

(موطائے امام مالک روایتی کتاب القرآن، باب الأقمرة بالوضوء لمن مس القرآن - قرآن پھونکے واسطے یا وضو نہ کرے، حدیث نمبر: 469، تواتر حدیث: "صحیح لعیبرہ" وأخرجه البيهقي في "سنة الكبير" برقم: 18743، وعبد الرزاق في "مصنفه" برقم: 1388، 6793، ونو داود في "المراسيل" برقم: 93، والدارمي في "سنة" برقم: 2266، وأبو حيان في "صححة" برقم: 6559، شركة الخروف بمصر: 430، فواد عبدالباق في "مسير 15 كتاب القرآن ج: 1")

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

مولانا امام لک کی مذکور روایت کے بارے میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وروی أبو داود في المراسيل من حديث الزهري قال. قرأت في صحيفة عند أبي بصير بن محمد بن عمرو بن حزم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال. «ولا يسس القرآن إلا ظاهراً» وتهدب وجادةً حيدةً قد فرأها الزهري وغيره، ومثل هذا ينهي الأخذ به، وقد أسند ابن أرقطبي عن عمرو بن حزم وعبد الله بن عمر وعثمان بن أبي العاص وهي إسناد كل منها نظراً والله أعلم))

میں کہیں بڑا دانا میں ہے، یہی صحیحہ فرماتے ہیں میں نے خود اس کتاب کو دیکھا ہے اور میں میں یہ عمدہ پڑھا ہے گو اس روایت کی بہت سی حدیثیں ہیں لیکن ہر ایک قابلِ عمل ہے۔
واللہ اعلم

(تفسیر میں شیخ: 8، 32، دارالکتب اسلامیہ بیروت)

نوٹ: شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر آباد میں غلام علیؒ کے سارے الفاظ و کلمات کو سن و سن نہیں کیا البتہ اس صوفیہ کے جن کلمات کے لئے شواہد ملے صرف انکی تصحیح کی ہے

صوفیہ نمبر (3)

فصل بیون نظر کو قرآن مجید کی حیرت کی اجازت نہیں ہے

شہیدنا علیؑ رحمہ اللہ

شہیدنا علیؑ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

((خذنا حصصاً، عن الأعرس، عن عمرو بن مَرْزُوق عن عبد الله بن

سَلَّمَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، مَا لَمْ يَكُنْ جُنَّتًا"

نبی کریم ﷺ ہر حالت میں ہمیں قرآن مجید پڑھتے اور اگر آپ ﷺ جنابت کی
حالت میں ہوتے تو اس وقت قرآن مجید تلاوت نہیں فرماتے۔

(معطف ابن ابی شیبہ: 223 کتاب الطہارۃ، "فی الرجل یقرأ القرآن وهو یتبر طاهر"،
حدیث نمبر 1114، الناشر: دار کنوز الشیخ، ریاض، تحقیق: شیخ محمد بن ناصر بن عبد الوہاب
الشری النوری، اس حدیث کی سند "حسن" کہا ہے "حسن" لحال میں سندہ، مقدم [1085])

(حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)

یہ نامہ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقْرَأُوا الْخَبَائِصَ وَلَا الْجُنُبَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ))

"خائفہ اور بھی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((وَسَيَفِ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عِثَابٍ يَرْوِي،
عَنْ أَهْلِ الْحِجَابِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَأْكُورَةً، كَأَنَّهُ ضَعُفَ رِوَايَتُهُ
عَنْهُمْ عِيَا يَنْعَرِدُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّمَا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِثَابٍ، عَنْ
أَهْلِ الشَّامِ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِثَابٍ أَضْعَفُ مِنَ
بَقِيَّةِ، وَلِيقِيَةِ أَحَادِيثَ مَأْكُورَةٍ عَنِ الْيَقْنَانِ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدَّثَنِي
أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ذَلِكَ))

کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ بات سنی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اسماعیل بن عیاش
اہل حجاز اور اہل عراق سے قرآن بخاری رحمہ اللہ نے سمیع فرمادیتے ہیں جب وہ منفرد ہو

اگر امام علی ابن عیاشؒ اہل شام سے روایت بیان کرتے ہیں تو وہ روایات صحیح ہیں، اہل شام کے علاوہ کسی اور سے بیان کریں تو وہ روایات منکر یا بی حدیث کی امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ امام علیؒ نے ہجرت قبلہ سے جو تکذیبی روایات منکر احادیث بیان کرتے ہیں امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ امام حسنؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی الخشب والخامس أنهما لا یقرآن القرآن - جنی اور حاصر کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر 131، شیخ البانیؒ اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ تخریج الحدیث: "سنن ابن ماجہ/الصلوة 105 [595] نعمة الأشراف، 8474 [مکر] سندس راوی امام علی بن عیاش کی روایت اہل تہجد سے ضعیف ہوتی ہے، اور امام ابن مقبہ مدنیؒ، ذیل الشیخ الألبانی، مکر، ابن ماجہ (595)، ضعیف سنن ابن ماجہ (130)، المشکاۃ (461)، الإرداء (192)، ضعیف الجامع الصغیر ورمادہ لفتح الکبیر - مقرر نہیں - ہرقم [6364])

امام شاکلانیؒ کا قول:

((أَنَّ الْخَشَبَ لَا يُقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى تَحْرِيمِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الْخَشَبِ الْقَاسِمُ وَالْهَادِي وَالشَّافِعِيُّ مِنْ غَيْرِ هَؤُلَاءِ نَحْوِ الْآيَةِ وَمَا ذُوْنَهَا وَمَا مَوْقُفُهَا وَذَهَبَ أَبُو خَبِيصَةَ إِلَى أَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ قِرَاءَةُ ذُوْنِ آيَةٍ بِذَلِكَ يَذْهَبُ (بِقُرْآنِ))

کہ جنہی شخص قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے القاسمؒ، الہادیؒ، شافعیؒ اور امام شافعیؒ کے حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت سے منع یا ہے چاہے وہ ایک آیت ہو یا اس سے کم ہو یا زیادہ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر ایک آیت سے کم ہو تو جائز ہے

یونکہ اس وقت وہ قرآن پکھن کھاتا، امام ابو نعیمہ رحمہ اللہ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ
سیت سے کم بہت تلاوت کرنا قرآن تلاوت کرنے جیسا نہیں ہے۔

(نیل الدوار مشکوٰۃ 1/ 283، أبواب موجبات العسر مات تحریر اصواء علی
الحائض والجنب، الناشر: دار الحديث مصر)

قرآن مجید کو طہیر وضو پڑھنا یا سورت کریمہ کے پڑھنے سے طہارے مکرم کے اقوال

ہم مالک رحمہ اللہ کا قول۔

قرآن مجید کو طہیر وضو پڑھنے کے بارے میں ہم مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

((وَلَا يَغْتَبِلُ أَحَدُ الْمُضْحَفِ بِعِلَاقَتِهِ وَلَا غُلَى وَسَادَتِهِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ،
وَلَوْ جَارَ ذَلِكَ حَبْلٌ فِي حَبِيبَتِهِ، وَلَمْ يُصْغِرْ ذَلِكَ إِلَّا أَلَّ يَسْكُونُ فِي
بَدَنِ الْيَدِي يَحْبِلُهُ شَيْءٌ يُدْنِسُ مِنَ الْمُضْحَفِ، وَلَكِنْ بِنْتُ كُرَّةٍ دَبَّتْ
لِمَنْ يَحْبِلُهُ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ، [كُرَامَنَا لِلْقُرْآنِ وَتَغْلِبُنَا لَهُ])

کہ کوئی شخص کلام اللہ کو پتہ پڑ کر یا تکیر پڑ کہ کہ نہ اٹھائے مگر وضو سے، اگر پتہ پڑ کر یا
تکیر پڑ کہ کہ وضو اٹھانا درست ہوتا تو ہلد کو بھی ہے وضو چھوڑنا درست ہوتا، اور ہے
وضو چھوڑنا کلام اللہ کا اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے، نہ اس
لیے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی ہاست ہو اور وہ مصحف میں لگ جائے۔

(موطا امام مالک، ولیۃ یحییٰ، کتاب القرآن، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ - قرآن
چھوئے کے واسطے، ص ۱۰۷، ص ۱۰۸، ص ۱۰۹، حدیث نمبر ۱۶۹۰)

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

((حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ وَاحِدَ بْنَ أَبِي خَالٍ الْعَلَمِيَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاصِبِينَ، قَالُوا: يَقْرَأُ الرَّحْلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وَضْوٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمَضْجِعِ إِلَّا وَهُوَ ظَاهِرٌ، وَهوَ يَقُولُ مُتَقَبِّلًا الثَّوْرِيَّ، وَالشَّافِعِيَّ، وَأَخَذْنَا مِنْهُ وَامْنَحْنَا))

"سیدنا علی بن حمزہ نے حدیث میں منگ لی ہے (سنن الترمذی، حدیث نمبر 1460)، صحابہ کرم علیہم السلام اور تابعین رحمہم اللہ میں سے کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ آدمی وضو کے بغیر قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن مسجد میں رکوع کر اسی وقت پڑھے جب وہ باہر ہو، مینیوں ثوری رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ اور اسماعیلی رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔"

(سنن الترمذی، کتاب العبادة، باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال ما لم يحسن حسناً۔ آدمی ہر حال میں قرآن پڑھ سکتا ہے جب تک کہ وہ بخیر نہ ہو، تحت حدیث 1460)

ابن ماجہ رحمہ اللہ کا قول:

((فِيمَا رَوَاهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْأَحُهُ ذَكَرُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ وَضْوٍ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ كَذَلِكَ، وَمَنْعُ الْجَنْبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ حَاصَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))
یعنی کہ نبی کریم ﷺ کی ہر حدیث ہم نے نقل کی ہے ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بغیر وضو اور نہ کاد کر کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا مباح ہے اور خصوصاً جنابت کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

(شرح معانی آثار العلماء، 2: 87، کتاب العبادة، باب ذکر الحبس الخاص والدي ليس على وضوء وقراءتهم القرآن، الناشر عالم الكتب)

سید احمد رضا کا قول

((وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَحْدُثَ أَوْ الْجَنْبَ لَا يَجُوزُ لَهُ حُجْلُ الْمُضْحَفِ وَلَا مَسْءُ))

اکثر اہل علم کا اسی بات پر عمل ہے کہ پیرو مشور قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور اگر کوئی بھی ہو تو قرآن مجید کو ہاتھ لگایا قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے۔

((وَقَالَ مَالِكٌ لَا يَحْلِلُ الْمُضْحَفُ بِعِلَاقَتِهِ، وَلَا عَلَى وَبَادِئِهِ إِلَّا وَهُوَ ظَاهِرٌ (كِرَامًا) بِالْقُرْآنِ، وَتَغْطِيئَاتُهُ وَجُورُ الْحَقِّمْ، وَحَدِّدُ، وَأَبُو حَبِيبَةَ حَمَلَهُ وَهِيَ وَقَالَ أَبُو حَبِيبَةَ «لَا يَمَسُّ السُّوْبُغَ الْمَكْتُوبَ» وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ جَارِيَةً وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رِيحٍ يُدْنِيهِ بِالْمُضْحَفِ، فَتُسَبِّحُهُ بِعِلَاقَتِهِ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَأْخُذَ بِعِلَاقَةِ الْمُضْحَفِ غَيْرِ ظَاهِرٍ))

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی منی ہو تو قرآن مجید کی تحریر پر تعظیم کے نہ نظر قرآن مجید کو لڑا ان سے بھی نہ کلام نہ کرتے دیکھے الا یہ کہ دوپاک صاف ہو، علم، صاف اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی منی قرآن مجید کو چوم بھی سکتا ہے اور منی منی کا قرآن مجید کو ہاتھ لگایا جائے البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جہاں پر قرآن مجید کے الفاظ تحریر ہوں اس کو ہاتھ نہ لگائے، اور وائیل اپنی گیز کو ابو رزین سے پاس بھیج کر تھے تاکہ وہ قرآن مجید لکھ کر آئے جب وہ گیز جس سے ہوتی تو قرآن مجید کو غلاف سے بکھر کر لایا کرتی تھی، امام شعبی رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل تھے کہ تپاک منی قرآن مجید کو غلاف کے درپے بکھر سکتا ہے۔

(شرح السنہ لکھنؤ: 2، 48، کتاب الطہارۃ، "باب المحدث لا یمس المصحف"، الناشر المکتب الاسلامی، دمشق - بیروت)

یہ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قزاقی کے ہاتھ سے تیار ہوئی ہے اور اس کی تصحیح و تدوین مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے کی ہے۔

((وہو قول أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين ومن بعدهم، مثل شعبان الثوري، وإسحاق بن إبراهيم، وأحمد، وإسحاق، قالوا: لا نقرأ الخائض ولا الخبث من القرآن شيئاً، إلا طرف الآية والخرف ونحو ذلك، وبخاصة بنجيب والخائض هي الشبج والتفليل))

صحاب کرام مجیدؓ اور تابعین مجیدؓ میں سے اکثر اہل علم اور ان کے بعد کے لوگ مثلاً شعبان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، اسحاق بن راہویہؒ، یحییٰؒ کا یہی قول ہے کہ حائضہ اور جنسی آمیت کے کسی کلمے یا ایک آیت طرف کے سوا قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، ہاں مل لوگوں نے جنسی اور حائضہ کو تنبیہ و تمہید کی اجازت دی ہے۔

(مس الزمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی الخبث والخائض أنهما لا یقرآن القرآن - جنسی اور حائضہ کے قرآن نہ پڑھنے کا بیان، تحت ص ۱۳۱: ۱۳۲)

تعارف

حائضہ سے متعلق احکامات الدرر السنیہ سے

- (۱) تلاوت قرآن
- (۲) صحیفہ کو چھونا
- (۳) ذکر کرتا

یہ کتاب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قزاقی کی تصحیح و تدوین ہے۔

حائضہ کا قرآن کریم کی تلاوت کرنا حرام ہے اور یہ بالکل اور ظاہر یہ کا مذہب ہے اور امام شافعیؒ کے مروی قدیم قول اور امام احمدؒ کے مروی سے مروی ایک روایت بھی ہے اور اسی کو طبریؒ، ابن تیمیہؒ

سیدہ رانیہ رحمہ اللہ اور اس شہیدہ مسیحی نے اختیار کیا اور وہ انہی کشتی پر اسے قادی نے بھی لٹوں جاری کیا ہے۔

اس کی درج ذیل وجوہات ہیں :

- ❖ اول : یہ مسئلہ امر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں عورتیں حاضر ہوا کرتی تھیں اور نبی کریم ﷺ، اس قرآن کریم کی تلاوت سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے، اگر حاضر کو اس سے منع کیا جاتا تو صحیح اور صریح احادیث میں اس کی ممانعت ضرورہ وارد ہوتی جیسے لہذا اور دونا سے ممانعت ثابت ہے، چونکہ اس ضمن میں ناقابل بحث احادیث وارد ہیں، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شریعت نے عورتوں کو قرآن مجید کی تلاوت سے منع نہیں کیا۔
- ❖ دوم : نبی کریم ﷺ نے عورت کے تصرف و اختیار سے قادی امر ہے اور وہ اس کو ختم نہیں کرتی اور کبھی اس کی مدت طویل ہو جاتی ہے اور کبھی وہ اپنی حفظ کردہ چیزیں چھو جاتی ہے۔

سیدہ رانیہ رحمہ اللہ کی وجوہات

حاضر کا مصنف قرآنی کو چھوٹا جاتا ہے اور اس پر چاروں فقہی مذاہب، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں، کثر اہل علم کا اتفاق نقل کیا گیا ہے۔
دلائل : اول : کتاب اللہ کی دلیل
فرمان الہی ہے

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ هِيَ كِتَابٌ مَكْنُونٌ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ [الواقعة]

[77-79]

”کہ چنگ یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے (77) جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے (78) جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں“ (79)

حدیث سے درج ذیل:

دونوں حدیث ہفتہ اور اگر سے پاک رہتے دلائل "الظاہر" ہے اور اسی ہی طرح عورت کا حیل سے پاک ہو باغی ہو سکتا ہے۔

سوم: آثار صحابہ شریف کی دلیل

((عن عبد الرحمن بن یزید عن سلمان العارسی رجبی اللہ عنہ، قال: کثا معہ فی سفر، فاطلق فقصی حاجتہ، ثم جاء، فقلت: أيہا عبد اللہ، توضأ؟ لعلمنا سألک عن آی من القرآن، فقال: سلونی، فأتی لا أمسہ، إله لا یسئہ إلا المطہرون، فسألتہ: فقرأ علیہ فبین أن یتوضأ)) (۲)۔

عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ، (نہ سیدنا سلمان قاری ثانیؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اور قصد حاجت کے لئے جا کر واپس آئے تو میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! وضو کر لیا نہیں تاکہ ہم آپ سے قرآنی آیات کے بارے میں سوال کر سکیں، تو فرمایا: چلو، میں قرآن کو پھرنے والا نہیں ہوں، کیا تم قرآن مجید کو صرف پاک لوگ ہی پھرتے ہیں؟ ہم نے ان سے سوال کئے تو انہوں نے وضو کرنے سے پہلے ہی ہمیں قرآن آیات پڑھ کر سنائی۔)

(ابن ابی شیبہ نے "المسنف" (۱۱۰۶) میں، دار قطنی نے (۱/ ۱۲۴) میں اور سیوطی نے (۴۳۰) میں اس اثر کو روایت کیا ہے۔ اور دار قطنی نے (۱/ ۱۲۴) میں اس روایت کو بھی کہا اور سیوطی نے "نصب"

میں فرمایا کہ حدیث مرسل ہے، اور پھر لوگ کتاب کی شریعت اور اس کو شیخ ابن خلیلؒ نے روایت کرتے ہوئے اس حدیث کو ثابت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس بنا پر اس کے ساتھ سے ہے یا نہی، برقی جائز ہے۔ اور انہوں نے "اداء واجب" (۱۰۵) میں اس حدیث کو مرسل بھی لکھا ہے اور یہ کہ یہ حدیث موصلاً بھی مروی ہوئی ہے۔
الراية (۱/ ۱۹۹) میں اس حدیث کو عمدہ قرار دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

حائضہ اور رجب عورتیں، اللہ عزوجل کا وتر کرتی ہیں اور اس پر چاروں فقہی مذاہب: حنبلی، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے اور اس مسئلہ میں اجماع نقل یا آیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کے دلائل

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ وَهِيَ حَائِضٌ اِفْعَلِي مَا يَفْعُلُ الْحَاضُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوبِي مَا لَيْتَ خَتْنِي تَطُوبِي " . قَالَتْ: فَلَنْ كَانَ يَوْمُ النُّخْرِ تَطُوبِي؟

م المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ۔۔۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا جب کہ وہ حائضہ تھیں، "اب تم وہ سبہ کرتی ہو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کر، جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔"

(صحیح بخاری کتاب: نفل کے احکام و مسائل باب: اس بارے میں کہ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے بارہ حج کے باقی ارکان پر را کہے گی۔ حدیث نمبر: 1650، 305، صحیح مسلم حج کے احکام و مسائل باب: حرام کی اقسام کا بیان، اور حج افراہ، قنح، اور قرآن میں جاری ہیں، اور حج میں عمرہ کو داخل کرنا بھی حج قنح کرنا جائز ہے، اور حج قنح و ملا سنے حج سے کب حلال ہو جائے، حدیث نمبر: 211، حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

حدیث سے وجہ دلالت:

نبی ﷺ نے سنا مسک حج میں سے صرف طواف ہی کو مستثنیٰ فرمایا اور حج کے اعمال میں ذکر، تلبیہ اور دعاء ہوتے ہیں اور حائضہ کو ان میں سے کسی امر سے نہیں روکا گیا

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَدْكُرُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ"))

ام المؤمنین سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

(ام بخاری نے حدیث نمبر 634 سے پہلے اس حدیث کو تعلق روایت کیا ہے، صحیح مسلم حنفی کے احکام و مسائل باب: جنابت ہوا، مجھے جنابت پر حال میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان۔ صحیح مسلم: 373)

حدیث سے وجہ دلالت:

ام المؤمنین سید عائشہ صدیقہ فخریہ کے قول "ہر وقت" کا عام معنی "مستمر" ہے، اور اس عام اوقات میں جنابت کی حالت بھی ہے اور اسی پر حنفی کو قیاس کیا جائے گا۔

ماہر قرآن کی تائید کرنے کا علم "مفسرین کے وہب سائٹ سے" شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ: "اجازت ہے منع کی دلیل نہیں ہے، انسانی مسئلہ ہوے کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ اگر حاجت ہو تو پڑھ لے (استاذ سے مجھ کر) (یہ رائے ہے)

ماہر قرآن کی تائید کرنے کا علم "مفسرین کے وہب سائٹ سے" شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ: "اجازت ہے منع کی دلیل نہیں ہے، انسانی مسئلہ ہوے کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ اگر حاجت ہو تو پڑھ لے (استاذ سے مجھ کر) (یہ رائے ہے)

2- شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی اجازت دی ہے²⁶

²⁶ حکم قراءة القرآن الكريم للمحتاجين

من هل يجوز لسراة . تقرأ القر . نكرهم مي . أيام عفرها ، وهل لها أن تقرأ القر . نكرهم
إذ وب . اسوم و تقرأ أية . نكرهم يذون أن نفس المصحف ، مرحو من مساحة الشيخ ان
بعض الناس هذا الموضوع "حتى نكحوا" به علي بصيرة
جوابه: الحمد لله وصلى الله وسلم على رسول الله أما بعد: فقد سبق أن تمكنت في هذا
الموضوع عبر مرة وبسبب أنه لا بأس ولا حرج أن تقرأ المرأة وهي حائض أو عتمة ما يسر من

انقرأ عن ظهر قلبه، والأدلة الشرعية دلت على ذلك وقد اختلف العلماء ورحمة الله عليهم في هذا.

ومن أهل العلم من قال: بها لا تقرأ كأحب واجتنبوا بحديث ضعيف رواه أبو داود عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ أنه قال: لا تقرأ الخائض ولا الحب شينا من القرآن وهذا الحديث ضعيف عند أهل العلم لأنه من رواية سماعة بن عمار عن أنس بن مالك وهو ضعيف.

وبعض من علمه قلها على الحب قال: كذا أحب لا يقرأ فهي كدت لأن عليها حديث أكبر يوجب الفصل، فهي مثل الحب.

والجواب عن هذا: أن هذا ليس عبر صحيح، لأن حالة الخائض والدماء غير حالة الحب والخائض والدماء منهما يقولون: لا شيء عليها ذلك وإنما استدلوا بالكثير من حفظها لهم. أما أحب فعندنا بسيرة من خرج من حاشته غسل وقرأ فلا يجوز قياس الخائض والدماء عليه، والصواب من فروع العلماء أنه لا يخرج على الخائض والدماء من القرآن ما عطفان من القرآن، ولا يخرج من القرآن الخائض والدماء آية الكرسي عند النوم، ولا يخرج من القرآن ما يقرأ من غير في جميع الأوقات عن ظهر قلبه، هذا هو الصواب وهذا هو الأصل، وهذا أمر النبي ﷺ عناية لما حاص في حجة الوداع قال لما أفاض في منى طاح غير ألا تعرفي ما بيت حتى تعبري ولم ينها عن قراءة القرآن.

ومعنى: لا يجوز قراءة القرآن قبل ذلك على أنه لا يخرج عليها في قراءته لأنه ﷺ بيت منها من يضاهي لأن الصلوة كالصلوة وهي لا تنجلي وسكت عن قراءة القرآن على أنها غير ممنوعة من القراءة ولو كانت القراءة ممنوعة لبيها لعائشة ولم يرها من النساء في حجة الوداع وفي غير حجة الوداع ومعلوم أن كل بيت في العتاب لا يخلو من الخائض والدماء، فهو كذا لا يقرأ القرآن عليه ﷺ لأنس بيانا عاما وصحا حتى لا يخفى على أحد.

أما ما ذهب إليه من لا يقرأ القرآن بالنسب ومثله بسيرة من خرج يظهر وقرا وقد كان النبي ﷺ يذكر الله في كل أحياته إلا إذا كان جنبا عيسى عن القرآن حتى يهتد عليه الصلاة والسلام، كما قال علي رضي الله عنه: كان عليه الصلاة والسلام لا يجزه شيء عن القرآن سوى الحجابة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۳۱۲ھ کو خلافت سے منع کرتے والی روایت ضعیف ہے

ما روٰی من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال " لا تقرأ الخائض ولا الحب شيئاً من القرآن " رواہ الترمذی (۱۳۱) کو ابن ماجہ (۵۹۵) والدارقطنی (۱۱۷) والبیہقی (۱۸۹) وهو حدث ضعیف لأنه من روایة سماعة بن عیاش عن الخجاریین وروایتہ عنہم ضعیفة ، قال شیخ الإسلام ابن تیمیة (۴۶۰، ۲۱) وهو حدث ضعیف باتفاق أهل المعرفة بالحدیث أ هـ ویضمر نصب لرایة ۱۹۵ والتدحیص الحلی ۱۸۳

۱۳۱۲ھ کو خلافت سے منع کرتے والی روایت ضعیف ہے (قرآن مجید کو بغیر وضو پڑھنا)

وثبت عنہ علیہ الصلاۃ والسلام ۱۰ فرأی بعد ما خرج من عن الحاجة ، قد قرأ وقال : هـ لم یس حباً أما الحب فلا ولا آیه قد دل علی أن الحب لا یقرأ حتی یغسل ۱۱ وذهب بعض من العلم من جوار قراءة الخائض لا یقرأ وهو مذهب سنن ، وروایة عن أحمد ابحارہ شیخ الإسلام ابن تیمیة ورجحہ السوکانی وأمدلوا علی ذلک ، معروفاً لأن الأصل جواز واحد حتی یقرأ فلول علی سبع ونیس هناك دلیل یصح من قراءة الخائض لا یقرأ ، قال شیخ الإسلام ابن تیمیة ۱۲ لم یس مع الخائض من قراءة مخصوص صریحة صحیحہ ، وقال ومعلوم أن النساء یسجن بحسن علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ولم یسجن ینس عن قراءة ، كما لم یسجن ینس عن الذكر والدعاء ۱۳ أن اللہ تعالیٰ أمر ملاوہ الفراء ، وأثنی علی ما یس ووعده بحریب الثواب وعظیم الجزاء فلا یصح من عدم ۱۴ إلا من استھی حقه الدلیل ونیس هناك ما یدفع الخائض من قراءة كما عدم ۱۵ ۱۶ فیس الخائض علی الحب فی سبع من قراءة الفراء فیس مع الفراء لأن الحب باختیارہ أن یرید هذا الخائض بالصلی بخلاف الخائض ، وكذلك فإن الخیض قد تطول مدته غالباً ۱۷ بخلاف الحب فإنه معزول بالزعمالی عند حضور وقت الصلاۃ

یقرأ عن ظهر قلب، أما من المصحف فلا يجوز إلا على ضهرة،
ولم يظهروا المذكورون في قوله تعالى ﴿لَا يَسْتَأْذِنُ إِلَّا الْمُنَظِّرُونَ﴾ (٢)
هم من يظهرون من الحدث الأكبر والأصغر في قول بعض العلماء،
والصحيح أن المراد بهم الملائكة، وأما الجنب فلا يقرأ شيئاً من
القرآن لا حفظاً ولا من المصحف لما ثبت عن علي رضي الله عنه
أنه قال: «كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يحضره شيء عن القرآن
سوى الجارية»

کیا قرآن مجید کو بغیر مصحف و تلاوت کرنا جائز ہے؟ وہ کون لوگ ہیں جو پاکیزہ شمار کئے جاتے
ہیں؟

بغیر مصحف قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے البتہ تلاوت کرنے والا مصحف کو ہاتھ نہ لگائے بلکہ صرف
ربانی پڑھے۔ قرآن مجید کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَسْتَأْذِنُ إِلَّا الْمُنَظِّرُونَ﴾

(سورۃ الواقعة: سورۃ نمبر 56، آیت نمبر: 79)

"جسے (یعنی قرآن مجید کو) صرف پاک لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں۔"

ملائے کر ام کہتے ہیں (الْمُنَظِّرُونَ) سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہوں
اور صحیح بات یہ کہ یہاں پر ارشاد فرمادہ ہے البتہ جو لوگ جنابت کی حالت میں ہوں ایسے لوگ نہ قرآن
مجید کو ہاتھ کاٹتے ہیں اور نہ دال پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ حدیث علی کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے سیدنا علی
فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی اور چیز نہ روکتی تھی۔"

(مجموع فتاویٰ و مقالات مشہورہ لاہور: ج 29، 64 "باب فرائض (خصوصاً) حکم قرآن
القرآن بدو و خصوصاً" الناشر: دارالافتاء الاسلامیہ، دارالعلوم اسلامیہ، پاکستان)

صحن من بطل قس من قرآن مجيد ومن كواكب ربه في كل يوم من كل يوم في كل يوم من كل يوم

((وقد سئل الشيخ عبد الرحمن بن ناصر البراك ما حكم قراءة القرآن من جهاز الجوال بدون طهارة ؟

فأجاب حفظه الله " الجواب: الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد فهلم أن تلاوة القرآن عن ظهر قلب لا تشترط لها الطهارة من الحدث الأصغر ، بل من الأكبر ، ويمكن الطهارة مرة القرآن ولو عن ظهر قلب أفصل ، لأنه كلام الله ومن كمال تعظيمه ألا يقرأ إلا على طهارة وأما قراءته من مصحف فتشترط الطهارة للمس المصحف مطلقاً ، لما جاء في الحديث المشهور ، (لا يمس القرآن إلا طاهر) ولما جاء من الآثار عن الصحابة والتابعين ، ولى هذا ذهب جمهور أهل العلم ، وهو أنه يحرم على المحدث من المصحف ، سواء كان ثلثاؤه أو غيرها ، وعلى هذا يظهر أن الجوال ونحوه من الأجهزة التي يحل فيها القرب ليس لها حكم المصحف ، لأن حروف القرآن وجودها في هذه الأجهزة تختلف عن وجودها في المصحف ، فلا توجد بصفتها المقررة ، بل توجد على صفة ديمية تكون منها الحروف بصورتها عند طلبها ، فتظهر الشاشة وتزول بالانتقال إلى غيرها ، وعليه فيجوز من الجوال أو الشريط الذي يحل فيه القرآن ، وتجوز امراءة منه ، ولو من غير طهارة والله أعلم " انتهى بعلا عن موقع "نور الإسلام "

وسئل الشيخ صالح الفوزان حفظه الله أما حريص على قراءة القرآن وعدده أكون في المسجد مبكراً ومعني جوال من الجوال الحديثة التي فيها برنامج كامل للقرآن الكريم - القرآن كاملاً - بعض

اشراف لا آكون على طهارة فأقرأ ما يتيسر وأقرأ بعض الأجزاء .
 هل يجب الطهارة عند القراءة من الأحوال ؟ جواب "هذا من
 الترف الذي ظهر على الناس ، المصحف واحمد لله متوفرة في
 المساجد وبطباغة فاحرة ، ولا حاجة للقراءة من الجوال ، ويمكن إذا
 حصل هذا فلا يرى أنه يأخذ بحكم المصحف المصحف لا يمس
 إلا طهره ، كما في الحديث (لا يمس القرآن إلا طاهر) وأما الجوال
 فلا يسمى مصحفاً انتهى وقراءة القرآن من الجوال فيها تيسير
 سبحانه ، ومن يتعذر عليه حمل المصحف معه ، أو كان في موضع
 يشق عليه فيه الوضوء ، لعدم اشراف الطهارة عنه كما سبق))

الشيخ محمد ابن بن ناصر البراك رحمه الله قال:

یہ بات واضح ہے کہ ربانی آیات کرے کیلئے وضو کی شرط نہیں لگائی جاتی بلکہ جنابت کی
 حالت میں بھی قرآن مجید کی ربانی تلاوت کی جا سکتی ہے۔ تاہم ربانی آیات کرتے ہوئے
 بھی وضو ہونا اصل اور بہتر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور با وضو کر
 قرآن مجید کی تلاوت کرنا قرآن مجید کی کامل تعظیم میں شامل ہے جب قرآن مجید پڑھ کر
 تلاوت کرے کیلئے مطلق طور پر وضو ہونا شرط ہے جیسے کہ مشہور حدیث میں ہے کہ
 (قرآن مجید کو با وضو نہیں پڑھنا چاہئے) اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین علیہ السلام سے بھی
 اس بارے میں شمار منقول ہے، اسی بات کے بموجب اہل علم کا کہنا ہے کہ بغیر وضو قرآن
 مجید کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے تلاوت کیلئے ہاتھ لگانا مقصود ہو یا کسی اور مقصد سے۔ اس بنا پر
 سوہاگل یا دیگر جدید آلات جن میں قرآن مجید ریکارڈ ہوتا ہے ان کا حکم صحیفہ وہا نہیں
 ہے کیونکہ ان آلات میں قرآن مجید کے حروف اس طرح نہیں ہوتے جیسے کہ صحیفہ میں
 ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ سوہاگل میں قرآن مجید ہروں اور شعاعوں کی شکل میں

ہوتا ہے جن سے ضرورت کے وقت قرآن مجید کی شکل بن کر عین ہوتی ہے، لہذا اگر قرآن مجید کھول کر کوئی اور پروگرام کھول لیا جائے تو قرآن مجید اسکرین سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس لیے موبائل کو یا ایسٹ جس میں قرآن مجید دکھاؤ گے یا کھل لیا جاسکتا ہے، اسی طرح موبائل سے قرآن مجید کی علامات کرنا بھی جائز ہے، چاہے وضو نہ بھی ہو۔"

"(سوال کرنے والے نے الشیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا) مجھے قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق ہے، عام طور پر میں مسجد میں جلدی کرتی کر اپنے جدید ترین موبائل سے قرآن مجید نکال کر پڑھتا ہوں، میرے موبائل میں عکس قرآن مجید ہے، وہاں دو قات ایسا ہوتا ہے کہ میرا وضو نہیں ہوتا تو پھر بھی میں اپنے موبائل سے قرآن مجید کی علامات کر لیتا ہوں، تو یہ موبائل سے علامات کرتے ہوئے بھی با وضو ہونا ضروری ہے؟

الشیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ قول:

جواب: یہ چیز ان سالانہ امتحان میں سے ہے جو لوگوں کو موجودہ زمانہ میں حاصل ہے جبکہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ چیز پر تنقید والے قرآن مجید مساجد میں موجود ہیں اس لیے موبائل سے قرآن مجید کی علامات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تاہم، اگر ایسا چاہی ہو گیا ہے تو ہم یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا حکم بھی مصنف دلا ہوگا، مصنف کو صرف با وضو شخص ہی ہاتھ لگا سکتا ہے، اچھے کہ حدیث میں ہے کہ (اے صرف با وضو شخص ہی ہاتھ لگائے) جبکہ موبائل کو مصنف نہیں کہا جاسکتا، موبائل سے قرآن مجید کی علامات میں حاضر خواتین کیلئے بھی آسانی ہے اسی طرح ان کیلئے بھی آسانی ہے جن کیلئے قرآن مجید ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا مشکل ہے، یا ایسی جگہ پر انسان موجود ہو جہاں پر وضو کرنا مشکل ہے، یہ تک موبائل سے علامات کرتے ہوئے با وضو ہونا شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(https://quranpedia.net/fatwa/1486)

سورۃ البقرہ قرآن مجید کی حیرت انگیز و کونکرانہ باتیں اور حیرت انگیز و کونکرانہ باتیں

علائے کرام نے بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی اجازت دی ہے لیکن مستحب اور افضل یہ ہے کہ وضو کر کر کے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ نہ دکر واذکار اور سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ دکر واذکار تمام دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت بھی صحیح ہے نیز دکر واذکار اور سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے لیے بھی یہ حکم ہے جیسا کہ

ابن دہل: (حدیث میدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ام المومنین میدہ کا کہ میں بیان فرماتی تھی۔

((كأن النبي صلى الله عليه وسلم، يدكّر الله غلى كل أختابيه))

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔"

(صحیح مسلم کتاب الايمان باب ذكر الله تعالى في حال الجنان وغيرها - جنت اور عذاب جنت ہر حال میں اللہ کا ذکر کرے گا بیان، حدیث نمبر 373 [826] - سنن الترمذی 3384 - سنن ابوداؤد: 18 - سنن ابن ماجہ: 302)

دوسری دلیل: (حدیث)

اللہ کے ہی صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف دیکھا اور سورہ آل عمران کے اخیر کی تلاوت کی۔

تیسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

(ابن ماجہ بخاری بخاری نے اس حدیث کو منقول کر دیا ہے۔

((وَيَذْكُرُ عَنْ بِلَالٍ، أَنَّهُ جَعَلَ يُضَعِّفُهُ فِي أَدْنَيْهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَتَقَعَّلُ يُضَعِّفُهُ فِي أَدْنَيْهِ، ((وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَدَّ عَلَى غَيْرِ وَضُوءٍ، وَقَالَ عَطَاءُ: الْوُضُوءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

"سیدنا محمدؐ کیس کرتے ہیں کہ اس وقت سے اذان میں اپنی دونوں انگلیاں اپنے کاموں میں، غل کیس لاد، عید اللہ بن عمرؓ کی اذان میں کانوں میں انگلیاں نہیں دالتے تھے، اور اب ہر غل کیس نے کہا کہ یہ وضو اذان دینے میں کوئی راق نہیں اور عطاءؓ نے کہا کہ اذان میں وضو ضروری اور سنت ہے، اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب وقتوں میں اللہ کا ذکر فرما کرتے تھے۔"

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب هل یفتش المؤمن فاه هاهنا وهاهنا، وهل یفتش فی الاذان۔ کیا مومن اذان میں اپنا سر اور ہاں (دائیں بائیں) پھر اے ہاں، یا اں کہتے وقت اور ہاں دیکھ سکتا ہے، باب نمبر: ۱۹)

چوتھی دلیل طائے کرام کے اقوال:

شرح حدیث ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ "نبی کریم ﷺ سب وقتوں میں اللہ کا ذکر فرما کرتے تھے"

اس بارے میں طائے کرام کہتے ہیں کہ: پیشاب، پاخانہ، حالت جنابت اور جماع کے دوران نیز حمام اور بیت اللہ، کی جگہوں کو چھو کر، جلد اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی اجازت ہے ہر اذان حالات اور اذان جگہوں پر اذان کا جو اب بھی نہ دیا جائے اور نہ ہی نہتے آنے پر الحمد للہ کہن چاہے اور نہ چھینکنے والے کے الحمد للہ کہے پر اس کا جو اب دینا چاہئے سلام اور سلام کا جو اب بھی اس میں شامل ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں کرنے کی اجازت ہے، مسلمان مرد اور عورت کو کسی بھی حال اللہ کے ذکر سے عاقل نہیں رہنا ہے اس میں وضو شرط نہیں ہے البتہ جنسی کے لئے حالت جنابت میں حاضرہ کے لئے حالت حیض میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے (سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کی جنابت کی حالت میں بھی صحیفہ کے بغیر قرآن مجید کی تلاوت کے قائل تھے) البتہ عورتیں جنس کے دوسرے میں دوسرے ذکر و ذکر کی پابندی کر سکتی ہیں مگر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے لئے اس میں طائے کرام کا

اختلاف سے امام ہانک بیٹھیں، امام بخاری بیٹھیں، امام ابو داؤد بیٹھیں اور امام ابن المنذر بیٹھیں یہ کہتے ہیں کہ خصوصاً وہ غواتین جو قرآن کی حاضریں دے دو صحیف کو ہاتھ میں لئے بغیر تلاوت نہ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: شیخ ابن تیمیہ اور ابن شمس بیٹھیں۔ تاکہ حاضر و غائب یکساں ہو۔ صحیف کو پیچہ کر پڑھ سکتی ہے۔ رائج ہے

کیا بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے؟

شیخ ابوالحسن علی قادری

((ھل یجوز قراءة القرآن بدون وضوء ؟ اجواب : نعمہ یجوز بعض الأكمل ُن ھکون القارئ سواء کان رجل أو امرأة علی وضوء ، وھما نص وهو قویہ - علیہ السلام - حیثما - ہم علیہ رجل وعد کان - علیہ السلام - قضی حاجتہ لما یادرہ رجل وعد مرہ بالسلام ، فتوجه الرسول ین الحدار وقسم وقال : وعلیکم السلام ، لم یرد السلام إلا بعد التیمم وقال له : علیہ السلام - إني کرھت أن أذكر الله إلا علی طھر کرہ الرسول - علیہ السلام - أن یدکر الله وما هو ذکر الله ؟ بعنی السلام علیکم فکثر أن یدکر اسم الله السلام وعد جاء فی الحدیث فی الصحیح السلام اسم من أسماء الله وضعہ فی الأرض))

جواب: بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے لیکن مکمل اور صحیح دیت یہ ہے کہ چاہے مرد ہو یا عورت بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہے تبھی اس مسئلے میں نص موجود ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد کا عمل ہے ایک صحابی نے آپ ﷺ کو سلام کیا اس وقت آپ ﷺ قضا کا وقت سے فارغ ہوئے تھے لہذا آپ ﷺ نے سلام کا جواب

سین دیا جگہ دوار سے تیم فرمایا اس کے بعد سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا:

((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ اللَّهَ إِلَّا غَلِيًّا))

"مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں اللہ کا ذکر بے چارے کے کروں۔"

(سُنی ابو داؤد 17، اس حدیث و شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے)

بدانجی کریم علیہ السلام کو یہ بات پسند تھی کہ وہ اللہ بے چارے کے یاد کرتا۔ یہاں پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا ہے؟ یہی کہ اسلام حکیم و راسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور "اسلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے:

((حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ،

قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَنَا السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ

أَسْمَاءِ اللَّهِ، وَضَعَهُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشَوْهُ بَيْنَكُمْ، إِنَّ الرُّحْلَ إِذَا سَلَّمَ

عَلَى الْقَوْمِ مَرُّوْا عَلَيْهِ كَانَتْ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلٌ دَرَجَةٍ، لِأَنَّهُ دَعَاهُمْ

إِسْلَامًا، وَإِنْ لَمْ يَرُدُّ عَلَيْهِ رُدُّ عَلَيْهِ مِنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَأَقْلَبُ.))

"سیدنا عبد اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "اسلام" اللہ کے ناموں میں سے ایک

نام ہے، جسے اللہ نے زمین میں رکھ دیا ہے، لہذا اسے آپ میں عام کر دے، ہر ملک آدمی

جب کسی قوم پر سلام کرے، اور وہ اس کا جواب دیتے ہیں تو سلام کرے والے کو ایک درجہ

سعیت ہوتی ہے، تاکہ اس نے ان کو سلام دیا دلائے اور اگر اسے جواب نہ دے تو اس کو

اس سے بڑا اور پائیدار عقوق کی طرف سے جواب مل جاتا ہے۔"

(ابو اسرود کتاب اسلام، باب من لم يرد السلام - جس نے سلام کا جواب نہ دیا حدیث نمبر

1039، معال الشیخ الالبانی، صحیح الإسناد موقوفاً و صح مرفوعاً - تخریج

الحدیث - صحیح الإسناد موقوفاً و صح مرفوعاً شعب الإیمان للسیہقی۔

چنانچہ مذکورہ دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بغیر وضو کا ذات قرآن اجازت تو ہے لیکن بہترین طریقہ یہ ہے کہ با وضو کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہئے شیخ الہادیؒ کے اس فتویٰ کی مزید تفصیل کے لئے اس ایب سائٹ پر وزٹ کریں۔ اللہ اعلم

www.KitaboSunnat.com

شیخ الہادیؒ اور شیخ مصطفیٰ عدویؒ کے لئے مصنف کو چھٹے کی اجازت دی ہے حائضہ، منیٰ اور بے وضو افراد کو لیکن شیخ ابن عثیمینؒ کے لئے چارٹ بسکری دونوں موقع کے تفصیل مناقشات

79 "وأي أحدث والهدية الشيخ العدوي، في كتابه جامع أحكام النساء الدين الأول قوله تعالى «لا يمسها إلا الطهرون» فلا وجه استدلال بها لأن الحائض طاهرة كما بينا بقصد في فصول كتاب رواها مساء، وكذلك يجب فهو طاهر لأنه مسلم، وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال «مسلم لا يمس» (أخرجه البخاري ومسلم وغيرهما)، وابن أبي عمير هذه الآية «الضمير في لا يمس» عائشة رضي الله عنها، والكتاب المذكور الذي في «مساء» واهمهم هو «لا تلمس» الدليل الثاني حديث «لا يمسها إلا الطهرون» لا يمسها إلا الطهرون من القرآن، وهو حديث صحيح لا يثبت، وقول النبي صلى الله عليه وسلم لعائشة رضي الله عنها «أعني ما يعمل الحاج إلا ما يطوفني» أي «مسها» أي «مسها» أي «مسها» مع غيرها طواف بالبيت فقط، فلا كل شيء يعمل الحاج من ذكر الله، وزيارة المرقف، ودخول المسجد، وغير ذلك مما عمله الحاج ثم قال شيخنا في غلام كلامه «الرسالة» دليل صحيح يمس الحائض من مس شخص، وكل عامين إما دنبر غير صحيح، وإما سبل غير صحيح لصحير الكتاب بعد جهلته الخسنة والاستماع لغتوا

http://www.KitaboSunnat.com

قال الشيخ ابن العثيمين رحمه الله

وكتب في هذه مسألة أميل إلى قول الطاهريه لكن لما ناملت حربه صلى الله عليه وسلم لا يمس المرأة الا طاهر، والطاهر يصدق على الطاهر من الحديث الأصغر والا كبر، قوله تعالى (قر سائره) الله يجعل عيهم من حرج، ولكن يريد بغيرهم (المائدة 6) ومن يحكم من عادة النبي صلى الله عليه وسلم أن يعبر عن مؤمن بالطاهر، لأن وصفه بالإيمان، بلمع، بين لي أنه لا يجوز أن يمس المرأة من كان محضاً حدثاً أصغر أو أكبر، والذي

سائل: السؤال هل يحق للمرأة الخائض والرجل الحب أن يمس القرآن أو يقرأ للعبادة أو للحفظ ؟

شيخ لا لا محذ في الكتاب ولا في السنة ما يدل على مع الخائض والحب من مس القرآن أو تلاوته بل لمنا محذ من انعواحد والأصون ما يدل على خلاف ذلك ألا وهو الجوار ذلك لأن من الأصول التي نبي عليها فروع كثيرة قولهم الأصل في الأشياء الإباحة، فها لمس للقرآن وها قرء من القرآن فكل من الأمرين الأصل في ذلك الإباحة فلا يسمي الخروج على هذا الأصل إلا بدليل من الكتاب أو السنة الصحيحة ولا يوجد معذما في الكتاب ولا في السنة ما يسمي الحب من مس القرآن أو تلاوته وكذبت المرأة الخائض من قد محذ في تضاعيف السنة ما يشهد للأصل في ذلك، مثلاً روى الإمام مسلم في صحيحه من حديث عائشة رضي الله عنها¹⁰

أركان البه حديث عمرو بن حرم والقبلى الذى أشغل به على راي الجمهور فيه ضعف، ولا أقوى الاستدلاله وانما للعدة على حديث عمرو بن حرم وقد يقول قائل ان كتاب عمرو بن حرم كُتب الى اهل اليس ولم يكونوا مسلمين في ذلك الوقت حكوه لغير اسمين يحكون فربما ان المراد بظاهر هو المؤمن رجوه ان التعبير الكثير من قوله صلى الله عليه وسلم ان يعلق الشيء بالايمن، وما الذى يسمعه من ان يقول لا يمس مران المؤمن مع ان هذا واضح بين فالحق تقرر عندي غير آ انه لا يجوز مس المصحف إلا يؤمنوه

¹⁰ <https://al-maktabah.org/book/31621/43856>

¹¹ قال ك قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يذكر الله في كل أحيائه فهذا لكلمة السي

طريقها السبعة عائشة هي حديثها تشمل أحيان الرسول عليه السلام كلها أي سواء كان ظاهر
و غير ظاهر سواء كان على حديث أصغر أو حديث أكبر والذي يؤكد هذا المعنى العام في حد
حديث من حديث عائشة بها هي أيضا حديث أن النبي صلى الله عليه و به وسلم كان قد
يصبح أحيانا جب من احتلام وهي رمضان فيدخل عليه العجز وهو جب من الاحتلام فيصوم
ثم يفتل

روجه لاستدلال بهذا أنه يعلم من أحاديث أخرى أيضا أن النبي صلى الله عليه و به وسلم
كان لا ينام حتى يقرأ سورة تبارك وكان لا ينام في كثير من الليالي حتى يقرأ سورة النمل،
كذلك في بعض الأحاديث الأخرى على قراءة آية الكرسي وما تحفظ الدار ومن فيها من شر
الشيطان ويحذرون من الأذكار المعروفة في كتب الأذكار، والذي يأتي ما يدل على أن الرسول
عليه السلام في هذه الليلة سي كان ينام فيها حسب ما كان لا يقرأ هذا الذي شرعه إن صح
بتدوير الناس في عزوة بين يدي أصحاحه في يومهم

وحديث السنن مع هذه الملاحظات مما ينتم المسلم بأنه لا يحشر على الحجب أن يقرأ شيئا
من القرآن ولا شيء أن يحشا هو كما جاء في السؤال من هناك مع من قراءة للقرآن
السائل: من القرآن.

الشيخ: من على والقراءة

السائل: والقراءة

الشيخ: هذا هو ما تضمنت على المسائل والأدلة فزعت الكلام على مسألة من له مذهب
الأو هي المسألة دخول إن ما سبق يدل على أن الأصل في هذه المسألة هو الجواز وليس حجب
لقول لا نجد ما يصح بقصد أنه لا نجد ما يحرم أما أنه يوجد ما يدل على كراهة تلاوة القرآن
بغير طهارة فهذا موجود ذلك أن الإمام في تلوة روى في سنة أن النبي صلى الله عليه و به وسلم
وسم قضي يوم حاجته وصعد ما لقيه رجل مسلم عليه فبادر الرسول عليه السلام إلى
الحذر وبسم ثم رد السلام وقال (ي كرهت أن أذكر الله إلا على طهر) نجد في حد
الحديث وهو ياربع حديث صحيح الإسناد أن النبي صلى الله عليه و به وسلم كان عليه كره أن يذكر
اسم الله على غير طهارة ذلك لأن تلاوة كما قل عليه السلام في الحديث الصحيح (السلام
اسم من أسماء الله وضعه في الأرض عشوه يبيحكم) هذا أراد أن يرد السلام على من ألقى
عليه السلام كره أن يرد إلا على طهارة ولما كانت الطهارة ملازمة لا تبسر له إلا بعد طهارة

المسلم لذلك يادر إلى التيمم بالجدار ورد السلام

فيما كان هذا سماعه عليه السلام أن يقول (سبحي كرهت أن أذكر) ، أي أن يقول تعديكم
سلام (إلا على ظهر فوقي) ، يعثر فرائد القرآن مكروهها من بناء الإسلام ولدت حتى
تخرج بيعة وهي أن قراءة القرآن من أحدث ولو أحدث الأصغر فصلا عن أحدث حدث
أكبر . كالتب هذه بقراءة جائزه ولكنها مكروهة ولا يستعيب أن يقول أن هذه الذكره
كرهه فحرم فاسق من حديث السيدة عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يذكر الله
في كل أحواله ولا حاجة للنازل من أن الذكر ما لم يذكر فيه شركاء لا يسمون ولا ما
يبدو من دهر مسلم الماهم لله العزمية أن الذكر أول ما يدعى في هذا اللغز هو : قرآن
كرهه لأن الله عز وجل صلى الله عليه اسم الذكر في غير ما آية حيث أنه في الآية مشهورة ((
وأمرنا أن نذكر الله حين نلجس ما نرى - بينهم)) وفي الآية الآخرى ((ما عمن ربنا الذكر وما
له الخافض)) يقول السيدة عائشة كان يذكر الله من معناه أنه كان يقرأ كلام الله في كل أحواله
سواء كان حيا أو كان طاهرا وبعض في قوله انس (سبحي كرهت أن أذكر الله) إلا على ظهر
(ما يشعر بأن الأولي بالمسلم أن لا يذكر الله إلا على طهاره كاملة

لكن هذا ربما يقال في الحب سواء كان رجلا أو امرأة حيث بإمكان كل منهما أن يعثر حتى
بالسبح حيث لا يمكن من استعمال الماء . إذا عثر ما هذا فالحائض لها حكم آخر ، لها حكم
أخر من ذلك الحكم السابق بالنسبة للحبيب ، ذلك لأن الحب يحسن أن يقال له تطهر أما
المرأة الحائض فلا عمل لها شرعا تطهر ولو أنها . صحت ثم اغسلت مريده . تطهر ما استطاعت
أن تطهر ولو اغتسلت بها الأجر السبعة فهي إذا لا تستطيع أن تطهر شرعا ولدت فأنعروض
أن يعثر شارع الحكم يسامح معها أكثر مما يسامح مع الرجل الحبيب الذي يدح له أن
يقرا القرآن على جنبه مع الكراهة كما شرحت أما المرأة الحائض فلو قيل لها عد فكان دعوى
دعوى الحرج عنيها وصرفها عن تلاوة القرآن مدة حيضها وقد تبلى أحبابنا الأسير الكامل
وقد قرأه أحيانا

مدلل نجد في بعض الأحاديث الصحيحة ما فيه ما قد واضح أن الحائض يجوز لها أن تلبس
قرآن دون ذلك حديث السيدة عائشة رضي الله عنها في حجة النبي عليه الصلاة والسلام
حيثما في مكان قريب من مكة يدعى سوق مدخل الرسول صلوات الله وسلامه عليه على
عائشة فوجدتها بكى فقال لها ما لك ؟ (أنست ؟) قالت نعم يا رسول الله قال عليه الصلاة

وإسلامه (هذا أمر كنهه الله على مناب آدم فصبي ما يصنع الحاج غير) لا نظومي ولا نصبي (يعني هذا الحديث إشارته إلى أن المرأة الحائض لا تسمع من دخول المسجد حرام لأنه قال في (غير الآطومي) ما قال لها لا تدخلني المسجد بل نباح لها بالنسبة العام (اصنعي ما يصنع الحاج) (لماذا يصنع الحاج كل حاج سواء كان رجلاً أو امرأة لا بد من دخول المسجد حرام ولا بد من بيان الطواف والسعي بين الصفا والمروة ولا بد من ذكر الله دلاوة بمرأى وبحود ذلك من الأذكار مسروعة ثم الجلوس في المسجد لميادة الله عز وجل وذكره حبساً وجدنا الرسول عليه الصلاة والسلام يقول لها (اصنعي ما يصنع الحاج) اصنعي كل ما يصنع الحاج وما يصنعه الحاج ابتداءً ودخول المسجد إذا فقد أدن لها أن تدخل المسجد الحرام، إذا فقد أدن لها أن تدخل مساجد الدنيا لا مسجد الحرام كما تضمنون جميعاً هو أفضل مسجد وجد على الأرض فإذا أدن الرسول صلوات الله وسلامه عليه لها أن تدخل المسجد الحرام يمكن لا تصلي فأوسى وأوسى أن تدخل لأي مسجد من مساجد الدنيا لم يعد هذا التحليل الذي استجد وبالنسبة للمرأة أيضاً استثنى الصلاة والعواف، يعني كل شيء على لأصن وعلى ما تضمنه هذا النص العام (اصنعي ما يصنع الحاج) فإذا الحائض تستطيع أن تقرأ القرآن في مسجدها أو في مسجد من مساجد مكة أو غيرها من مساجد مكة أو غيرها من مساجد مكة أو غيرها من مساجد مكة لا يعتبر شيء من الأحكام المترتبة عليها في حالة طهرها فيما إذا خرجت من الحالة الأخرى وهي الحيض، مما يدل على ذلك ما رواه مسلم في صحيحه عن السيدة عائشة أنها رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (يا عائشة ما داو سي الخمر من مسجد) والخمر هو سجادة الصلاة بساط الصلاة (يولي الخمر من المسجد) قالت يا رسول الله بي حائض قال عليه السلام (بي حيصت ليست في يدك) فهي كانت تقولهم بي من الحائض، ثوب ما كان يقول له كان لا يصح ولمن أصحبت حبساً سمعت النبي عليه السلام يقول لها (داو سي الخمر من المسجد) قالت بي حائض قال (إن حيصت ليست في يدك) نحن على وزن هذا نقول إن حيصتها ليست في يدك، ففعلها ليست في يدها فإذا دخل المسجد وجدت في يدها ما ليس لها حيصتها ليست على ظهرها يدها ويركدها، هذا معنى آخر حديث أخرجه البخاري في صحيحه من حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم جاء اليهم في جمع من الصحابة وفيهم أبو هريرة فجلسوا وأقبل ثم رجع رؤسهم يقهر ما حسنته عليه السلام عن غيبته فقال له إنه كان جنباً وكأنه كره أن يصافحه عليه

من من العلماء الذين فنوا بحوار من الحبيب والحائض لمصحف ؟

الشيخ محمد ناصر الالباني

عيد عيسى فأولا هل سبق أيضا من العلماء من قال بدلت بعدم التأثيم و

حل من القرآن ... للجنب أو الحائض ؟

لشيخ نعم يوجد جماعه مجد أسماءهم في كتاب "المحلى" لاين حرم وأذكر

منهم بن لعباس الذي حار قراءة القرآن للجنب وهو أيضا في صحيح

البخاري معلقه نعم.

هذا هو الشيخ محمد ناصر الدين الباني رحمه الله تعالى وهو من كبار علماء الحديث في عصره و

هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و

هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و

السلام

يدي كانه تصور ما بصورت سيدة عائشة فهي قالت في حائض كان حيضها في يدها وهي

جنب كانه الحماية في يده فهو يعني بالرسول عليه سلام . يصح وجلا جسا فراه

يهمس فقال له تحية الصلاة والسلام (سبحان الله إن المؤمن لا يجنس) فإذ المؤمن كما جاء

في حديث آخر لا يجنس حيا ولا ميتا سواء كان حائضا أو جنبا فحينئذ إذا نكح عليها فلاؤا

انصر . و من القر . ؟ ليس هناك ما يمنع من ذلك إطلاقا بل في هذه النصوص التي يستفاد

منها مع شيء من . والآن نذكر فيها والتدبر حاجة . فراهة وكذا حاجة المس على الأصل

أن المؤمن طاهر لا يجنس

هذا هو الشيخ محمد ناصر الدين الباني رحمه الله تعالى وهو من كبار علماء الحديث في عصره و

هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و

هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و

هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و هو من كبار علماء الحديث في عصره و

فقہ حنفی

صحیح چونا (قرآن چونا)

قول اول: وضو کے لیے چونا کس چھوڑ کچے ہیں کہ وضو کرنا صحیح ہے۔

قول ثانی: شیخ اہل بیت کی تحقیق ترجیح ہے کہ وہ صحیح ہے۔

نوٹ: عام اس حزم ہے اور شیخ اہل بیت کی رائے کی طرح اس قول کی طرف مائل ہونے کے

الحديث علي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يجنبه - ولا يجبره -
عن قراءة القرآن شيء، لوسر اجابة رواد اصحاب السن وصحبه الترمذي، وسكن قال
الحافظ في (الفتح) ضعف بعضهم بعض رواته والحق أنه لم يصح حديث يصح لحبس من
قراءة القرآن، حتى الحديث المذكور ليس فيه دين على التعريض فقد ذكره جماعة عن
المرأة لأنها مكروهة، وحلاف الأئمة، وليس بالضرورة لأنها محرمة - وقد سن سعيد بن
حبير عن الحسن بن علي بن فضال - قال: ليس في جوعه القرآن شيء وذكر بخوي في
شرح النسبة (٣) - عكرمة من المحبرين قراءة الحبيب (١) وهو مذهب داود وأصحابه وابن
حزم، وهو المذهب مع ما صح به صلى الله عليه وسلم كان يذكر الله على كل أحيائه - وثلاثاً
القرآن من على مراتب الذكر على أنه عرامة على هذه الحال لا تخلو من انكراهة من رواية
الحديث "ي كره - أذكر الله إلا على طهر" وقد جاء في الصحيح - رجالاً سمعوا علي
السبي صلى الله عليه وسلم فلم يرد عليه السلام حتى أتى ابن جندار في مدينة ميم، ثم
رد عليه السلام، وذات لما هي السلام في ذكر الله تعالى حيث يقول "ورحمه الله وبركاته"
[١] انظر إمام الحنفية لأباني ص ١١٨ و١١٩ وأما العبد المورود لسبكي (٢٠٤، ٣١٢، ٣١٣) [٢]
انظر إمام حنفية ص ١١٦ [٣] انظر شرح النسبة (٤٣٢) [٤] انظر إمام حنفية ص ١١٦-١١٨
اقرأ المريد في إسلام أول الأئمة.

والصحيح (١٠٩) - حم - فصل في قراءة القرآن طهارة - حم - صلى الله عليه وسلم حين رد السلام عليه
التيسر إلى كونه أن أذكر الله إلا على طهارة وليس معناه أنه اختار الصلاة اختار الصلاة اختار الصلاة اختار الصلاة
الاصحاب إنما هو الاصطلاح يخرج ليد داود وغيره وهو يخرج في صحيح في داود (٢٣)

هؤلاء يجوز لشخص من النساء أن يحضر مجالس العلم ولو كانت هذه المجالس في بيت من بيوت الله تبارك وتعالى.

هكذا يتكون الحكم قائماً بالجوار بناءً على هذين الحدين الصحيحين
سلسلة الهدى وسور اللامام الأتاني شريط رقم (٦٢٣) من بحور لمخالف الجوس في المسجد؟

الجواب بحسب مدور صلاة والدليل حديث (أصمى ما يصنع الحاج غير أن لا يقرب ولا يصلي). فمما يصنع الحاج؟

يدخل المسجد ويصلي ويهضم ويغتسل ويقرأ القرآن كل ذلك مما أباحه الرسول لله لكنه استثنى من الإباحة الصلاة والطواف

سلسلة الهدى وسور اللامام الأتاني شريط رقم (٢٤٤)

هل يجوز لمخالف قراءة القرآن وله؟

الجواب لا نجد في الكتب ولا في السنة ما يدل على منع المخالف وأصعب من أمر القرآن ولا والله بنوع ما نجد من النواهد والأصول ما يدل على خلاف ذلك ألا وهو خروج ذلك لأن من الأصول في تناس عليها مروع كثير، مؤلم

الأصل في الأشياء الإباحة فبالنسبة للقراء وهذا قراء من العرب، فكل من الأخرين الأصل في ذلك الإباحة، إلا ينبغي الخروج عن هذا الأصل إلا بدليل مبرور من كتاب أو السنة الصحيحة، ولا يوجد مطلقاً في الكتاب ولا في السنة ما يمنع الحبيب من من القرآن أو تلاوته، وكذلك المرأة المخالف.

بل قد نجد في تضاعيف السنة ما يشهد لأصل في ذلك

مثلاً روى الإمام مسلم في صحيحه من حديث عائشة رضي الله عنها قالت (كأن رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل أحيائه) فهذا الكتاب في صفة السيرة عائشة في حديثها تشمل أحيان الرسول صلى الله عليه وسلم كلها أي سواء كان طاهراً أو غير طاهره سواء كان على حدث أصغر أو حدث أكبر، والذي يؤكد هذا المعنى العام في هذا الحديث حديث عائشة أنها هي أيضاً حدثت أن النبي صلى الله عليه وسلم كان قد يصبح أحياناً جب من احتلام، وفي رمضان يجد حرج عليه العجز وهو جسد من احتلام، فيصوم ثم يغتسل

ووجه الاستدلال بهذا: أما علم من أحدثه أخرى أيضاً أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ سورة، بارئاً، وكان لا ينام في كثير من لياليه حتى يقرأ سورة المومن، كدلت في بعض الأحاديث الحظ على قراءة آية الكرسي، ونحو ذلك من الآثار المعروفة في كتب الآثار. فلم يثنى ما يدل على أن الرسول صلى الله عليه وسلم في تلك الليلة التي كان ينام فيها جنباً كان لا يقرأ هذا الذي شرعه - - - - - صحيح - - - - - للمناس - - - - - يمرؤوه بين يدي أطبجناهم من نومهم

متفرقات، الألباني شريط رقم (٢٢٦)، سلسلة من الحديث والآثارنا جاز قراءة القرآن تلجيب الخائض أولى بالخوار

الافضل من - - - - - من الشهر [من الحديث الأكبر أو الأصغر] طهارة الكبرى أو الصغرى - - - - - على طهارة كاملة جنباً يريدون أن يذكروا الله - - - - - عروجل - لا سيما عند تلاوة القرآن

أما كتب الخائض والفساد فليس بإمكانهم أن يظهروا شرعاً، ولذلك فالرخصة فيها أقوى وأوضح وأظهر

متفرقات، الألباني شريط رقم (١)، سلسلة من الحديث والآثار وقال رحمه الله/ سلسلة الهدى والنور/ شريط رقم (١٣٦) /
عنداً هذه المرأة - الخائض - التي تريد - تصنع رأسها وساماً هكذا حكم بحكم - أما تقولوا شيء من آيات الله التي تخص بها - - - - - لا يا أخي امرأة وكذا ذلك لها أن تدعى المسجد و - - - - - مع انعطاف والدرسة كمان هذا مربوط بهذا، لكن أيضاً المرأة تكون جنب مثل الرجل، فتكون طاهر لكن جنباً، قال طاهر قبل للرجل، به - - - - - أحسن منه شرف - - - - - أثوب - - - - -
لكن لا تكون في حالة الحيض ما يستصحب أن يقول لها يهربي لأن الله عروجل ما أمرها أن تنظروا

وأنت تعرفون بها يحرم عليها الصلاة ويحرم عليها الصيام
من أين أخذنا تحريم الصلاة والصيام؟ من عندنا؟!
لا، من سريفة كتاب وسنة طيب بها جماعة هذا الصلاة وهذا الصيام حرام عليها الخائض
من أين أتيت أنه حرام عليها - - - - - تدخل المسجد؟ حرام عليها أن تقرأ القرآن - - - - -
أين النص الذي يحرم عليها شيء - - - - - مثل ما حرم عليها الصلاة والصيام ؟

ثم سقوا العرق. أمرها بقضاء الصيام ولم يحرمها قضاء الصلاة^١ فانصية من بهلها من أو
بهاولئك إنما هو الإتيان - تماماً -.

معنى قوله تعالى « لا يسه إلا المتطهرون » الجواب المقصود بالآية الملائكة وهو إخبار
عن الله - عز وجل - عن ملائكة، وليس هذا القرآن وإنما الذي هو في اللوح المحفوظ، فهذا
لمصحف الذي هو في اللوح المحفوظ لا يسه إلا المتطهرون. وهم ملائكة المعروب، فهذا
جملة خبرية وليست جملة إنشائية، يعني تصدر حكماً شرعياً، الله يتحدث عن الواقع، أن
القرآن الذي هو في كتاب المكنون، يعني اللوح المحفوظ، هذا لا يسه إلا المتطهرون وهم
ملائكة المعروب، أما المصحف الذي بين أيدينا فهذا اسمه الصالح والطالح والمؤمن
والكافر.

سلسلة الهدى وسرر الامام الثاني، شريط رقم (١)

وقال رحمه الله سلسلة الهدى وسرر الامام، شريط رقم (١٣٩)

أما بالنسبة للآية « لا يسه إلا المتطهرون » الحقيقة أن الناس اجتمعوا جداً عن فهم القرآن
كما أراد الله، وكما به عباد التفسير أول شيء ألتمت بتركهم إليه « لا المتطهرون » من
عن المسلمين على غير حباقة على طهارة كاملة، عن متطهرون^١ هذا له علاقة باللغة
العربية - مع الأسف - التي فيها العرب قبل الاعاجم، المتطهرون هم ملائكة المعروب، عن
مكتوب (قد كنا فعلاً كما أراد الله منا (متطهرون) فيه فرق بين مطهر وبين متطهر - إذ كان
فيكم شخص نرا اللغة العربية، وغيره وصرفه، ونرى غيره - وغيره اشتغال الكلمات
(المتطهر) من الله، ولذلك قال تعالى « لم نجده أبس على التقوى من أول يوم أحق أن نقوم
فيه فيه رجال نجون أن يتطهروا »

ما قال فيه رجال متطهرون، ما فيه رجال متطهرون، فيه رجال يتطهروا، فيه رجال
يتنزهوا فيتنظروا ويتطهروا، لكن الملائكة فقط هم المتطهرون. لأن الله وصفهم في القرآن
الكرام « لا يقضون الله ما أمرهم ويفعلون ما عزموا » ولذلك هذه الآية ليس لها علاقة
بموضوع من القرآن، فهذا يعني نسبة عنهم معنى هذه الآية للناس لأن الناس في جوارح
يعيدون كل البعد عن المعنى الصحيح لهذه الآية - أول خط - مسروا (مضروب) - (متطهرون)
هذا خطأ لغة وصرفاً، يقول الإمام ملاك في كتابه الذي هو من أصبح

الكتاب وهو "لوطاً" (أحسن ما سمعت في تفسير هذه الآية "لا يمسه إلا المطهرون" أنه كالشيء في سورة

عبس قال تعالى "كَلَّا بَلْأَنَّهُ تَذَكُّرٌ ۝ حَسْ شَاءَ ذِكْرُهُ ۝" في ضعيف منكرية متروكة مطهرة بأيدي سعة كرام برود (هؤلاء المطهرون هذه شهادة الإمام مالك الذي هو إمام دار الهجرة

والآية ط، مصلح أخرى، لكن يصفي إلا لمت "ظن من معنى الآية أن الله يحدث عن القرآن الموجود «من هو ثواب شجرة» في لوج محفوظ بهذا القرآن المجد في الروح المحفوظ لا يمسه ولا يمس به إلا خلقة الصالحين، هذا معنى هذه الآية الكريمة

من صبح حديث (لا أهل المسجد لحائض ولا جنب) ٢

الجواب ما صبح بل يقول أحمد: (حديث مكر)

فتاوى جده للإمام الألباني / شريط رقم (٥) /

رعد صعب الإمام الألباني هذا الحديث في صعب - س في داود

لمصدر: :: مدنى آفوات أهل السنة والجماعة ::

ويكن حديث حكيم بن حرام أخرجه الصبراني في الكبير " (ج ١ ٣٢٢ ١) وفي " لأوسط

" (ج ١ ٥ ٢ من الجمع بينه وبين "الصغير" والدراويهي (ص ١٥) والحاكم (١٨٥ ٣)

والألباني في " السنة (ج ١ ٨٤ ٢) من طريق سويد بن حاتم حدثنا مطر الخزاز عن

حسان بن دلال عنه قال لما بعثي رسول الله (صلى الله عليه وسلم) بن يمين قال " لا

من المراء إلا وبك طاهر " وقال الحاكم صحيح الإسناد " ورواه الذهبي وقد

جمعه لألباني في صعب الجامع (١١٤٣) وفي الزرواء قال شيخ حسين العريضة في

لوسوعة ونحو الخلاف ومواء فيما رأيت من نصيب على مهم حديث " لا يمس القرآن ولا

طاهر " وقد جاء من طرق عدة ضعيفة، لكن ضعفها يسير وبذلك بقيت الحديث مجموع

انطرق كذا ذكر شيخنا في " الزرواء (١٢٢) بيد أن الحديث جاء بضعف " وبك طاهر " من طريق

عثنان بن أبي العاص كذا في " الكبير " الصبراني وفيه من لا يعرف بوابي أبي داود في

" المصاحف وفيه أنه طاع بل في أسادهما كليهما، ساعيل بن رافع وهو ضعيف حفظ كذا

قال الحاكم رحمه الله وبنيه شيخنا في " الزرواء " أما حديث ما رواه عمرو بن حرم فقد جاءه

لا شك أن النبي صلى الله عليه وسلم كُتِبَ له وهو أيضا قول سنان: «فارسى وعبد الله بن عمر وغيرهما، ولا يعلم طمعا من الصحابة بخلاف»^١
وقال -رحمه الله- (٢٨٨، ٢٩١): «وأما من المصحف والمصحح به يجب له الوضوء كقول جمهور وهذا هو المعروف عن الصحابة سعد وسلمان وابن عمر»

وقد كتب أمير يقول الإمام الألباني -رحمه الله- لحسن هناك بحث هام مما جاء معه لصدر وشرح لعدم جواز مس المصحف إلا على طهارة، وهو لشيخ محمد بن عمر -وفيه الله-
أنفه كاملاً -لهائدة- (ورب حامل فقه ليس بعقيد، ورب حامل فقه إلى من هو أفقه منه)
قال في كتابه التلخيص المرجح في مسائل الطهارة والصلاة: (٩١-٨٢):

٨٢-٨١

د-ألة [٨]

هل يجوز للمسحوق من المصحف؟

عن عبد الله بن أبي بكر بن حرم أن في الكتاب الذي كتبه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لصبر بن حرم: «أن لا تمس القرآن إلا طاهر»^٢
والحديث يدل على تحريم مس المصحف للمسحوق، وعلى هذا المذهب الأربعة لجمهور الصحابة
والأئمة، والشافعية والحنابلة.
قال عون الدين يحيى بن هبيرة (ت ٥٦ هـ) -رحمه الله-: «أجمعوا على أنه لا يجوز لمسحوق من المصحف»^٣ اهـ

فتى: يمسى اتفاق أصحاب المذاهب الأربعة وإلا عند خالف الظاهرية

قال ابن حرم (ت ٦٥٦ هـ) -رحمه الله-: «قرأه القرآن والسجود فيه ومس المصحف وذكر الله تعالى جائز كل ذلك بوضوء ونعير وضوء، والمحب والمحاض
ويرهاى ذلك أن قراءة القرآن والسجود فيه ومس المصحف وذكر الله تعالى أعمال خير
ممدوح إليها ما جاور فاعلمها من ادعى المنع فيها في بعض الأحوال كلف أن يأتي بالبرهان
ثم قال: وأما من المصحف فإن الآثار التي احتج بها من لم يحرم للمسحوق منه فإنه لا يصح
منها شيء»^٤ اهـ

ومضى هذا أن البراءة الإلهية مستصحية ما دام لم يصح شيء يسع التحديث من من المصنف

ممن آتت نصيحتي صح حديث "لا يسر القرآن إلا طاهر؟"

فاجواب كل يسعي أن يسلم القول إلى دلالة حديث "لا يسر القرآن إلا طاهر"، ونسب لوروع في ذلك بأن لفظ "طاهر" لفظ مشترك يُطلق على الطاهر من الحدث الأكبر والطاهر من الحدث الأصغر، ويطلق على المؤمن وعلى من ليس على يديه نجاسة ويحمله على أحد هذه المعاني لا يُدله من قرينة

لحديث والذي يترجح عندي - والله أعلم - تحريم من المصنف من الحديث حدثاً أصغر أو أكبر؛ وذلك للأمر التالية.

١- أن الحديث دليل على تحريم من المصنف من غير الطاهر، ولا بدح منه أن اسم (طاهر) من غير مشترك اللفظي لأنه لا مانع من من الحديث ما على جميع معانيه فلا يجوز من المصنف من المشترك، كما لا يجوز منه من السلم التحديث حدثاً أكبر أو أصغر وقد قال ابن تيمية (ت ٧٢٨ هـ) - رحمه الله - "اللفظ المشترك يجوز أن يُراد به معنيين قد جُوز ذلك أكثر الفقهاء المالكية والشافعية والحنبلية وكثير من أهل الكلام" اهـ وقال شوكانى (ت ١٢٥٠ هـ) - رحمه الله - "حمل المشترك على جميع معانيه هو المذهب الأقوى" اهـ.

٢- وأن هذه المسألة لا تعلم فيها خلافاً بين الصحابة والتابعين أنه لا يجوز لمن المصنف من من يحسن على طهارة.

قال إسحاق ثمروري "قلت (يعني لا محمد بن حبيب) من يقرأ الرجل على غير وضوء؟ قال: نعم، ولكن لا يقرأ في المصنف ما لم يتوضأ.

قال إسحاق [ابن راهويه]: كما قال لما صح قول النبي صلى الله عليه وسلم "لا يسر القرآن إلا طاهر"، وكذب فعل صاحب السبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وهذا نص من إسحاق بن راهويه - رحمه الله - على فعل الصحابة والتابعين بلا خلاف وقال ابن تيمية (ت ٧٢٨ هـ) - رحمه الله - "هذا الحكم جاء عن خفي عن تابعين من غير خلاف يُعرف عن الصحابة والتابعين، وهذا يدل على أن قلت معروفاً [كذا] بينهم هـ

٣٠ وموه - تعالى « لا يمسئ إلا المطهرون » [الواقعة الآية ٧٩] « فإن هذه الآية تصحيح
فيها من لمراء بها اللوح المحفوظ الذي في السماء كما قال مالك (ت ١٧٩ هـ) - رحمه الله -
"أحسن ما سمعت في هذه الآية « لا يمسئ إلا المطهرون » [الواقعة الآية ٧٩] « ما هي بمسئلة
هذه الآية نسي في عيسى وبوسى (آية هم ١١-١٦) قول الله - يبارك وتعالى « لا إله إلا أنا تذكيرة
- من شاء ذكره - في ضحج مكرمو - مرفوعة مطهرة - بأيدي سعة - كرام بررة » [عيسى
الآيات ١٦-١٧] اهـ وكما مرره ابن بسية - رحمه الله - من سعة وجوه

ويمكن هذا لا يمنع صحة الاستدلال بها على تحريم لمس المصحف للكافر والمسلم المحدث
حدثاً أصغر أو أكبر، أو على بطله فحاشة

وجوه الاستدلال بها كما قال ابن بسية - رحمه الله - قال القرطبي الذي في اللوح المحفوظ هو
القرطبي الذي في المصحف كما - الذي في المصحف هو الذي في هذا المصحف بعينه سواء
كان لمس روقاً أو أذهباً أو حجرًا أو لحافاً. فإذا كلف من حكم الكتاب الذي في السماء أن لا
يمس إلا المطهرون - وجب أن يكون الكتاب الذي في الأرض كذلك لأن حرمة كبريته
والمسح الكتاب اسم جس مع كل ما فيه من ماء في سماء وفي الأرض، وقد أوحى
نبي الله - صلى الله عليه وسلم - « رسول من الله يشتر ضحجاً مطهرة - فيها كسب لينة » [البقرة
الآيات ٩-١٠]، وكذلك قوله - تعالى - « مرفوعة مطهرة - بأيدي سعة - كرام بررة » [عيسى
الآيات ١٦-١٧]، فوضعا أنها مطهرة فلا يصلح للمسح بها، وكذلك لا يجوز أن يمس بعض
عائده بحاسة ولو غش - موضعين بعض مضافه لم يحرله منها حتى يحكم طهارته، ولو كانت
الحاسة تسمى عضو جار منه بغيره لأن حكم الحاسة لا يعتمد بحله، ويجوز بتسميم حيث
يشعر كما يجوز بالتوضؤ له.

قلت ويدل على صحة الاستدلال ما ذكره ما جاء عن عبد الرحمن بن بريد قال: كنت
مع سلمان في سفر فأتوا بعض حاجته ثم جاءه فقلت أي أبا عبد الله ثوبه بعلت أمك
عن أبي من العرب، فقال: سلوني فربي لا أمه به لا يمس إلا المطهرون، فسأله فقرأ عتب
قبل أن يتوضأ *

فهذا سلمان عارسي يسأله على ذلك ما لا يملكه والله أعلم

فولان محل دليل الاستصحاب عند عدم الدليل من الكتاب والسنة والإجماع والقياس، وه
قام المسيل من نقرأ العظيم والسنة النبوية المظهره والإجماع السكوني

قال ابن سبويه (ب ٧٢٨ هـ) - رحمه الله - "مس المصحف بشرط له الشهادة الكبرى والصغرى عند جماهير العلماء، وكما دل عليه الكتاب والسنة وهو ثابت عن سلمان وسعد وغيرهم من الصحابة وخزعة المصحف أعظم من حرمة المسجد". اهـ

وما ورد في حديث هرون بن كعب بن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتاباً حسنة آيات من القرآن الكريم لا يصلح للاستدلال به على جوار من المصحف لمحدث؛ لأن البحث في مس المصحف لا في مس كتاب فيه آيات قليلة من القرآن العظيم، ثم البحث في مسه إذا أحدث هل يجوز. يمس المصحف بما الحديث (حدث هرون) بما هو في الكفر يمس كتاباً فيه آيات من القرآن العظيم

ود مع اقتباس

الموقع الرسمي لمطبعة الشيخ أبي عبد العزيز محمد علي موكوس - مطبعة الله -

المسوى رقم ٨٣١

المسند فتاوى الطهارة

في تنبيه الاستدلال بمحدث "العلمي ما يصحله الحاج وعلى عدم اشتراط طهارة لمخاطب في مس المصحف

السؤال

ما جوابكم فيمن استدلل على عدم اشتراط جهارة مس المصحف لمخاطب واخبرنا واحداث بقوله صلى الله عليه وآله وسلم لعائشة رضي الله عنها في حجة الوداع ما حاضرت "لمعني ما بمنعة الحاج غير أن لا تكوي بالبيت" (١) على أنه أبيع لها ما أبيع لدهج ولم يرد فيه الخطر من مس المصحف للمخاطب؟

الجواب

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على من أرسله الله رحمة للعالمين، وعلى آله وصحبه وإخوانه إلى يوم الدين، أما بعد:

فإن النبي صلى الله عليه وآله وسلم علق حُكْمها بوصف "الحاج" لبيان ما يجوز فيه التحدث لمخاطب الشجرة وما تجزئ عليها، ولا يحتاج المقام حاليئذ إلى بيان حكم مس القرآن لأنه ليس من شعائر الحج ومسكه مثله أنه ليس من لوازم الحج كصوم الحاج، فإنه يصح صومه منه دون المخاطب - كما هو معلوم

ومع ذلك لم يسج النبي صلى الله عليه وآله وسلم عاقبة وصي الله عنها منه في الحديث السابق ولا يصح ذلك جواراً لها غاية ما في الأمر أنَّ النبي صلى الله عليه وآله وسلم في معرض بيان خصوص ما يتعلق بسانت الخلق للحائض الشحيحة وأمر للصوم وسبق القرآن ليس من متعلقاته صحة ربطاً وعليه فإنَّ السكوت عن من المصحف في الحديث ليس دليلاً في المسألة ولا نصاً في إباحته

وبو شتم جواره فإنه يستدل عليه بمرور الحديث مطلقاً مقرراً للبراءة الأصلية ومبنيهاً وقد جاء ما بعد تنقيده بما ثبت من حديث عمرو بن حزم في كتابه «لا يمس القرآن ولا ظاهره» (٢).

فهو غير ناقل عن أصل البراءة والناقل عنه أؤلى بالتقديم (٣)، لما يفيد من حكم شرعي ليس مروجاً في الخبر النصي للبراءة الأصلية، وما كان كذلك فهو أولى بأن تُشخص الدقة به، خاصة إذا أعاده المحكم الرسمي الجديد بحظوظه، لا تقدر أصولياً بأن «الدليل لما يطر مقدم على غيره»، إذ ترك الشرح لاجتناب المحرّم أولى من عكسه

والعلم عبد الله تعالى، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على نبينا محمد وعسى آله وصحبه وإخوانه إلى يوم الدين وسلم تسليماً

الجزائر في ٢٣ المحرم ١٤٢٩

الموافق له ٣١ جانفي ٢٠٠٨م

١- مذهب عليه أخرج البخاري في «صحيحه» كتاب الحيض، باب بعضي الخائض يمس كتابها إلا الصوف (٢٩٩)، وسلم في «صحيحه» كتاب الحج، باب بيان وجوه الإحرام ومن يجوز فرد الحج (٢٩٩)، من حديث عائشة رضي الله عنها

٢- أخرجه مالك في «الموطأ» كتاب المرأة، باب الأمر بالوجود من من العرب (١٦٦) والدرمي في «سننه» (٢١٨٣)، والسنائي في «سننه» كتاب بقائه، باب ذكر حديث

(١٨٥٢)، والمحكم في «مسند» (١٦٨)، واليعني في «مسند الكري» (١١)، قال ابن عبد البر في «المعجم» (٣٣٨، ١٧) «وهو كتاب مشهور عند أهل السير، معروف ما فيه عند أهل العلم معرفة استعمي شهرتها عن الإسناد لأنه أشبه بالتواتر في مجيئه لتلقي الناس له بالقبول»، ونقل الحافظ في «تخفيض الخبير» (١٧٢)، أن جماعة من أهل العلم صححوه لا من

باصور ہے صحیح کو چوتھے وقت کی تک و ضرورت کرنے میں اختلاف ہے جبکہ دوسرے کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں اور مروی حزم سے مروی حدیث میں لفظ طاهر کو اللہ مشترک کے تحت عموم میں داخل کرتے ہوئے طاهر کے مفہوم میں باصور ہونا بھی شام کی کیا ہے محققین کے پاس تاہم شیخ ابیہ نے الحوسن لا تنقص دلی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جواب دیا ہے یہی وجہ ہے جب دونوں طرف دلیل دینا قنات قوی ہو جائے ہیں تو احتیاط والا راستہ آپنا چاہیے۔ وھذا علم

۱۰۰۔ کہنے والے ہیں کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے

ایک سوال اور اس کا جواب

((عندما مدرسة أفعال يعضون القراء ولا يتركهم لالتزام

بالصناعة داناء، هل يلزم الأفعال الوضوء لمس المصحف))

سوال: ہمارے یہاں بچوں کا مدرسہ ہے جس میں بچے قرآن حفظ کرتے ہیں اس بچوں کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ بیش با وضوء رکھیں (تو سوال یہ ہے کہ کیا بچے بغیر وضوء قرآن مجید کو پڑھ سکتے ہیں؟

حيث الإسناد بل من حيث شهرته، كما ذكره الريلعي في "مصباح الراية" (١٩٦١) حجة من الطرق والشواهد

۳۰۰ھ عند جمهور الأصوبين، وذهب المعمر الرازي إلى تقديم ما كان مفترقاً لحكم البراءة، على ما كان ناقلاً عنها، واختار البصاري لاعتقاده المفترق بدليل الأصل نظر "المعوية" للشيرازي (٢٧٦)، "ماحصل" للمعمر الرازي (٥٧٩، ٢٧٢)، "روضه الناصر" لابن قدامة (١٦١٢)، "شرح تكميل الفصول" للفرافري (١٢١)، "المسودة" (٢١٢)، "الإيجاد" لـ مكي و سہ (٢٣٣)، "نهاية النول" للإسوي (٢٢٢)، "تقريب الوصول" لابن حري (١٦٦)، "الرشاد المفحول" للشوكاني (٢٧٩)، "نصر المسودة" للعلوي (٢٩٩)

(حدیث زید بن اسلم)

((أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْعَا بِلَالًا، فَقَالَ يَا بِلَالُ
بِمَ مَبِغْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَبِغْتُ حَشْحَشَتَكَ
أَمَامِي، دَخَلْتُ الْيَارِاحَةَ الْجَنَّةَ فَمِغْتُ حَشْحَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ
عَلَى قَضِرٍ مَرَجٍ مُشْرِفٍ مِنْ دَهَبٍ فَقُنْتُ لِمَنْ هَذَا الْعَصْرُ؟ فَقَالُوا
لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ أَنَا عَرَبِي، لِمَنْ هَذَا الْعَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ
مِنْ قُرَيْشٍ، قُلْتُ أَنَا قُرَيْشِي، لِمَنْ هَذَا الْعَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةٍ
لِخَتَبٍ، قُلْتُ أَنَا لِخَتَبِي، لِمَنْ هَذَا الْعَصْرُ؟ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،
فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَكُنْتُ قَطُّ إِلَّا صَبِغْتُ رُكُوعَتَيْ، وَمَا
أَصَابَنِي حَدٌّ قَطُّ إِلَّا قَوَّضْتُ عَنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ بِلَهَ عَلَيَّ رُكُوعَتِي،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَهَا»))

کہ رسول اللہ ﷺ نے ((ایک دن)) صبح کی قریب کو بلایا اور چہما: "بلا! کیا وہ ہے کہ
تم جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے؟" کہی ایسا نہیں ہوا کہ میں جنت میں داخل
ہوا ہوں اور اپنے آگے تمہاری کھڑاؤں کی آواز نہ سنی ہو۔ آج رات میں جنت میں داخل
ہوا تو (آج بھی) میں نے اپنے آگے تمہارے کھڑاؤں کی آواز نہ سنی، پھر سونے کے ایک
پہر کو رہنہ گل پر سے گزرا تو میں نے چہما کہ یہ گل کس کا ہے؟" فرشتوں نے کہا: یہ
ایک عرب آدمی کا ہے، تو میں نے کہا: میں (بھی) عرب ہوں بتاؤ یہ کس کا ہے؟ تو میں
نے کہا: یہ قریش کے ایک شخص کا ہے، میں نے کہا: میں (بھی) قریشی ہوں، بتاؤ یہ گل
کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ عمر بن الخطاب کی امت کے ایک مرد کا ہے، میں نے کہا: میں محمد
ہوں، یہ گل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب کا ہے، بلال نے کہا: اللہ کے
رسول! ایسا کبھی نہیں ہو کہ میں نے اذان دی ہو اور دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور نہ کبھی
ایسا ہو کہ مجھے حدیث لاحق ہو اور میں نے اسی وقت وضو نہ کیا ہو اور یہ نہ سمجھا ہو

کہ اللہ کے لیے میرے اوپر دو رحمتیں (واجب) تھیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”سین دوس رکعتوں (یا سنتوں) کی وجہ سے (یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے)۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وہی الباب عن جابر، ومعاذ، وأنس، وأبي هريرة، أن النبي صلى
 الله عليه وسلم قال: رأيت في الجنة قصرًا من ذهب، فقلت: من
 هذا؟ فعمل يقرئ الخطاب قال أبو عيسى هذا حسن صحيح
 غريب، ومضى هذا الحديث أني دخلت الباحة الجنة فبقي رأيت
 في السام كأنني دخلت الجنة، هكذا روي في بعض الحديث، ويروى
 عن أبي عثمان أنه قال: رُوي الأثنياء وخفي))

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اس کا یہ سن جا رہا ہوں، اس اور ابو ہریرہ سے بھی مروی
 ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت میں سورہہ کا ایک ٹکڑا دیکھا تو میں نے کہا:
 یہ کس کا ہے؟“ کہا گیا یہ عمر بن خطاب کا ہے، حدیث سے الفاظ ”نبی دخلت الباحة
 الجنة“ کا مطہر یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں جنت میں داخل ہو ہوں،
 بعض روایتوں میں ایسا ہی ہے، لیکن محاسن سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یہاں کے
 خواب ہی تھے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب۔ عمر بن خطاب کے مناقب
 کا بیانیہ، حدیث نمبر: 3689، فتح البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ترجمہ: ”حدیث“، تنویر بہ
 المؤلف [تحفة الأشراف: 1966]، ومسند احمد [360، 354/5] صحیح))

یہ حدیث صحیح بخاری (1149) اور صحیح مسلم (2458) میں بھی ہے اور اس
 کے رد میں سیدنا ابو ہریرہؓ ہیں لیکن سنیوں میں یہ الفاظ نہیں تھے: ((وما أصابني حدث قط إلا

توضیحات)) "اور یہ بھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے حدیث مانتی جو اولاد میں نے اسی وقت وضو نہ کر لیا ہو" البتہ یہ الفاظ سنن الترمذی میں موجود ہیں جیسا کہ ماہر سنن الترمذی کی حدیث گزرنیکی ہے امام ابن خزیمہ نے بھی یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے اور الفاظ وہی ہیں صحیحین کے لئے۔

شیخ الہمامی رحمہ اللہ کا قول:

((ابوصوہ عند کل حدث لحدیث یوریدہ من الخصیب قال أصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً مدعاً بلالاً فقال: "یا بلال بما مسقتنی من الجنة؟" إني دخلت البارحة الجنة فسمعت حشختنت أمانی؟" فقال بلال: "یا رسول اللہ ما أدب قط إلا صلبت رکعتین ولا أصابني حدث قط إلا توصاب عنده فقال رسول اللہ "صلى الله عليه وسلم "لهذا" رواه الترمذی والمحاکم وابن خزيمة في "صحیحة" وسأده صحیح علی شرط مسلم واقتصر الفمذری علی عروہ لابن خزيمة وحده وهو قصور))

یعنی کہ جب بھی وضو کرنے و صو کرنا اس بات کی دلیل سیدنا، یہ دن انھیں کی حدیث ہے، یہ تاریخہ من انھیں انھیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ایک دن صبح کو بلال کو بلایا اور پوچھا: "ہلال! کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے؟" بلاشبہ پہلی رات میں (غراب میں) جب جنت میں داخل ہوا تو تمہارے کھڑاؤں کی دواز اپنے آگے تھی، سیدنا بلال کہتے ہیں کہ اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی میں اذان دینا ہوں وہ رکعت نماز ادا کرنا شروع کر دیتا اور جب بھی میرا وضو کرنا ہے میں اسی وقت وضو کر دیتا، تاہم چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال سے ارشاد فرمایا: ہاں ہی لئے اس حدیث کو امام الترمذی رحمہ اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں

نقل کیا ہے اور اس حدیث کی مناد امام مسلم سیوطی کی شرط پر صحیح ہیں، امام منذری سیوطی نے اس حدیث کی نسبت صرف امام ابن خزيمة سیوطی کی طرف کی یہ سن کی لفظی ہے۔
(امام السیوطی، تصحیح علی فتح الدین لاہوری، صفحہ 111، "وسن بدستقیمہ" موضوعہ "الناشر دار اریہ")

غصہ کلام

جب بھی دشمنوں نے دشمن کو ناستنب ہے بعض لوگ اس میں لالو کا ذکر کرتے ہیں لہذا وہ میٹ یا دشمن پر زیادہ زور دیتے ہیں چنانچہ کسی طرف کا مل صحیح نہیں ہے میٹ یا، صورتاً فرس نہیں ہے البتہ کوئی کر اس کو اختیار کرتا ہے تو یہ اجر و ثواب کا باعث ہے یا رحمت اور برکت کا ذریعہ ہے۔ واللہ اعلم

15- طواف کعبہ کے لئے وضو

- 1) طواف کعبہ کے لئے وضو کے شرط ہونے کے بارے میں علمائے کرام کے دو موقف پائے جاتے ہیں۔
(1) اکثر علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ وہ طواف کرنے کے لئے وضو شرط ہے۔
- (2) بعض علمائے کرام طواف کعبہ کے لئے وضو کو لازم ہار شرط قرار نہیں دیتے۔

قول اول

کعبہ کے طواف کے لئے وضو واجب کہتے ہوئے علماء کی دلیل

طواف کعبہ کے لئے وضو مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ۱۰۰۰ بن ویر سیوطی کہتے ہیں کہ یہ کریم ﷺ نے جیسا کہ معاذ مہرے کا کیا تھا مجھے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عجمی نے اس کے متعلق خبر دی:
(اِنَّهُ اَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ جِئِينَ قَدَمِ اِنَّهُ تَوَضَّاءُ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ))
کہ جب آپ ﷺ مکہ معظمہ آئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا،
پھر کعبہ کا طواف کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الطواف علی وضوء۔ (مہربان) طواف وضوء کے لئے کہ حدیث
نمبر: 1641۔ صحیح مسلم: 1235 [3001])

قول فانی

کتاب کے طواف کے لئے وضوء فرض کیجئے۔ وضوء کے لئے وضوء کی ضرورت ہے

طواف نماز کے مثل ہے جیسا کہ نماز کے لئے وضوء شرط ہے اسی طرح طواف کے لئے بھی وضوء شرط ہے
جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں: "فقد ائدنا ابن عباس جرحہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے
ارشاد فرمایا:

مکی دلیل: (حدیث ابن عباس جرحہ)

((الطواف حول البیت قبل الصلوة إلا أنکم تتكلمون فيه، فمن
تكلم فيه، فلا يتكلمن إلا بخير))

"بیت اللہ سے نماز طواف نماز کے مثل ہے، طواف اس میں تم بول سکتے ہو (جب کہ نماز میں
تم بول نہیں سکتے) تو جو اس میں بولے وہ زبان سے اچلی بات ہی کہے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الحج، باب ما جاء في الكلام في الطواف۔ طواف کرتے وقت بات
چیت کرنے کا بیان، حدیث نمبر۔ 960، شیخ الہمامی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ تخریج
حدیث "تعدد به المؤلف [تحفة الأشراف: 5733] [صحیح] قال الشيخ
الاسہامی صحیح، الإرواء [121]، المشكاة [2576]، التعلیق الرغیب [2] [121]،
التعلیق علی ابن خزيمة [2739])

چنانچہ طواف کے لئے وضوء لازم ہے بے وضوء طواف کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح
حالت جنابت میں بھی طواف سے روکا گیا اور اگر کوئی عورت حیض و عتاس میں مبتلا ہوگی تو وہ طواف

کو چھوڑ کر، مگر مائیک جی ۱۱ سرسٹی ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔
 دوسری دلیل: (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

((قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَخْلُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفِّ وَالسُّرَّةِ
 - قَالَتْ - فَتَكُونُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ
 أَفْقُطِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَائِضُ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي))

"کہ میں مکہ آئی تو اس وقت میں حائض تھی، اس لیے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صفا
 مردہ کی سی، ام المومنین سیدہ عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے اس کی شکایت رسول اللہ
 ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرف دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی سی
 طرح (ارکان حج) ادا کر لو، ہاں بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہ کرنا۔"

(حج بخاری، کتاب الحج، باب ثَقُصِي الْحَائِضُ التَّيَامُمُ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ، وَإِذَا
 سَمِعَ عَلَى غَيْرِ وَضُوهُ بَيْنَ الصَّفِّ وَالسُّرَّةِ - تَحْضِيءُ دَلِيلُ عَمْرِاتِ بَيْتِ اللَّهِ كَطَوَافِ كَعْبَا
 قَامِ ارْكَانِ حَجَّاءَ، حدیث نمبر: ۱۶۵۰، الحج مسلم: ۱۲۱۱ [2919])

حج و عمرہ سے متعلق تمام تفصیلات کے لئے آپ ہی کی کتاب "حج و عمرہ قرآن و سنت کی روشنی میں"
 ملاحظہ فرمائیے۔

تیسری دلیل: (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما)
 سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((أَقْلُوا الْكَلَامَ فِي الطَّوْافِ، فَإِنَّا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ))
 "کہ طواف کے دوران باتیں نہ کرو یا تھو تھو کر ملازمت نہ کرو۔"

(مسائل النساء، کتاب النکاح، باب: إِتَاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوْافِ - دوران طواف بات چیت
 کے جوہر کا بیان، حدیث نمبر: 2925، شیخ الہمامی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "صحیح للإمام موقوف" کہ یہ حدیث

موقوف ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ بحریج الحديث "تعدد به سبباً" وصرحاً قبلہ (صحیح الإسناد) ۲

دو روزہ طواف کے احکامات عطف پر

جن علوئے کرام نے طواف کے لئے وضو کو فرض نہایت وہ یہ کہتے ہیں کہ طواف نماز کے مثل سے جیسا کہ اوپر دو بیٹیں گر چکی ہیں یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ طواف بالکل نماز کی طرح نہیں ہے بلکہ نماز اور طواف کے احکامات الگ الگ ہیں مثلاً:

- (۱) نماز میں بات کرنا منہوت ہے لیکن دوران طواف بات کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔
 - (۲) نماز کے دوران اگر کسی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس کے لئے پوری نماز کو دہرانا فرض ہے لیکن اگر دوران طواف کسی وجہ سے گر کسی کا وضو ٹوٹتا ہے تو طواف کرنے والا وضو کے بعد جہاں سے اس نے طواف چھوڑا تھا وہاں سے دوبارہ طواف مکمل کر سکتا ہے۔
 - (۳) اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ دوران طواف اگر کسی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو دوبارہ طواف مکمل کرنے کے بعد وضو کر کے اور کثرت نماز ادا کر لے تو اس کا طواف مکمل ہو جائے گا۔
- ہذاً اقرار اور طواف کے احکامات الگ الگ ہیں۔

طواف کے لئے وضو کے بارے میں علوئے کرام کے اقوال

ہم ان حضرات سے

((وَأَلَدِي أَطْلَقَهُ أَفْضَحَابُ أَنَّهُ لَوْ لَاقَى النُّحَاسَةَ بِيَدِهِ أَوْ تَوْبَهُ أَوْ

مَشَى عَلَيْهَا غَفَا أَوْ سَفَرًا لَمْ يَصِيحْ طَوَافًا))

میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصحاب کہہ جاتے تھے کہ (طواف کے لئے طہارت شرط ہے) اگر کسی شخص کے جسم پر یا چیزوں پر جائے یا نچاے میں جاس تک جائے تو اس کا طواف صحیح نہیں ہو گا (یہاں تک کہ وہ طہارت حاصل نہ کر لے)

(المحکم شرح المہذب للنووی، 8، 15، کتاب الحج، "صعة الطواف الکاملة"، الناشر: دار الفکر)
المیری، القاری

علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول:

((وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا بُعْدَ بِطَوَافِ الْمَسْجِدِ، إِلَّا بِطَوَافِ بِالْبَيْتِ بِمَسْرُوعَةِ الصَّلَاةِ مِنْ حَيْثُ لَهَا بَعْدُ مُتَعَلِّقَةٌ بِالْبَيْتِ))

ام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسجد کی حالت میں ہے، وضو طواف کر رہے تو اس کا طواف شریف نہیں کیا جائے گا یہ نہ کہہ کا طواف نماز کے عینا ہے اور یہ بیت اللہ سے متعلق عبادت ہے۔

(مبسوط للسرخسی، 4/38، کتاب النکاح، باب الطواف، الناشر: مطبعة السعادة، مصر)

شیخ بن شمیم رحمہ اللہ کا قول:

شیخ بن شمیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ طواف نماز سے مشروط نہیں ہے:

((وَمَا لَا يَصِحُّ أَنْ يَقَالَ إِنَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْكَلَامُ، وَدَلِيلُ أَنَّهَا يَخَالِفُ الصَّلَاةَ فِي أَشْيَاءَ كَثِيرَةٍ سَوَى لِكَلَامِ))

یہاں یہ یہ کہہ صحیح نہیں کہ کہہ کا طواف بات چیت کر کے کو چھ: ذکر نماز کے عینا ہے صرف اس میں کام کرنے کی بات نہیں ہے۔ نہ بہت سہی لکھی چیز ہے جو طواف کو نماز سے الگ کرتی ہے:

❖ من دلت أنه لا يشترط فيه العياد، والصلاة يشترط فيها العياد، أي لو طاف يزحف فإن طوافه صحيح.

❖ ومن دلت أنه لا يشترط له تكبير، والصلاة يشترط لها تكبيرة الإحرام.

❖ ومن ذلك أنه لا يشترط له استقبال القبلة، بل لا بد أن يكون البيت عن يساره.

❖ ومنها أنه لا تشترط فيه القراءة لا الفاعحة، ولا غيرها، بل لا يس فيه أن يقرأ الفاعحة بعينها وصورة معها.

❖ ومنها أنه ليس فيه ركوع ولا سجود، ولا يجب فيه تسبيح

❖ ومنها أنه يجوز فيه الأكل والشرب، والصلاة لا يجوز فيها الأكل والشرب

❖ ومنها أنه لا يبطئه الصلح، والصلاة يبطئها نصحت

❖ ومنها أنه لا يشترط فيه الموالاة على رأي كثير من العلماء، والصلاة تشترط فيها

❖ ولو ثبت تأملته لوحده أنه يخالف الصلاة في أكثر

(أشرح تحت كل ما استخرج من المشي ٢٠٦/٢٦٠) "باب دخول مكة ومن ترك شيئا من الطواف أو لم يسو أو نسكه أو طاف على الشاذروان أو جدار حجر أو عريان أو نحس لم يصح" (المشتر: دار ابن الجوزي)

إمام السجدة السنية قال:

((والذين أوجبوا الوضوء للطواف ليس معهم حجة أصلاً فإنه لم ينقل أحد عن النبي صلى الله عليه وسلم لا بإسناد صحيح، ولا ضعيف أنه أمر بالوضوء للطواف مع العلم بأنه قد حج معه حلائق عظيمة وقد ائتمروا عمراً متعديداً والناس يفتخرون معه فلو كان الوضوء فرضاً للطواف لنبه النبي صلى الله عليه وسلم تباركاً عما ولو نبه لقل ذلك المسلمون عنه ولم يهملوه ولكن ثبت في

الصَّحِيحُ أَنَّهُ لَنَا طَافٌ تَوْضُاً وَهَذَا وَخَذَ لَا يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ فَإِنَّهُ
قَدْ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِكُلِّ صَلَاةٍ وَقَدْ قَالَ لِي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ اللَّهَ إِلَّا عَنِ
طَهْرٍ قَبْلَ تَبَيُّنِ لِرَدِّ السَّلَامِ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهُ "لَنَا خَرَجَ
مِنَ الْخَلَاءِ وَأَكَلَ وَهُوَ مُتَحَدِّثٌ جِبِلُّهُ أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ قَالَ مَا أَرَدْتُ صَلَاةً
فَاتَّوَضَّأَ" يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا إِذَا أَرَادَ صَلَاةً وَأَنْ
وُضُوءُهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ لَيْسَ بِوَاجِبٍ))

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ طواف کرنے کے لیے وضو کرنا فرض ہے، ان کے پاس کوئی دلیل
نہیں ہے کیونکہ کسی نے صحیح یا ضعیف سند سے ساتھ اس طرح کی کوئی روایت نقل نہیں کی
جس میں نبی کریم ﷺ نے طواف کرے کے لیے وضو کا حکم دیا ہو یہ بات واضح ہے کہ
آپ ﷺ کے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام حضور ﷺ سے حج کیا، آپ ﷺ نے کئی بار
حرمہ بھی ادا فرمایا اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ حرمہ بھی ادا کیا، چنانچہ اگر طواف
کے لیے وضو فرض ہو تا تو نبی کریم ﷺ یہ بات تمام صحابہ کرام کو بتا دیتے، ورنہ اس کا حکم
فرد دیتے اور صحابہ کرام اس حکم کو آئے دے لوگوں تک پہنچا دیتے اس حکم سے غفلت نہ
برتنے اور نہ صحیح بخاری و مسلم (جس ہے) (اِنَّهُ لَنَا طَافٌ تَوْضُاً) جب آپ ﷺ نے
طواف (کا اردو) کیا تو وضو فرمایا یہ حدیث طواف کے لیے وضو کے واجب ہونے پر دلالت
نہیں کرتی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تو وضو کیا کرتے تھے
اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اہمیر
طہارت کر دوں چنانچہ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے لیے تیمم فرمایا تھا، اور یہ بات
صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیت المقدس سے نکلے آپ ﷺ حدیث
سے تھے آپ ﷺ نے کہا: "اَلَا يَأْتِيْكُمْ بِكُلِّ صَلَاةٍ" سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ وضو
فرماتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے نماز کا ارادہ ہو گا تو میں وضو کروں
گا، لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب تک کوئی نماز کا ارادہ نہ کرے اس پر وضو نہیں ہے

اور نبی کی ہر چیز کے لئے وضو فرض ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ 21 274-273: "باب بواقص الوضوء مسئل عما تجب له طهارتان العین والوضوء والخلاقی فی ذلك، انشر: مجمع الملک فیہ المجلد المصنف الشریف، البدیع النور، السعودیہ)

((س. الأح اندی رمز لاسمہ. ق ن ع من القاهرة یقول فی سؤال له رجل شرع فی الطواف فخرج منه ریح، هل یلزمه قطع طوافه أم یستمر؟))

سوال: اگر کسی شخص کی دوران طواف ہو اچانک ہو جائے تو کیا وہ اپنا طواف جاری رکھے یا اس کو چار کرے؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا قول:

((ج إذا أحدث الإنسان فی الطواف بریح أو یوں أو می، أو مس مرج أو ما شیه ذلك انقطع طوافه كالصلاة، یدھب فیتطھر ثم یستأنف لطواف، هذا هو الصحیح، والمسألة فیہ خلاف، یکن هذا هو لصواب فی الطواف والصلاة، جمیعاً لعموم اللفظ صلی اللہ علیہ وسلم. "إذا مس أحدکم فی الصلاة فلیتصرف، ویبتوضأ، ویعید الصلاة" رواه أبو داود، وصححه ابن خریمة، ونظاف من جس الصلاة فی الحسنة، یکن لو قطعه لحاجة مثلاً، کمن طاف ثلاثة أشواط ثم أقیمت الصلاة فإنه یصلی ثم یرجع فبدأ من مكانه ولا یلزمه الرجوع))

جواب: اگر کسی شخص کی طواف کے دوران ہو اچانک ہو جائے یا پیشاب یا کسی نکل جائے یا دو پتی شرمگاہ کو چومے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنا طواف روک دے (اس میں سے

کوئی چیز واقع ہونے پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے، بلکہ پھر وضو کرنے کے بعد طواف کرے
یہی قول صحیح ہے، لہذا اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے لیکن نماز اور طواف
دونوں کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ دونوں کے لئے وضو شرط ہے جیسا کہ نبی کریم
ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تم میں سے کسی شخص کی نماز کے دوران وضو خارج ہو جائے تو وہ
نماز سے الگ ہو جائے اور اس کے بعد دوبارہ وضو کر کے پہلی نماز دہرائے اس حدیث کو
امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور امام ابن حزمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے
چنانچہ طواف کے لئے بھی یہی حکم ہے جیسا کہ نماز کے لئے حکم ہے، لیکن اگر کوئی شخص
کسی حاجت کے تحت طواف کو توڑ دے مثلاً اگر کوئی شخص تین طواف مکمل کر چکا ہو پھر
اسی دوران نماز کے لئے اقامت کہہ دی تھی تو وہ نماز پڑھے پھر اس نے جہاں پر طواف کو
روکا تھا وہاں سے طواف کرے پھر سے طواف کی ابتدا کرتے ہوئے رجوع کرنے کی
ضرورت نہیں۔

(مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة لابن باز: 216/17) "باب دخول مكة من قطع حواجه
لحدث أو لحاجة هل يسأله أم يبسې علی ما عصى" الناشر: دار الفکر، دمشق، 1407ھ
والاقتداء بالملک المصطفیٰ (اصحویہ)

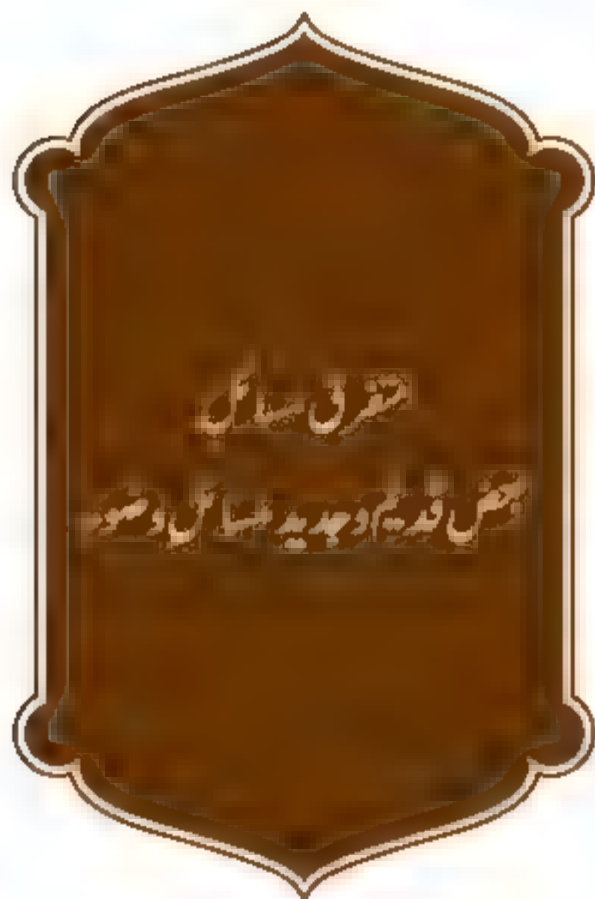
حکم کلام

یہ بات تو صاف طور واضح ہے کہ طواف کرنے کے لئے بارہا وضو نما طواف کے شرائط یا فرائض میں سے
نہیں ہے اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں کوئی بھی واضح فقہ قرآن و حدیث میں موجود نہیں
ہذا محققین طواف کے لئے وضو فرض و شرط نہیں کہتے بلکہ علماء کرام کا یہ کہنا ہے کہ طواف
کرنے کے لئے وضو مستحب ہے اور اسی طرح علماء کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز کے لئے جو شرائط ہیں
بعینہ وہی شرائط طواف کی نہیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابن حزمہ رحمہ اللہ
اسی بات کے قائل ہیں اور جو علماء کرام طواف کے لئے وضو کو فرض و شرط قرار دیتے ہیں اس میں امام

ہلک سیٹھ، ہمارے شافی سیٹھ، امام احمد سیٹھ وغیرہ شامل ہیں، لیکن دوسرا موقف یہ ہے کہ طوائف کے لئے وصو مستحب ہے اس میں قوت زیادہ ہے استدلال کے اعتبار سے۔ واللہ اعلم

نوٹ: قول ثالث پر غصہ بھڑکے قول ثانی یہ ہے کہ عیاد اور اعتکاف سے ہر نفل کے لئے وضو کر کے (پن شیش یا ستر) سے کہ نہ کہ شب سے صبح و صبح سے شام کے طوائف کے لئے وضو نہ کرنے میں اعتکاف سے بڑھ کر وضو کر کے طوائف کرے میں کسی کا خلاف کس کیونکہ عیاد سے پاک رکھنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم





فصل دوم: حقیقتِ طہارت سے مسائل

فصل دوم: حقیقتِ طہارت سے مسائل

وصود سے فارغ ہونے کے بعد آہاں کی جانب نکلتے کرتے ہوئے دیکھے کا قیل ضعیف روایت پر مبنی ہے۔

اجنب احوال و احوال میں نیت کر بلا وجہ ہے۔

”رَدِّ كُلِّ مَا يَسَعُ وَصُولَ الْمَاءِ إِلَى الْبَشَرَةِ“ یہی صودہ، غسل میں دھوے جانے والی حصہ، تک پانی کے پہنچنے کی راہ میں حائل ہونے والی تمام اشیاء کو دور کرنا ضروری ہے۔

ناخن کو کسی ایسے رنگ سے رنگنا جس کا جرم نہ ہو جو پانی کو بدن تک پہنچنے سے روکنے میں توفیر دست ہے اس کو الگ کئے بغیر بھی وصودہ مست ہے اور اگر جرم ہو تو اس کا ازالہ کئے بغیر وصودہ مست نہ ہوگا

وضوء اور غسل واجب میں مزے سے دانوں کا چر کر، کھانا ضروری نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے کہ یہی سونگھنے والے وضوء اور غسل کے دوران اپنی آخری کھانے کا پیو یا ہم وضوء کے دوران انکو کھانے کے ضمن میں این باج کی، ایک ضعیف حدیث موجود ہے لیکن وضوء کے دوران گھسائی کی تحریک کے ضمن میں امام بخاری نے جہنم سے نقل فرمایا: وضوء اور غسل میں جس چیز کا دھونا ضروری ہے اس تک پانی کا پینا ضروری ہے و انہوں کا چر کر اصل کے قائم مقام ہے اس لیے اس کا کھانا ضروری نہیں اور اس کا کھانا شہت کے قلیل سے ہے)

((عن عنبید اللہ بن ابی رافع، عن أبیہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "إذا توضأ حرك حائضه"))

میرا تاہم اس طرح کی روایت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دھو کر تھکے تو پانی، گونگی دھاتے۔

(مسئلہ اس باج کتاب طہارت اور اس کے احکام و مسائل، باب: لگیوں کے درمیان خال کا پانی۔ حدیث نمبر 449، اس حدیث کو کتب ست کے حدیث میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، (تذکرۃ المشراف: 12023، مصابح المصنف: 184)، اس حدیث کی سند میں سمران کے والد محمد بن عبید اللہ (دونوں ضعیف راوی ہیں، اس لیے شیخ الہانی سیسٹم نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا)



انکو بھی پر دانوں کے چر کرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کھانا اس لیے ضروری نہیں کیونکہ یہ اصل کے قائم مقام ہے۔

ج: إن كان قد أفترق استلحق مركبه، فظاهر أنه لا يجد عليه أن يربطه. ونسبه هذه بالحكم والحد لا يجب رتبة عند الطهارة، بل إذا فصلت بين مركبتيه، لم يكن على سبيل التوضوء، بل أن الذي على الله عليه وسلم كان يربطه، ولم يفرق به كل يفرقه عند التوضوء، وهو ظاهر من كونه مانعاً من وصول الماء من هذه، مستلزم لا سيما أنه يفرق الناس تصحون هذه التركيبه شافاً عليه تزيدهم ردفاً

ولم يفرق

۶۶۵

عورتوں کی پٹوں پر جمال و خوبصورتی کی طرف سے لگائے جانے والے راتہ بالوں کے ساتھ وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا تاہم فقہاء اس کو راتہ کہلاتے ہیں۔

۶۶۶

اگر عورت پہنے بال کا جوڑا، گولی پر رکھتے ہوئے سنا کر لے تو کافی ہے، تاہم سر کے بال میں نہ رکھے، کیونکہ حدیث میں اس سے ضمن میں صلت قسم نہ، عید وارد ہے:

((عن أبي هريرة ، قال . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " صِفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، لَمْ أَرَهُنَّ قَوْمٌ مَعَهُمْ سِبَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَيَسَاءُ كَلْبِيَاءُ عَارِيَاتٌ مُبِيلَاتٌ مَا يَلَاغُ زُهُوهُنَّ كَأَتْسِةِ الْبُخْتِ النَّابِلَةِ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَا يَجُزُّ بِحَقِّهَا، وَإِنْ رَجَعَهَا لَيُؤْخَذَ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ عورتیں ہیں جو انگوٹھوں کی جن کو میں نے کبھی دیکھا (میں نے دنیا میں) کبھی وہ پیدا نہیں ہوئے)، ایک تو وہ لوگ جن

بوزور وضع ثبت آیا کان علی الصیام فی رمضان، و فی غیر رمضان، و فیس من موانع حیاء کما کہ فی یسر الروحہ (و وضع یمنہ) لہذا وضع قلمہ فیقر العقب علیہ لہ یحفظ علی الشہر سبع رسول اللہ آلہ وراثتی لا یصح الوضوء مع وجودہ (و لا یصح فی سح الراس موی من موی الوضوء، قال: و یزأبہا الذی أمر بالانسی فی الصلاة فغسلو وجوہکم و ایدیکم فی الرافی و انسخوا برؤوسکم و ارجلکم فی الکعبین المائتہ: ۶، قال الفرطبی عن یزید قال: "برؤوسکم" دخلتہ الباء لصد مسحوا بہ و هو الماء مکہ بہ قال و ارجلکم برؤوسکم انشاء استثنی

و بناء علی ہذا یحکون المصح لشہر مع وجود ما یحول بین الماء والشہر غیر مسح عرجا لہم وصول الماء الیہ و درجہ من العائدہ بوجہ الصوی الثانیۃ: ۶۶۶

واضح علم

کے پاس کوڑے ہو گئے تیل کی دھوس کی طرح اور بوگوں کو ان سے ہاریں گے اور دوسرے عورتیں لہا جڑ کپڑا پسے پر بھی لگی ہوئی ہوگی، دوسرے مردوں کو اپنی طرف اور خود ان کی طرف، کن ہونے والی ہوگی، ان کے سر گویا تلخی اوتوں کے وہاں لہا، ایک طرف جھکے ہوئے، وہ جنت میں۔ جاہلیں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اچھی اچھی دوسرے آتی ہے۔"

(صحیح مسلم جنت اس کی نعمتیں اور اہل جنت ارباب: اس بات کے بیان میں کہ دوزخ میں عذاب و سنگسار داخل ہوں گے اور جنت میں کزاور و سنبل داخل ہوں گے۔ حدیث نمبر: 2128)

موضوع نمبر ۱۱

وضو میں درود دعا کا سہن یعنی بھول جانا کامل معافی ہے جبکہ نماز میں واجب بھول جانے سے مسجد مہو اور حج میں واجب بھول جانے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

موضوع نمبر ۱۲

اہل علم نے انسان کے بھول جانے کو مجزوی یعنی انسان کی بڑی بے ہوشی دلا چاہی اور فوق الطاقہ یعنی اس کی طاقت و قوت سے پرے قرار دیتے ہوئے اس نسیان کے عمل کو کامل معافی قرار دیا ہے اور اسی بنا پر وضو کے تسمیہ، الاکار و الوضوء اور تکبیرات کے حکم سے تسمیہ نرم روئی اختیار کی ہے۔

موضوع نمبر ۱۳

وضو اور غسل کے دوران پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے،

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدِيٍّ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: مَا هَذَا الشَّرَفُ؟ فَقَالَ: أَهْيَا الْوُضُوءِ

إسراف؟ قال: نعم وإن كنت على غير خلاف))

یہ تابعہ اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیث کے پاس سے گزرے اور غصہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کیا اسراف ہے؟" انہوں نے کہا: کیا وصو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں چاہے تم بتی غبر کے کلمہ ہی کیوں نہ بیٹھے ہو۔"

(سنن ابن ماجہ: کتاب طہارت اور اس کے احکام و مسائل، باب: وضو میں مہارہ کی حیثیت اور حد سے تجاوز کر کے کی کرہت کا بیان۔ حدیث نمبر: 425، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، تحفۃ الاشراف: 8870، صحیح الترغیب: 174، مسند احمد (2/221)، (تراجع الألبانی) رقم: 110، اس حدیث کی سند میں ابن ماجہ ضعیف و لا یجوز عبد اللہ صاحب دہم راوی ہیں، لیکن شواہد کی بناء پر یہ حسن ہے، ملخصہ: 140، ملخصہ: 3292، مسند الاحادیث الصحیحہ: 4782، فتح البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا)

یہ ایک درجہ حدیث سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے:

((عن أبي معمر، أن عند الله من مفضل، سمع ابنه يقول: اللهم إني أسألكم القصر الأبيض عن يسير الجنة إذا دخلتها، فقال: أي يسير، سأل الله الجنة وتعود به من النار، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إنه سيكون في هذه الأمة قوم يعتدون في الظهور والداخل))

ابو نعیم سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مفضلؓ نے اپنے بیٹے کو کہتے سنا: اے اللہ! میں جب جنت میں داخل ہوں تو مجھے جنت کے دائیں طرف کا سفید محل عطا فرما، آپ نے کہا: میرے بیٹے! تم اللہ سے جنت طلب کرو اور جہنم سے ہٹنا چکو کیونکہ میں نے رسول اللہ

ملایچہ کو فرماتے رہے: "اس امت میں عقرب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو چہرہ رست اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے"

(سنن ابی داؤد کتاب طہارت کے مسائل باب وضو میں اربعہ وضو خرچی یعنی پانی مرواوت سے زیادہ بہاؤ درست نہیں ہے۔ حدیث نمبر: 96، سنن ابی یوسف الدعاء 12 (3864)، (تخلیہ لاشر اب: 9664)، مسند احمد (4/86)، فتح الباری (۱/۱۸۱) سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

مسواک کے مسائل

کس چیز کے اریہ مسواک کرتا نہیں ہے؟ آیا اس مسئلہ میں دانتوں کی معانی اصل مقصود ہے یا انصاف کا حصول مسواک کی نگوڑی ہی سے حاصل ہوگا؟ مقصود اصل مطلوب ہوتا تو تھوہریت سے بھی حاصل ہو جائے گا، اس بنا پر مسواک میں تھوہریت بھی مفید و شریع ہے تاہم انصاف کا حصول اپنا ملت ہی سے حاصل ہوگا۔

38 مسواک کی چار ذمہ داریاں

مسند الاحادیث مارواہ البخاری فی مسیحہ عن ابی ہریرۃ ومی ابنہ عنہ قال: صدر اللہ صدر اللہ علیہ وسلم قال: إذا وقع المني في شربة أحدكم فليعضه ثم يفرغه فلا في حدى جناحية ماء ولا عري شعاع رعد بين الإجماع الطبي في هذا الحديث في المتوى واقع، ۱۹۳۸ قراچہ
وسنن، ماورد فی حدیث لکھنؤ محمود وحی بعنوان (المتصل) مو (لغة العلم وصحة) دراسة سريرية وکیمیہ وهو مستورد من علماء وعلماء المؤتمر العلمي الاول للعلم الاسلامي الذي انعقد في ۱۹۶۱ الموافق ۱۹۸۱م وجاء فيه كما نشره بفضلة امر القلي صدر ابنه عليه وسلم لنا الدكتور سبكو اعلا اسود: منظره للمعمره القريب وما جاني جبريل الكوصاني سورة حر المد حب ان يمرض عني وعمر ابي رواد في حصة، حذرة دبر ۱۹ حفره ۱۹۸۱ م ۱۹۶۶ وقال القلي صدر ابنه عليه وسلم لا يرد من ليل او نهار فليعضه لا تسوف

و بعد آن رسول الله با اتصال انوار حق حقیقه من قرص، لم یکن طرفه فی المعارف عبیه ولا بد الی اذن ان رسول الله کافراً من موبالتباه بدیده علم و حفظ صفة دساة عمد بسلطان الحجة الاسلامیه الشریعه علی الأستار بحلفه ۱۹۵۵/۱۳۶ هجری ۳۶۶-۳۷۱.

والسواک ذکر انه فی سجرة سر کون * واسما الفسی هو اسما دورا ورسید وھی نمو فی مباح حق عقیده خود سکه وھی دینه القور وھی الحس وھی مرمیا وھی شعرة فسیرة لا یزید من جسیما علی مدحاً آخرتها معزیة اروعها لامة جدها شهاب وقریبا فی مانع والمرد سکنس هو اسما دورا متصالة تعقیب لم یهد فی کل یوم من الطوبیة وعلی استصالة یوم یوم عده لة حاکم لدره ان استصالة ایما کان جده یحس فی بناء سم سواک ما الاسالی من سمسالة هک. مدر اید صامت وکذا یکن یولف استصالة سم یطع ج. المرد ویتضمن جرد آخر وهدا!

وفقد فید تحلیلک کیماتیا الله یخفی علی الأثر:-

۱ مانت یف * المردیه یسکن أن تعقرون ساعلورین

۲ لراکی مثل امین

۳ سیه علیة من القلورید والمورد والسیک

۴ کبریت

۵ لیفامین ج

۶ کیه قلیلة من مانت الصانور و الفلین والملاوید

۷ کیه ومرة من مانت السینسیرول

ومخره یسک علی انکوبات الکیمیة لیسواک یسکن معرفة الأثر:-

۱ یمن أن لها میرا عی وعلی سواک کبریا بالقدر - بعضی أن یصغر سببا وجود مانت مخفی

علی الکبریت

۲ مدر التریسل امین عی من اس الامروچی لسم (وهو حد العوکل المانة لسم لراکیم)

والتفلی فال مریة نمو هذه المرام لیم شعور قلیلة

۳ ما مخفی عی میطی ج ومدر اسینوسیر والماند من سیه بکلی کیر فی نفیة

الشمیرات الفمویة المردیة للقتا ودر برنمر وصول قدم سیه اسکیه الکیه علاء علی أهمية

فیفامین ج فی حلیة الفلین من الاتیهات

۴ مخفی علی مانت وکیمیة ترید من قرة الکظ

۵ مخفی عی مدر الکورید والسیکین وھی مراد معروجه سها نزول من بیاض الاستار وهد

وحدنا انه من الماند أن تدوس هذا الموضع دراسة علمیه بشارف النسخ بعضی منحصرات

لوجوده فی اسراق حالیا بعد لجرنا لحد عبر تسقین شحسا وسموا "فی ارضه عجیبات عجیت

استمن کل عشرین السواک

۶ السواک اصحوق ومحقق استان مخاری ومادة النشا

وکل العری من البحت هو اید اجهیه علی الأمثلة الثالیة:-

مسواک

اگر اہل بیت نے متفق ہیں کہ مسواک کا وہ معنی ہو کہ جس کا معنی ہو کہ یعنی نئے درگزر کے ہیں اور ہر وہ سوئی چیز جو جو جس کی گندنی کو صاف کرے، مسواک ہے، اور اگر مسواک کا مقصود نہ کسی صاف ہو تو یہ چاہئے کہ اس سے بھی حاصل ہو سکتا ہے چاہے وہ کپڑا ہو یا لکڑی، اور یہ ہم پر بھیجے کسی بھی درخت کی لکڑی سے مسواک کیا جا سکتا ہے اور مسواک سے نئے لکڑی کا استعمال اتنا ہی سنت سے لحاظ سے حاصل ہے۔

مسواک سے متعلق بعض نکات:

1. کیا مسواک اور تھو پیٹ نقل ہے یا سنت، لکڑی ہو یا ضروری ہے یا مقصود حاصل ہو؟
2. مواضع اسوک (مستحبات، مشروعات، اکا حرام ہے۔
3. ساڑ کے ہارے میں تھو دھونے ہے۔
4. طریقہ (عرض کا مطلب) اور ایسی سے بائیں
5. مسواک کا دھوا اور تعمیلی احکامات کے لئے باب سن الفطرہ ملاحظہ فرمائیے
6. جو اپنی لکڑی کے درجہ اور اپنی اولیٰ و فضل ہے۔
7. مجنون و مجروروں پر بھی کرنا اولیٰ ہے۔

مسواک کا معنی

مسواک

1. مسواک جو تھو دھوئے نف کی مانند ہے لہذا اس پر بھی سورے کی شرائط کی تکمیل کے ساتھ مساجد جائز ہے لیکن غرض سے کم ہو تو نہ ضروری ہے۔ [۳۹، ۴۰، شیخ ابوالیٰ نعمان سے

الکویت

www.KitaboSunnat.com
www.KitaboSunnat.com

(مجموع فتاویٰ رضویہ) ۱۱/۱۶۹-۱۵۷

نیچے جوتے پر بھی سح کی اجازت دی ہے شفقت کی علت کی بنا پر۔

2. کپڑے کے سوز دی سح کی اجازت ہے

a فأمرهم أن مسحوا على العصائب والمخاض [40]

b أثبت ساع راشد بن سعد ، البخاري في التاريخ

الكبير [41]

c صححه الحاكم والذهبي في سير أعلام النبلاء [42]

سیرۃ النبیؐ

کپڑے کے سوز دی بھی سح کرنا ہوتا ہے۔

((عن ثوبان، قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية

فأصابهم البرد، فلما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم

أمرهم أن ينسحوا على العصائب والثناجيب))

یہ تاثر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) بھیجا تو اسے سرد

لگ گئی، جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں (وضو

کرتے وقت) اعماسوں (کپڑوں) اور سوزوں پر سح کرنے کا حکم دیا۔

(سلسلہ ابی داؤد کتاب الجہاد کے مسائل ۱، باب: اعماس (کپڑوں) پر سح کرنے کا بیان۔ حدیث نمبر:

146، اس حدیث کو کتب سنہ کے محدثین میں سے صرف ابی داؤد نے روایت کیا ہے (تحفۃ الاشراف

2082، سند حم (5/277)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا)

[40] (مسند أحمد 27383)

[41] (التاريخ الكبير 3/292)

[42] (المسح على الجرح والعضام)

مہم بنی کر کے اندر رخ اکبر میں راشد بن سعد کا سامع ثابت کیا ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو اور امام نسائی نے اس حدیث سے اعلام اسماء میں صحیح قرار دیا۔

مسئلہ چوتھا

مقیم اور مسافر کے لئے مسح کرنے کی متعین مدت کی ابتداء، سوروں کے پسنے سے نہیں ہوتی بلکہ مولیٰ سے پسنے کے بعد وضو نہ کرنے کے بعد نماز وضو کرنے کے بعد سے مدت کا شمار ہوتا ہے، جو مسافر کے لئے تین رات اور تیس دن اور مقیم کے لئے ایک رات اور ایک دن ہے۔

مسئلہ پنجم

مسح ختم میں ہوتا سور سے نکالنے سے بھی بال یا ناخن یا ہاتھ یا انگلی سے نکالنے سے وضو نہیں لوگتا۔^[۱۴]

مسئلہ ششم

حمد کے مسائل میں شافع اور غزالی میں بعد اہل پر مسح جائز نہیں۔

مسئلہ ہفتم

زخم پر تیلی جاسے وہاں پانی اور پلاسٹر پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا حکم، حیر اور مسح علی نفس سے مشابہہ و ملکہ جہا ہے۔

[۱۴] (ابن تیمیہ، المشرح، المصحح: ۱/۲۱۴)

احکام و ضوابط پر پورا پورا توجہ کریں

- (1) پہلی شکل: غصہ کھلا ہو اور پانی سے نقصان نہ ہو تو دھونا ضروری ہے
- (2) دوسری شکل: غصہ و پانی لگانے سے ضرر لیکن مساکر کئے ہیں تو مسح کر لے
- (3) تیسری شکل: غصہ و پانی بھی مشکل سے اور مساکر بھی تو تیسرے کر لے

بلاستر بر مسح

ما حصر مسح علی الجبيرة؟

محمد بن صالح العثيمين

السؤال

ما حصر مسح علی الجبيرة؟

الإجابة: إنه أولاً أن نعرف ما هي الجبيرة؟

الجبيرة هي الإصبع ما نُشر به الكسر، والمواد بها من عروق اللفحة، مما يوضع على موضع الطعنة الحاجة، مثل الخشب الذي يصفون على الكسر، أو للفرقة التي يصفون على الخرج، أو على ألم في الظهر أو ما أشبه ذلك، في مسح عليه بجوزي هي المسح.

فلذا لندرك أن فرع من فروع الفقه على شرح يحتاج إليه، فإنه مسح عليها بدلاً عن المسح ونصف هذه الطعنة كالبند، يسمى أنه يوضع على هذا الرجل فرع هذه الجبيرة أو الفرقة التي طعنته يمسح ولا يمسح لغيره، حتى يذهب شره.

ونوع الفرقة ليس هناك دليل على أنه ينقص الوضوء أو ينقص الطهارة، وليس هي المسح على الجبيرة دليل على ذلك من معارفهم فيه، فلو كانت هذه الجبيرة هي الجبيرة، وقال إن الجبيرة هي الجبيرة، من أين يصفون هذه؟ ومن هو المصحف من ذلك؟ من يصفه لا يصفه عليه، وإنما يصفونها، فيمسحوا، فقال يمسح جبهته على الجبيرة، وذهبوا عندهم عن ذلك، بل يمسحون على الجبيرة.

فما هو مسحهم من ذلك بل يمسحون له ولا يمسحون عليها

بعض من قولهم: "أو يمسحون بجمع الشعر على الجبيرة" فلو كان هذا هو الجبيرة، لكانت الجبيرة هي الجبيرة، ولا حاجة إليها، ويصفون شعره، فإنه إذا وجد جرح أو عشاء، جرحه، فله مرأته.

فرقة أو يرى أن يصفون مكشورة ولا يمسحون، بل يمسحون، يعني هذه الفرقة يجب عليه مسحها إذا كان في محل يمسح.

الفرقة الثانية: أن يصفون مكشورة ويصفون المسح، يعني هذه الفرقة يجب عليه مسح دون المسح.

الفرقة الثالثة: أن يصفون مكشورة ولا يمسحون، يعني هذه الفرقة يجب عليه مسح دون المسح.

فرقة الرابعة: أن يصفون مكشورة ولا يمسحون، يعني هذه الفرقة يجب عليه مسح دون المسح.

فمن المسح ولا يمسحون

جميع فتاوى: رسائل: مسح محمد صالح عثيمين، جلد الحادي عشر

دب: مسح على الجبيرة

مضمون

معنوی چیز یا تھوپہ وغیرہ قتل کی ضرورت نہیں (اذا فات الشرط فانت المشرط) اگر کچھ اصل یا فطری عضو کا حصہ ہوتی ہو اس معنوی الزام کے ساتھ تو اس پر پائے ہوئے حصہ کو دھوئے۔⁴⁶

مضمون

تاک میں ہالی رب و دست کی عرض سے سوراخ کرنے سے پہلے میں وہ قول ہیں
 ﴿پہلا قول: تاجا کر یا اوجہ۔﴾

﴿دوسرا قول: چارے﴾ اگر تان میں عادت کان مٹی ہو جیسے کان میں سوراخ کیا جاتا ہے بیت
 اگر مشابہت فساد اور خیر و ہلاکت کی نہ ہو۔⁴⁷

⁴⁶ المسلم علیہم فی حجة لہ ویرکاتہ

<http://www.ashleebweb.com/vb/showthread.php?p=145746>

قال الشرح صالح الثوراني

إذا كانت الرجل قد نطقت من السيف وذهب الكعب والقدم وليست مكنية فندما صاعها فليس عليه غسله وند
 سقطت عندها رجل من الرجل فليطوئها ولا مسح على القدم المصاعف أما لو كان قد بقي من الرجل شيء من
 الكعب فداخلة في غسله غسله الماء وإن لم يكن عليه سائر من غيره أو جرب فإنه مسح عليه
 على ما يملكه من غسله
 الفتاوى المتبع صالح الثوراني (٣٦/٢)

⁴⁷ حكم وضع حلفة في الألف والشفة والحنك في أصابع الرجل

الحوال

ما حكم من نطق حلفه في أنفها أو على شفتها ومن يضع حنكاً في أصبع رجله؟
 الإجابة

أخذه لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد

فلا حرج على من لم يمس الحنك في أصابع يديه ورجليه وإنما الرجل فيكرهه لأنتم في منابهة والوسع من
 أصابع يديه وهو الذي نطق عليه أحمد بن حنبل وقال للأئمة الثلاثة كما ذكره سفيان في عدو الألب في شرح
 منظومة الآداب

وقال الإمام الثوري رحمه الله في شرحه صحيح مسلم وجميع مسلمون غير أن حنك جعل خاتم الرجل في حنك
 وأما مرة أخرى: تتخذ خواتم في أصابع ويكرهه لرجل حمله في الوسع والتي تليها وهي كروعة تنه
 وقال الثوري: في أصابع أي في أي أصبع شانهت ولو في أصابع رجله كما في المصنوعة المعهية وأما الرجل فيكره

(4) شیخ بن باز رحمہ اللہ نے کہا عورت کے لیے سر کا قلمار نکالنا مشکل ہو اور مرد کے لیے عمامہ نکالنا مشکل ہو تو مسح اسی صورت پر جائز ہے جبکہ وضوہ کی حالت میں پہنا گیا ہو جیسا کہ دوسرے کے شرائط ہیں وہی احکامات لاگو ہوں گے۔ دوسرے فقہاء نے کہا اگر کسی شرط طہارت عمار کے لئے دلیل سے ثابت نہیں

(5) تو انی (سوالات) شرط ہے۔ (سوالات) یعنی ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کے درمیان اتنا فاصلہ نہ ہو کہ پہلا عضو سوکھ جائے

(6) پانہ کالی ہوئے کی وجہ سے وضو کے اتمام سے لیے دوران وضو اگر پانی پیسے میں تاخیر ہو اور سوکھ جائے تو معاف ہے۔ ﴿لَا بُكْرَةَ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا وَضَعَهَا﴾



المختصر

فہرہ	نام کتاب	مؤلف	بشر
1	القرآن و تفسیرہ الحدیث و شریعات		
	والفقد و شریعات		
2	مؤطا امام مالک	امام مالک رحمہ اللہ	
3	صحیح البخاری	امام بخاری رحمہ اللہ	
4	صحیح مسلم	امام مسلم رحمہ اللہ	
5	سنن الترمذی	امام ترمذی رحمہ اللہ	
6	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد رحمہ اللہ	
7	سنن النسائی	امام نسائی رحمہ اللہ	
8	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ رحمہ اللہ	
9	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ	دار الفکر، بیروت، شیبہ و ریاض
10	مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق رحمہ اللہ	

- | | | |
|----|-------------------------------|------------------------|
| 11 | مسند احمد بن حنبل | امام احمد بن حنبل |
| | | حنبل میسنید |
| 12 | مسند احمد بن حنبل | امام احمد بن حنبل |
| 13 | صحیح ابن خزيمة | امام ابن خزيمة |
| 14 | سنن الدار قطنی | امام دار قطنی |
| 15 | المستدرک علی الصحیحین | امام حاکم میسنید |
| 16 | سنن الدارمی | امام دارمی میسنید |
| 17 | صحیح ابن حبان | امام ابن حبان میسنید |
| 18 | مسند الاحادیث صحیح و الضعیفہ | شیخ ابان میسنید |
| | و تحقیقات | کتبہ العارف و الریاض |
| 19 | سنن الکبریٰ الیمینی | امام یحییٰ میسنید |
| 20 | بیان الاحکام القرآن | امام قرطبی میسنید |
| 21 | تفسیر القرآن العظیم | امام ابن کثیر میسنید |
| 22 | الشرح الممتع علی زاد المستعقب | الشیخ ابن |
| | | دار ابن الجوزی |
| | | بیشین میسنید |
| 23 | الاجماع ابن المنذر | امام ابن المنذر میسنید |
| 24 | شرح معانی الآثار | ابو جعفر |
| | | دار عالم و کتبہ |
| | | المطهری میسنید |
| 25 | شرح السنه سعوی | امام سعوی میسنید |
| | | الکتب الاسلامی ، دمشق |
| | | امیر و ت |
| 26 | مجموع الفتاوی | امام ابن تیمیہ میسنید |
| | | مجمع الملک فہد لطیف |
| | | انصاف الشریف |

- 27 مفتی امام ابن قدامہ دارالکتب ، ریاض ،
المقدسی بیروت
28 فتح القدیر علی البدایہ علامہ ابن تیمیہ شریک کتبہ و مطبعہ معنی
الربانی المحلی و اولادہ بصر
29 تمام المیزبانی تعلیق علی فقہ ابنہ شیخ ابانی بیروت دار الریح
30 شرح صحیح البخاری امام ابن جلال بیروت مکتبہ الارشاد ، ریاض
المسعودیہ
31 المجموع شرح البیہد امام نووی بیروت دار الفکر - النیرہ
(القابریہ)
32 شرح العبد فی الفتاویٰ امام ابن تیمیہ مکتبہ المصیبات ، ریاض
33 راد العباد فی ہدی خیر العباد امام ابن قیم بیروت مؤسسۃ الرمالہ ، بیروت -
مکتبہ النور الاسلامیہ
الکویت
34 التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن ابی امام ابن علی الفاروق الحدید للطابع
غیرہ دار نشر ، القاہرہ
35 سلسلہ احادیث الضعیفہ شیخ ابانی بیروت
36 الجامع المکمل شیخ ابانی بیروت
37 نیل الاطوار امام شوکانی بیروت دار المعرفۃ ، البصر
38 منہاج شرح مسلم النجاشی امام نووی بیروت دار احیاء التراث العربیہ
بیروت
39 فتح الباری شرح صحیح البخاری امام ابن حجر عسقلانی دار المعرفۃ ، بیروت

مجله علمی

- 40 انجید لسانی الموساسن المعانی والاسانیه نام عبدالبر ^{مجله علمی} وزارت عموم الاد کاتب
والسکون الاسلامیه
المغرب
41 مراتب الاجتماع فی العبادات نام ابن حزم ^{مجله علمی} دارالکتب العلمیه بیروت
والعالمات والاعتقادات
42 شرح بلوغ المرام (ارده) صفی الرحمن در السلام
مهاکدیری ^{مجله علمی}
فی الارامی ^{مجله علمی}
43 شرح سکن السانی نام ابن قیم ^{مجله علمی} مؤسسه الرساله، بیروت
زاد المعاد فی هدی خیر البیاد
44 مجمع فتاوی و مقالات مستوفی الشیخ بن باز ^{مجله علمی} راسه اداره البحوث العلمیه
والافتاء بالمکه العربیه
المکویه
45 مجموع فتاوی و مقالات مستوفی الشیخ بن باز ^{مجله علمی} راسه اداره البحوث العلمیه
والافتاء بالمکه العربیه
المکویه
46 لسان مروری ^{مجله علمی} مؤسسه الکتب الثقافیه
بیروت
47 بحث فتاوی فی المسح علی الثمنین شیخ ابن عثیمین ^{مجله علمی} دار الوطن للنشر
48 المطبوعه شیخ محمد بن جاسم الامام محمد بن سعود
الریاض المملکه العربیه
المکویه
49 فتاوی المرآة لسلوه شیخ ابن عثیمین ^{مجله علمی}

- 50 شرح بخاری شیخ ابن شمیم رحمہ اللہ
- 51 عمل الیوم واللیلہ امام ابن السنی رحمہ اللہ دار الفکر للطباعة الاسلامیہ
دمشق علوم القرآن -
جدہ / بیروت
- 52 عون المعبود علی شرح سنن ابی داود شیخ عظیم دار ابن حزم
آبادی رحمہ اللہ
- 53 الدرر المنیہ لمصنف
- 54 امک اسلام پینچا کے تیار کردہ
مضامین
- 55 البکر
- 56 حصید القوائد
- 57 الاسلام سؤااا و جواب
- 58 قادی الشیخ الالبانی وکن ہا وکن
شمسین وکن جہرن و الحیة الدائمة
- 59 الدرر المنیة و السیل الجہر و نکل
الادوار مع التعلیقات و لشوکی
- 60 تعلیقات الرضیة الشوکانیہ نواب
صدیق حسن خان و المالبانی
- 61 الملخص الفقہی للشیخ ساد
القرطبی
- 62 المشرح المبع علی زاد المستمع لکن
الشمسین

- 63 تسهیل الفقہ عبد اللہ بن جریر
- 64 شرح آخر الفقہ ابن جریر
- 65 شروحات عمدة الفقہ ابن جریر
- 66 الموسوعة العویث
- 67 تمام المسئلة الیائی و عزادی
- 68 صحیح فقہ السنہ لکمال
- 69 مسائل المطہرۃ الشیخ محمد مومل
- 70 المہلب صبی حسن طلاق
- 71 شروحات بلوغ المرام - سنن المسلم
- مصنوعاتی و شرح عبد اللہ الفوزان و صفی
- ارمن مہد کفوری
- 72 شروحات مشکوٰۃ علی تہری و نجی
- و عبید اللہ المہار کوری
- 73 الاختیار ابن تیمیہ / ابن ابی



اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے 6 سال کیوں لگے؟
 اسکے جواب کا اندازہ اسی وقت ہو گا جب 5 جلدوں کی اس ضخیم کتاب
 کو گہرائی کے ساتھ پڑھا جائیگا، ان شاء اللہ، کئی ماہ تو دن کے ساتھ مکمل
 رائج بھی لگ سکیں الحمد للہ، چار مسالک کے فقہی اقوال جمع کر کے
 اردو میں ترجمہ کرنا تہرانہ اور ترجیح تک پہنچنے کے لئے سارے جدید
 اور قدیم مصادر و کتب کا مطالعہ کرنا یہ کافی محنت طلب کام ہے، اللہ
 ہی کا فضل کہ یہ اس کی توفیق سے ممکن ہو سکا۔ ﴿وَتَنَالُوا الْبِرَّ﴾
 اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اس کام کے ساتھ ساتھ دیگر
 آئین اسلام پڑھانے پر ایکٹس پر بھی کام جاری ہے اور اس کے
 علاوہ تفسیر کے پر ایکٹس اور فقہ کے پر ایکٹس پر بھی کام جاری ہے
 لہذا الگ الگ پر ایکٹس کے لئے بھی وقت کو تقسیم کرنا پڑتا ہے، تاخیر
 کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ان حضرات سے جو کتاب الہیہات
 کے منتظر تھے۔ شکریہ



www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadani.com

Dr. Shaikh Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.

Founder & Director of AskIslamPedia.com

Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA

+91 92906 21633 (WhatsApp only)